صلاح الدین

یعنی

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ

فاتح بیت المقدس کے

کارنامے

تالیف

جناب حکیم مولوی احمد حسین صاحب الہ آبادی مترجم تاریخ

امام

ابن خلدون رح

مطبع الرشید الہ آباد مین باہتمام منشی حامد حسین چھپی

سنہ ۱۸۹۷ء

جملہ حقوق باضابطہ محفوظ و رجسٹرڈ ہین

قیمت فی جلد عہ ر بلا محصول ڈاک

دیباجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔

واقعی ہماری قوم کی عام ناواقفیت اور علی الخصوص فن تاریخ کی لاعلمی نے صرف اونکے خیالات کے دایرہ ہی کو تنگ اور محدود نہین کر رکہا بلکہ اخنے یہ آفت ڈہا رکہی ہے کہ اب یہ شجاعت ۔ دلیری ۔ فیاضی کی اصلی اور نقلی تصویرون کو ایک دوسرے سے ممتاز نہین کرسکتے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ غیر قومون کے مصنوعی ۔ خیالی مشاہیر کو خوشنا رنگین لباس مین دیکہکر فریفتہ ہوجاتے ہین اور اونکی ایجاد کی ہوئی تصویرونکو جنہین کہ محض فرضی رنگ بہر اگیا ہے قدر و عزت کی اون انکہون سے دیکہتے ہین جن سے کہ کسی سچے بہادر فیاض ۔ دلیر کی اصلی صورت دیکہنی چاہیئے ۔

ہم اسکا انکار نہین کرسکتے کہ غیر قومون مین ایسا کوئی اصلی ہیرو نہین گذرا کہ جسکے نام کو زمانہ عزت و قدر کے ساتہ نہ لے سکے لیکن عام طور سے جب غور کی عینک لگاکر تعمق کی نظر دقیقہ سے دیکہا جاتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونمین دس فیصدی ایسے نکلینگے کہ جنکے فرضی چہرہ پر استادی کا پوڈر نہ ملا گیا ہو ۔ باین ہمہ اجکل کے نوجوان نئے روشنی کے مقلد انکے ایسے مشتاق اور فریفتہ ہوئے ہین کہ اپنے اسلاف کے اکابر کی مطلق وقعت نہین کرتے اور اونکے سوانح کو ایسا بہولا دیا ہے کہ گویا وہ تہے ہی نہین ۔

اس سے زیادہ تو یہ امر افسوس کے قابل ہے کہ انلوگون نے تاریخی معلومات کے نہونے
کے وجہ سے ان مورخون کا رتبہ جنکی حیثیت شاعر یا فسانہ گو سے زیادہ نہین ہوسکتی
اسدرجہ بڑہا رکہا ہے کہ اپنے سچے - عادل مورخ کا نام لیتے شرماتے ہین حالانکہ
ان مورخون مین جنکو فرضی خاکہ مین رنگ بھرنے کے سوا اور کچہہ نہین آتا وہ شان
ہی نہین پائی جاتی جسکے کہ مورخ مورخ کہے جانیکا مستحق ہوسکتا ہو۔

ہمین دراصل اس موقع پر اس مسئلہ سے بحث کرنی مقصود نہین ہے۔ ہر کسی موقع
پر انشاء اللہ تعالی ہم اس بحث کو چہیڑکر ناظرین کو دکہلا دینگے کہ ہمارے مورخون اور
غیر قومون کے تاریخ دانون مین کیا فرق ہے۔ اسوقت ہم انہین وجوہ اور نیز اس خیال سے
کہ قوم کو تاریخی معلومات کی سخت ضرورت ہے ہم ایک ایسے سچے فیاض بہادر دلیر
کی لالف ہدیۂ ناظرین کیا چاہتے ہین کہ جسکے سامنے غیر قومون کے فرضی مشاہیر کی تصویرین
کی چمک دمک ماند پڑ جائیگی کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ سلطان صلاح الدین یوسف
فاتح بیت المقدس کی سوانح ایسی نہین ہے؟ کیا کسیکی ذہن مین یہ خیال
پیدا ہوسکتا ہے کہ اسکی بہادری اور فیاضی فرضی ارتہر اور شارلیمین سے بڑھی ہوئی
نہین ہے؟ کیا زمانہ اس سے واقف نہین ہے کہ اسنے رچرڈ اور فلپ جیسے بادشاہون
کے مددگار رہوتے شام سے عیسائیون کو نکال باہر کیا ہے؟ سارا یورپ ایکطرف تہا
اور یہ ایک طرف اسکے ساتہہ کوئی بڑی جمعیت نہ تھی لیکن ہان ایک سچے مذہب کا سچا
جوش تہا کہ جسکے وجہ سے اوسنے یروشلیم (بیت المقدس) مین نہایت اچھی طرح جمے ہوئے
عیسائیون کا باوجودیکہ انکی اعانت مین سبھی سلاطین اور امرا نے اپنی سلطنتین بیچ ڈالین
جائدادین گرو کردین ایسا قلع قمع کیا کہ آجتک وہ بیت المقدس کے فصیلون کو خیال مین
بھی جسکے انکہون نہین دیکہہ سکتے اور نہ آیندہ خدا نے چاہا تو دیکہہ سکین گے۔ یہہ پہلا
وہ شخص ہے کہ جسکو تاریخی دنیا مین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی

جنکے بعد فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب دیا گیا ہے - اسیکی دلبری - جوانمردی
مردانگی کیوجہ سے آجتک یہ مقدس زمین اسلامیون کے قبضہ مین ہے چنانچہ
اسوقت بہی ہمارے خلیفۃ المسلمین امیر المومنین السلطان ابن السلطان ابن
السلطان الخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان **سلطان عبد الحمید خان غازی**
متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ وبدوام ملکہ وبقایہ کے قبضہ اقتدار مین ہے -

اس اسلامی ہیرو فاتح بیت المقدس کے سوانح کی واقفیت کیلئے ہمکو جسطرح
علامہ عبد الرحمن ابن خلدون مغربی - علامہ ابو الحسن علی ابن ابی الکرم شیبانی معروف
بہ ابن اثیر جزری - علامہ ابو الفدا - شیخ امام ابن شداد - قاضی فاضل رضی اللہ
تعالی عنہم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اوسیطرح مولفین فتح القسی فی فتح القدسی - نجوم
الزاہرہ فی احوال المصر والقاہرہ - نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے گرامی اسماء
شکر و امتنان کے ساتہہ درج کرنا چاہئے

ہمنے اسکی سوانح کے لکہنے مین اعتدال سے قدم باہر نہین نکالا اور نہ دلچسپی کے
خیال سے کسی واقعہ کو کم و زیادہ کیا ہے جیسا کہ زمانہ حال مین ہمارے بعض معاصرین
نے تاریخ کو ناول کے پیرایہ مین ظاہر کیا ہے -

چونکہ تاریخی معلومات کا ذخیرہ ایک ایسی زبان مین ہے کہ جسکے اولاً جاننے
والے ہی کم نظر آتے ہین اور ثانیاً ہماری قوم کے عام لوگون کو اوس زبان (یعنی عربی)
کے لاعلمی کیوجہ سے اون کتابون سے کچہہ فائدہ ہی نہین پہونچ سکتا اسیوجہ سے
ہملوگون کی لاعلمی - تاریخی معلومات کی ناواقفیت اسقدر حد سے بڑہ گئی ہے کہ ہم اپنے
اسلاف کے مشاہیر کے نام تک نہین جانتے اور یہی باعث ہے کہ ہم مین نہ تو
وہ ہمدردی باقی ہے اور نہ اوس جوش کا کچہہ اثر ہے کہ جسکے وجہ سے ہمارے بزرگون
نے کامیابی کا سکہ عالم مین چلا دیا تہا نظر برین ہم دنیاء اسلام کے اوس نامی ہیرو کی

کہ جیکا ذکر خیر اوپر ہو چکا ہے سوانح ہدیہ ناظرین کیا جاتے ہین کہ جس کے دیکھنے
اور سننے سے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ ہملوگونمین ہمدردی فیاضی - خود داری -
مردانگی - دلیری کی صفتین پہر پیدا ہو جائین اور پہر ترقی یافتہ قومون مین اپنا
شمار ہو جاے -

اے خدا تو اس کتاب کو عام مقبولیت کی خلعت عطا فرما اور اسکے دیکھنے
سننے سے ہماری مردہ قوم مین وہی روح مین پہونک دے کہ جو ہمارے اسلاف
اور تیرے برگزیدہ بندونمین تہی -

اے رب العزت تو اس سوانح کو عزت اور امتیاز کا خوشنما دلپسند لباس مرحمت کر
کہ جسکے دیکھنے سے غیر قومون کی آنکہین چکا چوند ہو جائین تاکہ تیرے اسلامی
بندون کو ذلت کی نظرونسے نہ دیکہہ سکین - خداوندا تیرے قبضہ مین سب کچھہ
ہے تو مقلب القلوب فعال لما یرید ہے تو ہماری مردہ قوم کو پہر سے زندگی
عنایت فرما کہ جس سے یہ نیکنامی - نام آوری کے ساتھہ زندہ جاوید کہلائے جائے

آمین ثم آمین - فقط

احمد حسین عفی اللہ ذنوبہ - الہ آباد -
۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۳ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرۃ السلطان

ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کے کارنامہ اسلامی دنیا مین ایسے شہرت پذیر ہین کہ کسی اسلامی ہیرو کی لایف اوس سے زیادہ مشہور نہو گی۔ اسلئے تذکرات اسکے حالات سے شاید ہی کوئی ناواقف ہوگا۔ اسنے اسلامی دنیا مین اپنے کارنامون سے بہت بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ یہی بانی دولت سلاطین ایوبیہ ہے۔ اسکو صفحہ تاریخ پر مسلمانون مین دوبارہ فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب دیا گیا ہے۔ اسکے قوی بازوؤن نے شام کے متبرک سرزمین کے بلند پہاڑون کی چوٹیون پر مکرر اسلامی پھریرا اوڑایا ہے

اسکو اکثر علماء انساب نے عربی النسل تحریر کیا ہے اور سلسلہ نسب عوف حمیری تک پہونچایا ہے[1] اگرچہ بعض مورخین نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے[2] لیکن مجھکو پتا لگتا ہے کہ اسنے خود کسی موقع پر اپنے عربی النسل ہونے پر فخر کیا ہے۔ اسکی ولادت باسعادت ۵۳۲ھ ہجری خلیفہ مقتفی لامر اللہ[3] کے عہد خلافت مقام تکریت[4] مین واقع ہوئی۔

نوٹ ۱ اس نامی ہیرو کا سلسلہ نسب یہ ہے سلطان صلاح الدین یوسف ابن نجم الدین ابن ایوب ابن شادی ابن مروان ابن علی ابن عنترہ ابن حسن ابن علی ابن احمد ابن علی ابن عبد العزیز ابن ہدبۃ ابن الحصین ابن الحرث ابن سنان ابن عمر ابن مرۃ ابن عوف حمیری۔

۲ علامہ کامل ابن اثیر نے اسکو اکراد روادیہ سے شمار کیا ہے اور فاضل ابن خلکان نے اعیان دوین مین شامل کیا ہے۔

۳ خلیفہ مقتفی لامر اللہ کا نام ابو عبد اللہ ابن المستظہر تھا۔ اٹھارہوین ذی الحجہ ۵۳۰ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۵۵ھ مین انتقال کیا

۴ تکریت ایک مشہور شہر مابین بغداد و موصل دجلہ کے غربی جانب واقع ہے اسکا قلعہ نہایت مستحکم بنا ہے جسکے ایک جانب تو دجلہ ہے اور دوسری طرف جانب شرق نہر اسحاقی ہے جسکو کہ زمانہ متوکل مین اسحاق بن ابراہیم کوتوال نے کھدوائی تھی۔ بغداد سے تیس فرسخ اور موصل سے چھ روز کے راستہ پر ہے۔

اسکا عالی قدر باپ نجم الدین[1] اس قلعہ کا حاکم تہا اسکی دلی خواہش تو یہی تھی کہ اپنی پوری عمر اسی قلعہ کے حکومت مین صرف کر دے - لیکن اسد الدین شیرکوہ[2] کیوجہ سے قلعہ تکریت کو خیر آباد کہکر اتابک شہید زنگی[3] کے پاس جانے پر مجبور ہوا - اسکے دربار مین ان دونون بہایون کی بڑی اوبھگت کیگئی - اور خود زنگی اپنے عزیز مہمان کے مہمانداری مین مصروف ہوا - جو تنکہ قلعہ بعلبک[4] ۵۳۳ھ ہجری مین اسکے ممالک محروسہ مین داخل ہوا فوراً اپنے محسن قدیم نجم الدین ایوب کو اس قلعہ کا حاکم کر دیا - ان تغیرات اور تبدیلی مقامات مین ہمارا ہونہار نامی سلطان اپنے عالیقدر بزرگ باپ کا برابر شریک حال رہا -

اسکے پکے سچے مسلمانون کے سے عقائد تھے - مذہب شافعی رکہتا تہا - کبہی اپنے صرف تقلید سے کام نہین لیا بلکہ مشایخین علم و اکابرین علما سے ہمیشہ مناظرہ کرتا اور تحقیق حق کے درپے رہتا - ایسی کوئی علمی مجلس نظیر کیلئے بھی نہین ملسکتی جسمین کہ وقت بحث و مناظرہ اسکے کلام فصیح سے سامعین خوش نہوے ہون - کلام سنجیدہ اور متانت سے معمور رہتا تہا - بڑے بڑے نامی علما اسکے خدمت مین رہتے تھے - اسکا دربار اہل علم و فضل سے کبہی خالی نہین رہا -

نوٹ - [1] نجم الدین بن ایوب مقام دوین متضافات آذربائجان مین پیدا ہوا جو تنکہ مجاہد الدین شحنہ بغداد کے پاس عنفوان شباب مین گیا قلعہ تکریت کی حکومت اسکی سپرد کیگئی -

[2] اسد الدین شیرکوہ نجم الدین بن ایوب کا حقیقی چھوٹا بہائی تہا - اس سے قلعہ تکریت مین ایکروز کسی شخص سے کچھ ایسی بحث بڑہی اور اسقدر اشتعال پیدا ہوا کہ اسد الدین نے اوس شخص کو مار ڈالا چونکہ نجم الدین ایوب خوبنہا ندیسکا اسوجہ سے بہروز نے اسکو معزول کر دیا اور اسد الدین کے گرفتاری کا حکم نافذ کیا اسوجہہ سے دونو بہائی شہید زنگی کے پاس موصل کو چلے گئے

[3] عماد الدین اتابک شہید زنگی بن آقسنقر ماہ ربیع الثانی سنہ ۵۲۱ھ مین اعراق کا والی مقرر کیا گیا - اور اسی سنہ کی کسی مہینہ مین بعد انتقال عز الدین مسعود بن البرسقی صاحب موصل ولایت موصل کی تولیت اسکے سپرد کیگئی - یہہ بہت ہی بڑا کفایت شعار اور منتظم تہا - اسنے تقریباً کل شام کے بلاد اپنے قبضہ مین کر لیے تہے ۵ ربیع الثانی سنہ ۵۴۱ھ مین جبکہ جعبر کا محاصر تہا اپنے غلامونکے ہاتہون شہید ہوا - ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر پائی -

[4] بعلبک ایک مشہور شہر ہے اسمین آثار عظیمہ اور بناء عتیقہ بہت ہین قلعہ بہت مستحکم بنا ہوا ہے -

[5] جبکہ عماد الدین سنہ ۵۲۶ھ مین قراجا ساقی سے ہزیمت پاکر موصل کیطرف جا رہا تہا تکریت کیطرف ہوکر گذرا - نجم الدین ایوب نے دریاے دجلہ مین پل و کشتی وغیرہ کا انتظام کر دیا تہا اور بڑی دہوم دہام سے اسکی دعوت کی تہی -

حفاظ قران جو مختلف وقتون مین کلام اللہ سُناتے تھے وہ محض حافظ یا قاری ہی نہوتے تھے بلکہ علوم دینی۔ قرأت سبعہ۔ کا جاننا۔ ورع۔ تقوے۔ سے مزین ہونا حفاظ کے اہم شروط اور ضروریات سے تہا۔ سلطانی باڈی گارڈ۔ اکثر حافظ ہوتے تھے راتون کو انلوگون سے قران پڑہوانا تہا جہان کہین کسی آیت مین عذاب۔ عقاب۔ کا ذکر آجاتا فوراً اوسکی بامروت۔ حیا دار انکہون سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔

جس شوق ذوق سے اوسکے مشتاق کانونمین قران مجید کی آتین جاتی تہین اوسی محبت۔ اشتیاق سے احادیث نبوی صلعم کی خوشگوار آوازین پہونچتی تہین محدثین اگرکسی وجہ سے نہ آسکتے۔ تو خود بنفس نفیس۔ اونکی خدمات مین حاضر ہوتا تہا اس نعمت عظمےٰ سے تنہا ہی مستفید نہوتا بلکہ عام طور سے مسلمانون کو اس متبرک مجلس مین آنیکی اجازت تہی۔ کچھ تخصیص امیر۔ غریب مقرب۔ غیر مقرب۔ کی نہ تہی۔

شعایر اسلام کی بہت بڑی تعظیم کرتا تہا۔ فلسفہ۔ دہریت۔ کو ذلیل آنکہون سے دیکہتا تہا۔ معاندین شریعت کا جانی دشمن عقاید مذہبی کا بھی حد سے زیادہ پابند تہا اپنے پاک۔ سچے خدا پر سچے دل سے بھروسہ رکھتا تہا۔

اوسنے بہت کم نسخ غریمت کی ہے۔ نازک حالتون مین بھی اپنے ارادے سے مُنہ نہین موڑا چنانچہ جبکہ نصرانی بیت النوبۃ مین اور خود یہ اسلامی ہیرو بیت المقدس مین تہا۔ اسکا جری لشکر واقعہ عکا۔ سے کچھ ایسا بدل۔ ہو رہا تہا اور اسدرجہ ہلچل مچ رہی تھی کہ افسران فوج نے وقت مشورہ بالاتفاق قدس شریف چھوڑنیکی راے

نوٹ [۱] شہاب الدین سہروردی فلسفی۔ شارح حکمۃ الاشراق۔ خاتم حکماء اشراقیین کو چونکہ فلسفیانہ خیالات رکہتا تہا۔ اکثر مسایل شرعیہ کا مخالف تہا۔ ملک الظاہر نے حسب حکم سلطانی مقام حلب مین طلب کرکے بعد تحقیق واظہار قتل کیا۔

[۲] مقام عکا مین بہت بڑی لڑائی عیسائیون سے ہوئی تہی۔ اسکا بیان آگے آئیگا۔

دیدی تھی یہ مجلس شوریٰ اسوجہ سے کہ سلطان اس راے کا بالکل مخالف تہا ناشام برخاست ہوئی۔

اسکی مستقل مزاجی اور توکل علی اللہ کو نہ توان رایون کے اختلاف نے کچہہ مضرت پہونچائی اور نہ نصارے کی کثرت نے اوسکے مطئین قلب کو خالف کیا تہا۔ ہان کسی قدر اوسکے مطئین بشاش چہرہ پر اس خبر سے کہ عساکر اسلامی قدس شریف ضرور چہوڑ دینگے تشویش کے آثار نمایان ہوگئے تہے اوسکی بلند اور خوشنما پیشانی پر فکر کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی تاہم اوسنے فسخ عزیمت نہ کی۔ گو اسی فکر و اندیشہ سے شب بہر نہ سویا اور نہ اپنے پہلو کو آشناے فرش راحت کیا۔ کبھی تو اپنے عجز و انکسار کے سر کو خداے برحق کے سامنے جہکا کر التجا کرنے لگتا تہا کہ اے منعم حقیقی کیا تو اس نعمت عظمیٰ سے اس ناچیز بیمقدار کو مشرف کرکے پھر محروم کرے گا؟ کیا تو اس مقدس زمین کو پھر ایسے لوگون کے قبضہ مین دیدے گا کہ جنہون نے بے امتیازی سے حق و باطل کو ایک کر دیا ہے؟ کیا تو ان در و دیوارون کو کہ جنپر تیرے نور کا سایہ پڑتا ہے پھر ایسے گروہ کو دیدے گا۔ جو کہ ان مبارک دیوارون کو تیرے ایماندار بندون کے خون سے رنگین کرینگے؟ کیا تو ان بلند اور شاندار منارون پر اسلامی پھریرہ اوڑا کے صلیبی نشان بلند کراے گا؟ کیا ان فصیلون پر متبرک صورتون کے بدلے ڈاڑہیان مونڈی لبین بڑہی ہوئی بدنما شکلین چلتی پھرتی نظر آئنگی؟ کیا تجھکو بھی منظور ہے کہ اس مبارک مسجد حرام مین بجاے اذان و اقامت کے گہنٹون کے آوازین آئین؟ کیا تیرا یہی منشا ہے کہ کوئی اسلام کا نام لینے والا اس مقدس مکان مین رہنے نہ پائے؟ کیا تجھے یہی مدنظر ہے کہ تیرے برگزیدہ خاتم الانبیا کا نام تیرے نام کے ساتھ اس پاکیزہ زمین مین نہ لیا جاے؟ میرے خدا

تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے ایسا ہو- میرے اسباب ظاہری بالکل منقطع ہو گئے میرے قوت کے توانا بازو بالکل شل ہو گئے- میرے قدم استقامت ڈگ گئے- اُف- میرے لشکری تو کیا میرا دل ہی میرے قابو مین نہ رہا- میرا دماغ سوچتے سوچتے تھک گیا- میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے- میرے عقل کا ناطقہ بند ہو رہا ہے- اب کوئی ذریعہ کامیابی کا سوائے اسکے نہ رہا- کہ تیرے فضل و کرم پر اعتماد کرون- اور اپنے امید و تمنا کے ہاتھون کو تیرے آگے بڑھاؤن- تو ہی میرے کامون کے لئے کافی ہے اور تو ہی ان امور کا کفیل ہے"

اور کبھی اپنے اُمرائے لشکر کی بے استقلالی کا خیال کر کے گھنٹون دل ہی دل مین کہتا تھا کہ کیا واقعی میرے رؤساء لشکر نے یہی صلاح کر لی ہے کہ قدس شریف مین مجکو تنہا چھوڑ کر چلے جائینگے؟ کیا اونکی طبیعتین دفعتہً ایسی بددل ہو گئی ہین اور اسی پر کمربستہ ہو گئے ہین؟ کیا فی الحقیقت یہ خبر سچ ہے کہ یہان سوائے میرے اور میرے بھائی اور اولاد کے کوئی اور نہ ٹھہرے گا اور ان مین سے کوئی میرے حکم کی اطاعت نہ کرے گا؟ کیا یہ لوگ واقعہ عکا سے ایسے افسردہ ہو گئے ہین؟ کیا ان لوگون نے ہمتون کو اپنے اسقدر پست کر لیا ہے؟ بہر حال جو کچھہ ہو خواہ انکی بے استقلالی حد سے بڑھ جاے- خواہ یہ لوگ سب کے سب چلے جائین لیکن مین نے تو خدا پر بھروسہ کر لیا ہے اور یہی ٹھان لی ہے کہ اپنے جیتے جی نہ تو قدس شریف کو چھوڑون گا اور نہ اسکے بلند مینارون پر صلیبی نشان جھنڈے بنے گڑنے دون گا اسی فکر و تشویش مین تھا کہ جاڑے کی لمبی چوڑی رات آن کے آن مین گذر گئی اور صبح کا کیا ذکر جمعہ کا وقت بھی آگیا- سلطان نے اپنے خیالات منتشرہ جمع کئے اور حسب دستور غسل کر کے کچھہ صدقات تقسیم کئے اور رہا بین اذان و اقامت

سے دو رکعتین نماز قضائے حاجت کی ادا کی ہنوز دعا سے فراغت نہ پائی تھی
کہ قاصد نے پہونچکر بعد ادائے مراسم آداب شاہی عزالدین جردیک کا عریضہ
پیش کیا - وہ عریضہ نہ تھا - بلکہ بشارت آمیز خریطہ تھا - اسکے دیکھنے سے اوسکی حیادار
انکھون ہی مین ٹھنڈک نہین پہونچی بلکہ اوسکے مبارک چہرہ پر بھی بشاشت و اطمینان
کے آثار نمایان ہوگئے شب شنبہ کسیقدر اطمینان سے گذری خیالات بھی زیادہ پریشان
نہ تھے صبح ہوتے ہی دوسرے عریضے نے پہونچکر کسی قسم کا تغیر نہین پیدا کیا بلکہ اوس
اطمینان کو جو کہ خط سابق سے پیدا ہوا تھا مضبوط کر دیا - ظہر کا وقت نہ گذرا تھا کہ تیسرے
رقیمہ نے اطمینان کامل کی صورت دکھلا دی سلطان تو پہلے ہی سے مطمئن اور اپنے
پاک خدا پر بھروسہ کیے تھا افسران فوج اور اراکین شہر کو بھی جمعیت خاطر حاصل
ہوگئی - دوشنبہ کی صبح کو جاسوسون نے خبر دی کہ نصاری جانب رملہ واپس گئے -
یہ ایسی معمولی حالت نہ تھی - کہ جس سے کسی مدبر کے خیالات اور ہوش و حواس
بجا رہتے - یہ وہ حالت اور وہ کیفیت تھی کہ کیسا ہی مستقل مزاج انسان ہوتا اوسکے
مضبوط استقامت کے پانون ڈگ جاتے -

اسنے ہمیشہ عدل و رحم سے اپنے دلکو خوش رکھا یہ ضعیفون کا مددگار غریبون
کا حامی تھا - ہر ہفتہ مین دوشنبہ اور پنجشنبہ کو دربار عام کرتا تھا
اس مجلس عام مین فقہا - علما - قضاۃ - حاضر رہتے تھے - بلا مزاحمت
ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو استغاثہ کر سکتا تھا - یہ خصوصیت حضر کی نہ
تھی بلکہ سفر مین بھی اپنے ان اوقات کی پابندی کرتا تھا - علاوہ
ان دنون کے جو قصہ - قضیہ اور دنون مین پیش آتے تھے اون کے
انفصال کے لئے شب کا وقت مقرر تھا -

اس سے راہ چلتے وقت لوگ استغاثہ پیش کرتے تھے اور یہ اوسکو بغور سنتا

اور داد دیتا تھا اسکے مجلس عدل مین ہر کہہ و مہ ایک نظر سے دیکھے جاتے تھے
عدل و انصاف کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا۔ مدعی۔ مدعا علیہ دونوں بحیثیت
ذاتی متفاوت کیون نہ ہون۔ لیکن ایک ہی پلہ مین تولے جاتے تھے۔ یہ اسقدر
سخی۔ دریا دل۔ کریم۔ تہا کہ وقت فراخی جیسی دریادلی سے کام لیتا تھا ویسے ہی وقت
تہیدستی بھی فراخ حوصلگی خرچ کرتا تہا۔ جس سائل نے اس سے سوال کیا اوسکو پہر
دوبہرے سے سوال کی ضرورت نہ رہی۔ اکثر اثنائے کلام مین کہا کرتا تہا کہ مال کے
طرف اون آنکھون سے دیکھنا چاہیے جن آنکھون سے کہ مٹی کو دیکھتے ہین۔

اسکے ذاتی اوصاف سے جیسا کہ عدل و انصاف تہا ویسا ہی شجاعت و دلیری
بھی خدا داد تھی۔ ہمیشہ اوائل سرما مین کل لشکر کو اونکے وطنون کی طرف چلے جانیکی
اجازت دیتا تہا اور خود ایک جماعت قلیلہ سے دشمنون کے مقابلہ پر آمادہ و مستعد
رہتا تہا۔ کبھی اسنے اپنے عیش و آرام کو عزیز نہین رکہا۔ اکثر بذات خود دشمنون کے
کیمپ کی طرف جاتا اور اونکے حالات۔ رنگ۔ ڈھنگ دیکھتا تہا۔ حالت جنگ مین
خود افسر اعلیٰ فوج کا ہوتا تہا۔ صفوف لشکر مین بہ آواز بلند فضائل جہاد کی حدیثین
اور آیتین پڑہتا تہا۔

دشمن کی کثرت نے کبھی اسکو خائف نہین کیا۔ نہ کبھی کسی لڑائی نے اوسکی کسی تدبیر
اور فکر کو روکا۔ اوسکی ثابت قدمی نے مصاف اکبر۔ مقام عکا۔ مین باوجودیکہ مسلمانون

---

(۱) ابن زبیر دمشقی نے جو کہ ایک معمولی درجہ کا آدمی تہا تقی الدین برادرزادہ سلطان پر استغاثہ پیش کیا تقی الدین قطع نظر اس سے کہ سلطان کا بھتیجہ تہا اوسکے دلیری فطانت نے سب کی آنکھون مین محبوب بنا رکہا تہا۔ سلطان نے بہت غور سے اوسکے دعوی کو سُنا اور تقی الدین کو مجلس عدل مین اوسی حیثیت سے جیسے کہ معمولی مدعا علیہ پیش کئے جاتے ہین طلب فرمایا اور مستغیث کی پوری طور سے دادرسی کی اس سے تعجب خیز یہ واقعہ ہے کہ شیخ حسن عرف عمر خلاطی نے خود سلطان پر دعوی کیا تہا۔ اوسکے مقابلہ مین اسنے اپنی شہادتین اوسیطرح سے پیش کین جسطرح سے کہ مدعا علیہ پیش کیا کرتے ہین چونکہ شیخ حسن کا دعوی بلا دلیل تہا فیصلہ بحق سلطان ہوا لیکن اوسنے شیخ حسن کی اس جسارت پر کچہہ تنبیہ نہ کی بلکہ حسب التجا اعیان دربار اوسکو خلعت دیکر رخصت کیا۔

کے پانون تا آنکہ قلب لشکر کا بھی قدم استقامت ڈگمگا گیا تہا۔ وہ کام کیا کہ صفحہ تاریخ پر اپنی جوانمردی۔ ثابت قدمی۔ شجاعت۔ کا آپ ہی نظیر ہو سکتا ہے۔

اسکے دل پر جہاد کا شوق اسقدر مستولی تہا کہ سوائے اس ذکر کے دوسری باتین اوسکے کانون کو نہین خوش کر سکتی تہین۔ اسکی با مروت حیادار انکہون مین ہر وقت جہاد کا نقشہ پہرا کرتا تہا۔ اسکے نظرون کو سوا‌ے بازار کارزار کے پہلے پہولے باغ اور سرسبز میدان مسرور نہین کر سکتے تہے۔ اسنے جہاد کے محبت مین اپنے اہل عیال۔ وطن۔ آباد و پر فضا شہرونکی سکونت کو چہوڑکر جنگلون۔ پہاڑون۔ کے رہنے پر قناعت کی تہی۔ شاندار محل کے آرام کو اون تکالیف کے سامنے جو کہ اوسکو خیمون مین ہوتی تہین پسند نکرتا تہا۔ کبہی آرام و بے فکری سے نہین سویا۔ خواب مین بہی اگر کچہہ دیکہتا تہا تو جہاد ہی کا نقشہ نظر آتا تہا۔ اوسکے سادہ مزاج مین کسی طرح کا تکبر و غرور نہین پایا جاتا تہا۔ ہمیشہ سادہ لباس مین معمولی آدمیون کی طرح گذران اوقات کرتا تہا۔ سلاطین اور امرائے متکبرین کو کبہی اعزاز و توقیر کے آنکہون سے نہین دیکہتا تہا۔ ہر اجنبی اس اسلامی ہیرو کو ہزارون سے ذکر جہاد کر کے ممتاز کر لیتا تہا۔ جہاد کے شوق مین اسنے اپنی جان کو بہی کچہہ نہین سمجہا۔

اسکے ذاتی جوہرون مین سے ایک صبر بہی تہا۔ تکالیف بدنی جو مرض کے لاحق ہونے سے اوسکو پہونچتی تہین اوسپر کمال استقلال سے صبر کرتا تہا اور برابر اوسی دلچسپی اور جوش سے دشمن کے مقابلہ پر مستعدی ظاہر کرتا تہا جیسا کہ حالت صحت مین جان توڑکر لڑتا تہا۔ مقام عکا۔ مین جسوقت کہ نصاریٰ سے مقابلہ تہا۔ دنبلون کے تکلیف سے بیٹہکر کہانا کہانا اوسکو محال تہا اور ہرگز استقابل نہ تہا کہ گہوڑے پر سوار ہوتا اور اپنے لشکر کا کمان کرتا۔ لیکن باینہمہ وقت مقابلہ۔ لشکر کو خود مرتب کرتا اور فجر سے مغرب تک برابر فوج کا کمان کرتا تہا

اور اسکو اپنا ایک دینی کام سمجھکر ان تکالیف[1] کو دلسے بھولا دیتا تھا باوجودیکہ اوسی زمانہ مین عماد الدین صاحب سنجار بھی علیل تھا۔ لیکن نصاریٰ کو جو اونکے طمع کا ذایقہ اپنے پُرزور حملون سے اسنے چکھایا ہے وہ اس قابل ہے کہ صفحہ تاریخ پر سونے کے حرفون سے لکھا جائے۔

اسکی جفاکشی کی اس سے اور زیادہ کیا قوی دلیل ہوسکتی ہے کہ وقت محاصرۂ صعد گو طبیعت مرکز اعتدال سے گری ہوئی تھی لیکن پھر بھی اوس شب کو کہ جسکے صبح کو مقابلہ تھا۔ نہ سویا۔ تمام رات وعظ و پند کرتا رہا۔ علاوہ اسکے اپنی فوج کو مرتب کر کے پانچ منجنیقین بنائین۔

تکالیف بدنی و دنیاوی کو بالکل ہیچ سمجھتا تھا ذرہ برابر بھی ان تکالیف کی وقعت اوسکے نزدیک نہ تھی۔ ملک الاسمعیل کے انتقال نے بھی گو وہ عزیز ترین اولاد سے تھا اوسکی مستقل مزاجی۔ ثابت قدمی کو نقصان نہ پہونچایا۔ ہان وفات تقی الدین نے چونکہ نا وقت اور غیر متوقع تھی اوسکے بشاشت مطمئن قلب کو کسی قدر رنج پہونچایا تھا۔

اسنے کبھی تنہا خوری نہین پسند کی۔ ہمیشہ ایک دسترخوان پر عام طور سے ہر شخص کے ساتھہ کھانا کھاتا تھا۔ حد سے زیادہ منکسر المزاج حلیم تھا۔ کبھی اسکو اپنے ملازمین و متعلقین پر غصہ نہ آتا تھا۔ ہر کس و ناکس سے خلق و انسانیت سے پیش آتا تھا۔ جیساکہ یہ جلالت شان مین بے مثل تھا ویسا ہی ان دونون صفتون حلم و انکسار مین بھی ضرب المثل تھا۔ اوسکے حلم و انکسار کی یہ ایک بہت بڑی شہادت ہے کہ ایک مرتبہ کسی مجاہد نے ایک عرضی پیش کی اور اسطرح سے

---

[1] کسی مصاحب نے اس موقع پر بہ نظر تکلیف کچھہ گذارش کیا تھا سلطان نے جوش مین آکر فرمایا کہ اذا رکبت یزول علی الم ما حتی انزل۔ یعنی جب مین بقصد جہاد سوار ہوتا ہون تو اسکی تکلیف زایل ہو جاتی ہے تا انکہ لڑائی سے واپس آون۔

روبرو دکیاکہ یہ اوسکو خود پڑہ رہا تہا۔ اخرالامر قلمدان کی عدم موجودگی دستخط کرنے سے مانع ہوئی۔ مجاہد نے گذارش کیاکہ ظل اللہ آپ متردد کیون ہین؟ قلمدان وہ رکہا ہے۔ سلطان نے بائین ہاتھ کو ٹیک دیکر داہنے ہاتہہ سے قلمدان کہنچ لیا۔ عبداللہ بن یوسف مورخ کتاب نوادر سلطانیہ کے اس کلام پر کہ "آپ انک لعلے خلق العظیم" مین شریک ہوئے سلطان بول اوٹھا کہ "ما ضرنا شیأ قضینا حاجتہ و حصل الثواب لک"

یہ ایک دوسری شہادت اوسکے علم و انکسار کی پہلے سے زیادہ قوی مضبوط ہے کہ ایک جلسہ مین سلطان نے پانچ بار خادم سے پانی طلب کیا لیکن خادم نے یا تو سمجہا ہی نہین۔ یا وہ دوسری طرف متوجہ تہا۔ چہٹے بار بجاے اسکے کہ اوسکو کچہہ کہتا۔ حاضرین دربار سے فرمایا کہ واللہ مجہکو پیاس نے مارڈالا۔ الحاصل اسنے اپنے آسایش وآرام کے لئے کبہی اپنے خادمون کو کسی قسم کی مضرت یا تکلیف نہین پہونچائی۔

ہمیشہ اپنے مخاطب سے عام ازین کہ ہمپایہ ہو یا محکوم۔ اوسی حالت سے ہمکلام ہوتا تہا جس ہئیت کو وہ خود مخاطب پسند کرتا تہا۔ کبہی کوئی لفظ متکبرانہ اسکی زبان پر جو کہ اکثر ذکر و شکر سے تر رہتی تہی نہین آیا۔

اسکی بلند پیشانی پر جسطرح تبسم کے آثار پیدا رہتے تہے اوسی طرح حیا بہی نمایان رہتی تہی۔ جو شخص باریاب ہوتا اوس سے کمال خندہ پیشانی۔ بشاشت سے پیش آتا تہا اور بغیر کہانا کہلائے جانے نہ دیتا تہا۔ ڈہونڈہنے سے بہی کوئی کہین ایسی نظیر نہ ملے گی کہ وہ خندہ زن کبہی کہلکہلا کے ہنسا ہو۔ مخاطب سے اوسوقت تک کہ وہ خود سلسلہ کلام منقطع نکرتا۔ بے توجہی نام کو بہی ظاہر نہین کرتا تہا۔

اسکے فیض عام سے ہر ملت و مذہب والے بہرہ یاب ہوتے تھے۔
بلا امتیاز ہر طالب و سائل کو جو وہ طلب کرتا تہا دینے مین اسکو دریغ نہوتا
چنانچہ بعد صلح ماہ شوال ۵۸۸ھ بوقت مراجعت بیت المقدس سے اثناء
راہ مین پرنس صاحب انطاکیہ نے شرف باریابی حاصل کرکے اون بلاد
کو جنکو کہ اس دریا دل سلطان نے اسی مبارک [illegible] مین فتح کیا تہا طلب کیا۔
اس دلیر دریا نوال نے کمال بشاشت اور طیب خاطر سے عطا فرمایا۔ الحاصل اسکے
ممنون احسان صرف ہمارے بہائی مسلمان ہی اور دوست ہی نہ تھے بلکہ اوسکے
خوان نعمت کے ذلہ ربائی اور مذہب والے بھی کرتے تھے۔

اہل علم کی حد سے زیادہ قدر کرتا تہا۔ خود بھی ذی علم۔ علم دوست۔ قدردان
علم تہا۔ اہل علم کو اوسکے دربار مین حاضر ہونیکی عام اجازت تھی۔ اکثر اہل علم فوجی
خدمتون پر بھی مامور تھے۔ فوجی سپاہی جیساکہ اپنے فرایض منصبی کے ادا کرنے مین
چستی کرتے تھے ویساہی صوم و صلوۃ و ارکان اسلام کے پابند تھے۔

خدا ترسی۔ رقیق القلبی مین بہی ضرب المثل ہو رہا تہا۔ چنانچہ ایک مقام
پر اثناء لڑائی مین ایک عیسائی مذہب کی ضعیفہ عورت افتان و خیزان۔ ننگے
سر ایک سوار کے ساتھہ آئی۔ ترجمان کے توسط سے ماجرائے حال دریافت
کیا گیا۔ ضعیفہ نے گذارش کیا کہ کل کے شب خون مین میری لڑکی کو
مسلمان اوٹ لائے ہین۔ مین تمام رات اپنی لڑکی کے فراق مین نہین سوئی
میرے بادشاہ نے۔ سلطان کی رحمدلی۔ خدا ترسی کی بہت بڑی تعریف کی
ہے اسوجہہ سے مین حیران۔ پریشان آئی ہون جسطرح ہوسکے میری لڑکی مجھکو
ملے۔ ورنہ مین سلطان کا دامن نہ چھوڑونگی اور کل خدا کے روبرو اس قصہ کو
پیش کرونگی۔ یہ سنناتہا کہ اوس کے بشاش چہرہ پر خوف کے آثار نمایاں ہوگئے

اُسکا سرخ رنگ - زردی کیطرف مائل ہو گیا - بید کیطرح اوسکا جفاکش محنتی بدن تھر تھرا اوٹھا - تمام لشکر مین تلاش کراکے اوسکی قیمت خود اپنے جیب خاص سے دیکر اوس ضعیفہ کو وہ لڑکی دیدی - ضعیفہ دعائین دیتی ہوئی نصاریٰ کے کیمپ کیطرف چلی گئی یہ دیکھیے رحمدلی - خدا ترسی اسکا نام ہے - والفضل بما شہدت بہ الاعداء -

اپنے ساتھیون اور ملازمون سے گو وہ کیسا ہی ناگوار کام کرتے تھے کبھی غصہ سے پیش نہ آتا تہا بلکہ حلم و تحمل سے کام لیتا تہا - ہمارے اس دعوی کی یہ بہت بڑی نظیر ہے کہ ایکمرتبہ خزانچی نے دراہم سرخ مصری کے دو توڑون کو پیسون سے بدل دئے جب اسکی اطلاع ہوئی صرف سزائے معزولی دی - اور کسی قسم کی تعزیر نہ دی -

وہ اون لوگون سے بھی جو کہ اوس سے لڑتے تھے اور اپنی بدنصیبی سے قید ہو کر آتے - مروت - انسانیت - اخلاق سے پیش آتا تہا کبھی اوسنے محبوس و مختار کا امتیاز نہین کیا - اوسکے بامروت آنکھون مین ہر کہ و مہ کی یکسان عزت تھی - مقام ساحل ۵۸۳ھ مین جبکہ پرنس ارناط (آرنلڈ) صاحب کرک اور شاہ فرانس قید ہو کر آے - شاہ فرانس نے پانی کی خواہش ظاہر کی - تو اوسوقت اس خلق مجسم - نامی سلطان نے بجاے پانی کے شربت پلانیکا حکم دیا اور فرمایا کہ "چونکہ ہملوگ اہل مروت و نسل عرب سے ہین جو شخص ہمارے یہان کا کہانا کہاتا یا پانی پیتا ہے اوسکو ہملوگ ایذا نہین دیتے - اسوجہ سے شکومع تمہارے ساتھیون کے جو کہ چار ہزار سے متجاوز ہین زاد راہ دیکر آزاد کرتے ہین" سبحان اللہ کیا مروت تھی - کیسا خلق تہا کتنی بڑی انسانیت کا یہ کام ہے کہ دشمن قید ہو کر آئے اور

آسے اور اوسکو بے دست پائی کے حالت مین صاحب قابو بناکر اوسکے گہر کو واپس نہ کردے - حق تو یہ ہے کہ بڑے لوگون کا کام ہے - متوسطین کا یہ ہرگز برتاؤ نہین ہے -

علم انساب مین اپنا آپ ہی نظیر تہا - عالم کے عجائبات اور نادرات سے بھی کماحقہٗ واقفیت رکھتا تہا - ایسا کبہی کوئی موقعہ نہین پیش آیا کہ انساب عرب اور عجائبات روزگار کا ذکر آیا ہوا ور دوسرون کو موقع اظہار علم کا ملا ہو - ساتہہ ہی اسکے انساب خیل سے بھی خوب اچھی طرح سے آگاہی رکھتا تھا -

ہر کہ ومہ کی مزاج پرسی اور عیادت کرتا تہا - مریضون کے کہانے پینے - علاج کا بطور خاص انتظام کرتا تہا جب کسی معمر مسن کو دیکھتا تہا کمال توقیر وتعظیم کرتا تہا - سلام مین ہمیشہ سبقت کرتا - مصافحہ سے جب تک کہ دوسرا ہاتھہ نہ کہینچتا اپنے ہاتہہ کو علحدہ نکرتا تہا -

اوسکے مبارک کانون مین کبہی کسی آواز ناجایز کی صدا تازیست نہ گئی اور نہ اوسکے پاکیزہ زبان سے کوئی کلمہ خلاف شرع یا تہذیب کبہی نکلا اور نہ اوسکے مجلس مین وہ چیزین جسکو کہ سلاطین عشرت پسند جایز رکہتے ہین لائین گیئن - جب وہ کلام کرتا تہا پُر معنی - فصیح عبارات سے سامع کو خوش کرتا تہا - سُننے والے کا جی اوکتا نہتا جب کبہی اوسکے کانون مین آواز آتی تہی وہ حدیث اور قرآن ہی کی صدا ہوتی تہی -

المختصر ہمارا الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف محاسن ظاہری و باطنی سے موصوف - پابند شریعت غرا - حامی دین متین - سچا پکا مسلمان - جفاکش - محنتی - اور عشرت پسندی خود بینی سے بالکل مبرا تہا - مین نے یہ محاسن

اخلاق - مکارم عادات - نہ کسی قصہ خوان - داستان گو سے سنا ہے اور نہ
کسی ناولسٹ سے اخذ کیا ہے اور نہ مین نے خلاف روایتون سے کام لیا ہے
اور نہ مین نے اپنے قوم پر دھبہ لگانے کے لئے محض بہ نظر دلچسپی بے
بنیاد قصہ اختراع کر کے شہرت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور نہ مین نے خوش
کرنے والے جھوٹے قصون کو سچی باتون مین ملایا ہے بلکہ مین نے بلا
افراط و تفریط وہ حالات قلمبند کئے ہین جسکو کہ خود مولف کتاب نوادر
سلطانیہ محاسن یوسفیہ نے حضر و سفر مین ساتھہ رہکر پایا اور مورخین نے اپنے صداقت
آگین کتابون مین بیان و تحریر کیا ہے - واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب -

تغیرات احوال

مصر بہت ہی قدیم شہر جانب غربی نیل کے واقع ہے - اسکو عین
شمس کہتے تھے مشہور یون ہے کہ عین شمس فرعون کا شہر تھا - مصر
کو جس وقت اسلامی بہادرون نے فتح کیا بجائے اوسکے فسطاط نامی دوسرا
شہر جانب شرق آباد کیا - فسطاط اور عین شمس کے مابین تین فرسخ
کا فاصلہ ہے - قاہرہ فسطاط کے پہلو مین واقع ہے - پہلے کسی زمانہ مین مابین
قاہرہ و مصر خالی میدان پڑا تھا لیکن ابتو قاہرہ سے مصر تک برابر عمارتین
بنی ہوئی ہین - اسکو قاہرۃ المعزیہ بھی کہتے ہین - اسوجہ سے کہ ایام خلافت
المعز ابی تمیم علوی بن اوسکے غلام جوہر نے ۳۵۸ھ ہجری مین آباد کیا تھا -
اسیکی عہد خلافت سے لوگ فسطاط بھول گئے اور قاہرہ بوجہ تفاول کہنے لگے
رمضان ۵۵۸ھ مین ضرغام[1] نے جو کہ ایک مدبر ہوشیار پولیٹکل دماغ رکھتا
تھا اور ہمیشہ وزارت کے اول داعیون مین اپنے کو شمار کرتا تھا ایک جماعت کثیرہ لیکر

---

[1] ضرغام پہلے دربانون کا جمعدار تھا - بعد چندے خلیفہ کے باڈی گارڈ کا افسر ہو گیا تھا -

شاور[1] وزیر مصر پر حملہ کیا۔ اس حملہ مین شاور نے بوجہ غفلت شکست اوٹھائی۔ گو اُسنے ظاہرا بزدلی سے کام نہین لیا لیکن انجام غفلت یہ ہوا کہ شاور کو بہت بڑی ناکامیابی ہوئی۔

پالیسی

مصریون نے چونکہ ہمیشہ سے ان لوگون کی یہی پالیسی تھی کہ صاحب منصب جسوقت اپنے کسی مد مقابل سے مغلوب ہو جاتا تھا یہ لوگ بھی شخص غالب کے طرفدار ہو کر صاحب منصب کو مصر سے نکالدیتے تھے اپنے وزیر کو بھی بے خانمان کر کے مصر سے نکالدیا شاور خلیفہ عاضد لدین اللہ[2] العلوی کیطرف جو کہ اوس زمانہ میں براے نام خلیفہ تھا نہ گیا۔ بلکہ ماہ ربیع الاول ۵۵۹ھ مین دمشق پہونچکر ملک العادل نور الدین زنگی[3] سے بہت رویا گایا۔ اسنے کمال

۱۔ شاور صالح بن زریک وزیر مصر کا خادم تھا۔ صالح نے اوسکو اپنے اخیر زمانہ مین صعید کا والی کر دیا تھا بعد صالح اسکے لڑکے عادل نے اپنے باپ کے وصیت پر خیال نکر کے بغرض معزولیت شاور ایک جماعت کو روانہ کیا شاور نے اوس جماعت کا صرف مقابلہ ہی نہین کیا بلکہ ایک گروہ کثیر لیے ہوئے مصر مین آیا اور عادل کو گرفتار کر کے قتل کیا اور کل مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ مین منصب و خلعت وزارت سے مشرف ہو کر امیر الجیوش سے اپنے کو ملقب کیا۔

۲۔ خلیفہ عاضد لدین اللہ ابی محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ ۵۵۵ھ مین سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ سب سے پہلے صالح بن زریک نے اسکے ہاتھ پر بیعت کی۔ حالانکہ اسکا باپ خلیفہ نہ تھا۔ اور اپنے لڑکی کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اوسوقت یہ خاتم خلفاء علوئین قریب سن بلوغ پہونچ چکا تھا۔ اسکے اخیر زمانہ مین سب سے پہلے خلیفہ مستضی بامر اللہ کا خطبہ پڑہا گیا۔ ۱۲۔ محرم ۵۶۷ھ مین انتقال ہوا۔

۳۔ ملک العادل نور الدین زنگی ماہ ربیع الثانی ۵۴۱ھ مین بعد شہادت اپنے بزرگ باپ اتابک زنگی کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ جسوقت اسنے دمشق کا قصد کیا نجم الدین ایوب نے اسکے مقصد دلی کو انجام تک پہونچانے مین بہت بڑی سعی کی۔ یہ ہمیشہ اپنے شہید باپ کی طرح نجم الدین ایوب اور اسد الدین شیر کوہ کو اعزاز کے آنکھون سے دیکھتا تھا اس سے بڑھکر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ اسد الدین شیر کوہ کو اپنا ہر کام مین معتمد علیہ اور اپنے کل فوج کا سپہ سالار یا کمانڈر انچیف کر دیا۔ ۱۱۔ شوال ۵۶۹ھ یوم چہار شنبہ کو قلعہ دمشق مین انتقال ہوا۔ اسنے بھی دنیاے اسلام مین بہت بڑی بڑی کامیابیان حاصل کین تہین۔

رحم دلی اور جمعیت سے اپنے نامی سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ کو اس کام کے سر کرنے کے لئے متعین کیا۔

روانگی

چونکہ اسد الدین شیرکوہ کو کبر سنی نے ایسا پیرتیلا اور کام کرنے والا کما نڈر نہ رکھا تھا جیسا کہ وہ عالم جوانی مین تھا۔ باین نظر ملک العادل نور الدین زنگی نے اسکے ساتھہ اُسکے ہونہار بھتیجے سلطان صلاح الدین ایوب کو روانہ کرنا مناسب سمجھا۔ گو اس سعیت سے ہمارا ہونہار ہیرو ہرگز خوش نہ تھا لیکن ایک تو چچا کا کہنا دوسرے باپ کے محسن کا فرمانا ایسا ہونہار صاحب عقل کیسے قبول نکرتا بجبر واکراہ روانگی پر امادہ ہوا۔ اسکے فطانت و ذکاوت فطری نے اسدرجہ محبوب کر رکھا تھا کہ اسد الدین شیرکوہ سے تجربہ کار نے اسکو اپنے لشکر کا کمانڈنگ افسر مقرر کر دیا۔ دونو نامی سپہ سالار منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے ۴ جمادی الثانی ۵۵۹ھ کو مصر مین پہونچے۔

کامیابی

سب سے پہلے ناصر الدین برادر ضرغام مصریون کے لشکر کو ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا دو ہی چار ہاتھہ لڑکر تاب مقابلہ نہ لاسکا خائب خاطر بھاگا ۳۰ جمادی الثانی کو خود ضرغام قاہرہ سے بجماعت کثیرہ نکلکر مقابل ہوا۔ اسنے بھی ہاتھہ پاون بہت مارے لیکن اسکے تقدیر نے ساتھہ ندیا۔ تدبیر وانتظام کے اوراق اولٹ پلٹ گئے۔ فریب شہید سیدہ نفیسہ قتل کیا گیا اور قرافہ مین مدفون ہوا۔ شاور بہت بڑی کامیابی سے پہلی رجب ۵۵۹ھ کو دوبارہ خلعت وزارت سے مشرف ہوا۔

مراجعت

اسد الدین شیرکوہ معہ اپنے ہونے والے ہیرو سلطان صلاح الدین کے ساتوین ذی حجہ ۵۵۹ھ کو مصر سے روانہ ہوا۔ اس پہلی کامیابی نے سلطان کو ہرکہ و مہ کے آنکھون مین اسقدر عزیز کر دیا تھا کہ کل کام یہ دونو تجربہ کار ہی کے

صلاح و مشورہ سے کرتے تھے۔ اکثر قوانین ملکداری کی ترمیمات اسی کے نازک دور مین خیالات کے موافق ہوا کرتی تہین۔

شاور کی عجلت

زیادہ دن نہ گذرنے پایا تہا کہ شاور کے کانون تک سچ یا جہوٹ جون ہی یہہ خبر پہونچی کہ "اسدالدین شیرکوہ مصر کو بہت عزیز رکہتا ہے" گہبرا گیا کبہی تو پہلی غفلت کا نتیجہ چوکنا کر دیتا تہا اور کبہی ان اسلامی دلیرون کی لڑائیان اوسکو مہیب خوفناک صورتین دکہلایا کرتی تہین اور گاہے گاہے اوسکو اوس بدعہدی کا بھی خیال آجاتا تہا جکا وہ کسی زمانہ مین مرتکب ہو چکا تہا۔ غرضکہ اوسکو انہین پیچیدگیون نے اس امر پر آمادہ کر دیا کہ بے سوچے سمجہے نصرانیون کو اپنا یار و یاور بنا لیا۔ لیکن اس بدنصیب کو یہ خیال ہی نہوا کہ عجلت کا بھی نتیجہ اکثر وہی ہوتا ہے جو کہ غفلت کا ہوا کرتا ہے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ دمشق تک

شیرکوہ کی روانگی

پہونچی تھی کہ دور اندیش **ملک العادل نورالدین زنگی** نے فوراً دوبارہ اسدالدین شیرکوہ کو ایک ہزار سوار جرار کے ساتہہ معہ اوسکے ہونہار بہتیجہ سلطان صلاح الدین کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اور خود اس خیال سے کہ قوت و توجہ

مورخ ابن اثیر اور صاحب حماۃ تحریر کرتے ہین کہ شاور نے نورالدین زنگی سے اقرار کیا تہا کہ "بشرط کامیابی علاوہ مصارف فوج کشی اسدالدین شیرکوہ کو حق السعی مین ثلث ملک مصر یا ثلث مال مصر دونگا" لیکن بعد کامیابی ایفاء وعدہ کا کیا ذکر۔ اسدالدین شیرکوہ کو جسوقت کہ اس نامی صف شکن نے بعد غداری شاور شہر بلبیس لے لیا تہا اس محسن کش نے شاہ فرانس سے ملکر تین مہینہ کامل محاصرہ مین رکہا تہا۔ عجب نہ تہا کہ اس محاصرہ مین اسکو کامیابی ہو جاتی لیکن چونکہ نورالدین زنگی نے قلعہ حارم کو فتح کر لیا تہا۔ فرانسیسی بمجبوری بخیال حفاظت بلاد اسدالدین شیرکوہ سے مصالحت کر کے واپس گئے۔ شاور بہی چونکہ اسمین کوئی قوت ذاتی تو تہی نہین اپنا سا موہنہ لیکر خاموش ہو گیا۔ اور ان دونون نامی دلیرون نے دمشق کی طرف بلا مزاحمت مراجعت فرمائی۔

نصارے کی منقسم ہو جائے قلعہ منیطرہ[1] کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا چلا۔

لڑائی

اتفاقات سے اسدالدین شیرکوہ اور نصارے تھوڑے ہی دنون آگے پیچھے مصر مین پہونچے۔ گو نصارے کی قوت اسوجہ سے کہ شاور معہ مصریون کے اونکا ساتھہ دے رہا تھا دوچند تھی لیکن باین ہمہ اوس لڑائی مین جو کہ مقام ایوان[2] بابین مین ہوئی تھی نصرانیون اور مصریون کو ہزیمت ملی مگر شیرکوہ کیوجہ سے مصر کیطرف متوجہ نہوا۔ بلاد جیرہ کی طرف بڑھتا اسکندریہ[3] کے بلند شاندار منارون پر اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑاتا ہوا اپنے ہونہار بھتیجے کو وہین چھوڑکر جانب صعید[4] داخل ہوا

محاصرہ

ماہ رمضان تو بخیریت گذرا۔ بعد رمضان پھر نصارے اور مصریون نے ملکر یورش کی اور اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔ شیرکوہ کو جسوقت اس واقعہ سے آگاہی ہوئی فوراً صعید سے اسکندریہ کے طرف روانہ ہوا نصرانیون نے اسوجہ سے کہ ملک العادل نورالدین زنگی کے قوی حملون نے قلعہ منیطرہ کو فتح کرلیا تھا شیرکوہ کے پہونچتے ہی صلح کے پیغام بھیجے۔ اخرالامر اس شرط پر صلح ہوئی کہ علاوہ اسکے جو مال و اسباب لڑائیون مین اسکے ہاتھہ آیا ہے پچاس ہزار دینار بعوض اسکندریہ کے مصری دیا کرینگے اسکو اسکندریہ یا اوسکے کسی قریہ پر کسی قسم کا اختیار نہوگا۔ اور نہ یہ اونکو ویران کرسکیگا کہ اور نہ اونکو اپنے مقبوضات مین داخل کریگا

---

[1] قلعہ منیطرہ سرزمین شام مین قریب طرابلس کے واقع ہے۔

[2] ایوان بلاد مصر مین تین مقامون کا نام ہے ایک ایوان علیہ ہے جو کہ اشمونین مین جانب غربی نیل ہے اور دوسرا ایوان کونہ یہنسا بندر صعید کے قریب ہے تیسرا ایوان دمیاط کے قریب ہے۔ یہ مقابلہ ایوان علیہ مین ہوا۔

[3] اسکندریہ ایک مشہور شہر ساحل بحر روم پر واقع ہے اسکو دریا چارونطرف سے گھیرے ہوئے ہے اسکی بنا کے نسبت اسکندر کے طرف کرتے ہین یہ بہت آباد اور بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔

[4] صعید اعمال مصر سے بہت مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔

صلح و مراجعت

چنانچہ بعد صلح اسکندریہ کو سپرد کر کے ۱۸، ذی قعدہ ۵۶۲ھ کو دمشق مین دونو چچا بھتیجے پہونچ گئے۔

معاہدہ

بعد مراجعت اسدالدین شیرکوہ نا عاقبت اندیش شاور نے نصاریٰ سے بخیال شیرکوہ یہ معاہدہ کر لیا کہ "قاہرہ مین نصرانیون کا ایک شحنہ اور شہر پناہ پر سواران نصاریٰ کا پہرہ رہے" چنانچہ نصرانیون نے مصر مین چند منتخب لوگون کو چھوڑ کر ساحل شامی سے اپنے بلاد کا راستہ لیا

زنگی کی کامیابیان

اب ہم ایک دوسری نظر سے اوس سین کو دیکھا اور دیکھلایا چاہتے ہین جہانکہ ہمارا نامی ملک العادل نورالدین زنگی نصرانیون سے دست بدست لڑ رہا ہے اور اپنے تیز اور پرزور حملون سے اونکو تنگ کر رکھا ہے ایک طرف تو اسلامی لشکر کا دل پیہم کامیابیون سے ہاتھون بڑھتا جاتا ہے اور دوسری طرف بیچارے ناکامیاب مسیحی صلیبین لئے ہوئے باوجود ناکامیابی کے دعائین مانگ رہے ہین۔ شکست پر شکست ہزیمت پر ہزیمت پاتے جاتے ہین کہ اسی اثناء مین چودہوین رجب ۵۶۴ھ کو قلعہ منیطرہ پر اسلامی پھریرہ اوڑتا نظر آیا۔ اسلامی لشکر تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے مسیحیون نے امانین طلب کین۔ فوراً بے تامل ذمیون مین داخل کر لئے گئے۔

شیر دل زنگی اوسی جوش و مردانگی سے اون قلعات کو بھی جو کہ اسکے گرد نواح مین تھے اپنے مقبوضات مین داخل کرنے کی کوشش کر ہی رہا تھا۔ کہ ان فتوحات کے سلسلہ کو غیر متوقع وفات زین الدین نے آگے بڑھنے ندیا اور یہہ ایک غیبی موقع نصرانیون کو جان بچانے کا بہت اچھا ہاتھ آگیا۔

سازش

ان نصرانیون نے جو کہ مصر مین بطور محافظ کے رہگئے تھے بادشاہ شام کو جو کہ مذہب عیسوی رکھتا تھا مصر و مضافات مصر کے قبضہ کر لینے پر آمادہ کرلینا چاہا

گو پہلے اوسنے انجام بینی کو پیش نظر رکھکے انکی امیدون کا جواب اس مختصر عبارت سے دیکر اونکی تمناونکا خاتمہ کر دیا کہ اگر مصر کا قصد ہم کرینگے تو ضرور عوام اور بعض خواص مصر ہمارے اس قصد کو پورا ہونے نہ دینگے اور بصورت کامیابی و قبضہ نور الدین زنگی اور اوسکے مشیر باتدبیر اسد الدین شیرکوہ سے جان نہ بچیگی اور بجائے اسکے کہ ہم ممالک اسلامیہ پر قبضہ کرین ہمارے ممالک مقبوضہ ہمارے ہاتھون سے جاتے رہین گے" لیکن ان نصرانیون کے اصرار نے جنہون نے مصر کو اپنا آبائی ملک سمجھ رکھا تھا اوسکو مجبورانہ

نصارائے شام

مصر کے قبضہ کرنے پر آمادہ ہی کر دیا۔ چنانچہ شامیون نے پہلی صفر ۵۶۴ھ مین شہر بلبیس کو فتح کر کے دسوین صفر سنہ مذکور کو مصر کا بھی محاصرہ کر لیا اسوجہ سے کہ درپردہ بعض روساء مصر ابن خیاط اور ابن فرحلہ وغیرہ نے بوجہ عداوت شاور اعانت و مدد کا اقرار کر لیا تھا۔ اس موقع پر شاور نے یہ بہت بڑی چالاکی کی کہ قبل اسکے کہ نصارائے شام مصر کا محاصرہ کرین شہر جلا دیا اور اوسکے رہنے والے تجارت پیشہ اور روسا کو قاہرہ مین بلا لیا۔ مصر برابر پینتالیس ۴۵ روز تک جلتا رہا۔

روانگی قاصد

خلیفہ عاضد لدین اللہ نے نور الدین زنگی کی طرف ایک قاصد معہ اپنے دستخطی خط[1] کے روانہ کیا۔ اتفاق وقت سے جس روز فاطم خلفاء علویین کا قاصد یہ خط لئے ہوئے دربار زنگی مین حاضر ہوا اوسی روز اوسکا شیردل شیرکوہ نامی سپہ سالار داخل دمشق ہوا۔

---

[1] مضمون خط یہ تہا کہ چونکہ نصرانیون نے اب اپنی طمع کا ہاتھ بڑہانا شروع کر دیا ہے نظر برین دولت علویہ کی حمایت ضروری ہے اگر اس گروہ کا قلع قمع کر دیا تو ثلث بلاد مصر یہ حق السعی مین دیا جائیگا۔ اور شیرکوہ افسر اعلیٰ ملکی و جنگی محکمہ کا مقرر کیا جائیگا۔

روانگی مہم مصر

ملک العادل نے شیر کوہ کی اس غیر متوقع آمد کو حسن تفادل پر محمول کرکے سامان و اسباب جنگ کے علاوہ دولاکھہ دینار دیکر بے بسر گروہی ساٹھہ ہزار سواران جرار مصر کی طرف روانہ کیا اور خود باب دمشق تک رخصت کرنے کو آیا اور ہر سوار کو جو کہ اس نامی شیر دل کے کمان مین تھے بیس بیس دینار بطور انعام عطا فرمائے اور ایک جماعت کو امراء نوریہ سے مثل عز الدین جرد یک۔ غرش الدین قلج۔ شرف الدین برغش۔ عین الدولہ باروقی۔ قطب الدین نیال بن حسان بنبجی وغیرہ کو ساتھہ کر دیا ہمارا ہونہار سلطان اسی خیال مین کہ اس مرتبہ معیت سے نجات ملی مصر نجانا پڑا۔ مصر کی مصیبتون اور تابعداری کی تکلیفون سے جان بچی دل ہی دل مین شکریہ ادا کر رہا تھا کہ ملک العادل نور الدین زنگی کی منور آنکھین اسکے چمکتے چہرہ پر جس سے کہ بشاشت و فکر کے آثار نمایان تھے پڑگئین اور اسکا نام بھی اونہین دلیرون مین جو کہ مہم مصر کے لئے تیار ہو کر جارہے تھے لے لیا چار ناچار اوسی حالت سے اپنے چچا کے ساتھہ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مصر کیطرف روانہ ہوا اور ملک العادل زنگی اپنے دار الحکومتہ مین واپس آیا۔

مصر کو پہنچے

ربیع الاول ۵۶۴ھ کا نصف اول گذر چکا تھا۔ نور ماہتاب جو کہ اپنی ٹھنڈی ہی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تھا ترقی سے تنزل کیطرف مایل ہو رہا تھا کہ یہ مہم جسکا افسر اعلی اسد الدین شیر کوہ اور اوسکا ہونہار بھتیجا سلطان تھا قریب مصر

نصرانی چلے گئے

پہونچگئی۔ ہمارے ناظرین کو اس سین کے ملاحظہ سے تعجب و حیرت ہوئی ہوگی بہت کچھہ نہ کچھہ ضرور جھلک دکھلاہی دیگی اور یقینی سکتہ کا سا عالم ہوجائیگا کہ نصرانی اس مہم کے پہونچتے ہی مصر چھوڑکر کیون چلے گئے اسد الدین

شیرکوہ کچہہ شیر تو تہا نہین کہ نصرانیون کو دفعتہً پہاڑ ڈالتا اور نہ برق خاطف تہا کہ اونکی قوت و توانائی کے آنکہون سے یکایک نور اوچک لیجاتا لیکن کیا آپ لوگ اس سے ناواقف ہین کہ اسکے لوہے کو نصرانی پہلے ہی مان چکے ہین؟ اسکے قوی حملون نے مسیحیون کے توانا بازو کو شل کردیا ہے؟ اسکے دلیری جوانمردی ہنرآزمائی کا سکہ اونکے مالک اور طمعی دلون پر بیٹہا ہے؟ اوسنے ایک مدت سے ان لوگون کو تختۂ مشق بنا رکہا ہے؟ اسکے نام سے نصرانیون کی روحین فنا ہوتی ہین؟ اسنے بارہا مسیحیون کے امید و آرزو کے سرسبز۔ خوبنما باغات کو تاراج کیا ہے؟ اسکو جیسا کہ مبدء فیاض نے دلیری۔ مردانگی۔ شجاعت کا بہت بڑا حصہ دیا تہا ویسا ہی اقبال و کامرانی مین بہی بیمثل بنایا تہا۔ چنانچہ ۲۰ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شیرکوہ بلاجد و جہد۔ مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا

استقبال

خلافت علویہ کے اخیر نام لینے والے خلیفہ عاضد لدین اللہ نے کمال جوش و خوشی سے شیرکوہ کا استقبال کیا شاور باقتضاے جبلت حسد و رشک کی بہڑکتی ہوئی تیز آگ سے زیادہ مشتعل ہوگیا۔ اوسکے آنکہون پر نا انجام بینی کے پردے پڑگئے گو جلالت اسدیہ اور کثرت فوج نے اوسکے دنی اور پست ارادون کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ تاہم اوسکے خباثت نفس نے دعوت کے بہانہ سے محسن کشی پر آمادہ کردیا۔ لیکن کامل ابن شاور نے اپنے ناحق شناس باپ کی ایک بہی نہ چلنے دیا۔ اوسکے سارے ارمان جو کہ محسن کشی۔ ناحق کوشی۔ حسد و رشک پر مبنی تہے دل کے دل ہی مین رہگئے

قتل شاور

شاور اسی خیال و فکر مین تہا کہ حسب اشارہ **خلیفہ عاضد**
۱۷ ربیع الثانی کو گرفتار ہوکر ۱۷ ماہ مذکور کو بار حیات سے سبکدوش
کردیا گیا۔ اور سر دار الخلافت پر لٹکا دیا گیا **شیرکوہ** جسوقت بعد **قتل شاور**
قاہرہ مین داخل ہوا آدمیون کی کثرت بازاریون کے انبوہ نے اوسکے
اوس چہرہ پر جس سے اطمینان اور وقار کا چمکتا نور ظاہر ہورہا تہا فکر اور
تردد کے آثار نمایان کردئے۔ چلتے چلتے ترکنے ہی کو تہا کہ یہ شیر دل
باطمینان تمام۔ اپنے مطمئن قلب کو سنبہالکر کہہ اوٹہا کہ "امیر المومنین
خلیفۃ المسلمین عاضد لدین اللہ العلوی نے شاور کے مکان لوٹ
لینے کا حکم عام دیا ہے" عوام الناس یہ سنتے ہی **شاور** کے مکان
کیطرف لوٹ پڑے۔ اور آن واحد مین اوسکے سجے ہوے محل کو لوٹ لیا۔

خطاب

اس مجمع کے منتشر ہوتے ہی **شیرکوہ** قصر خلافت مین حاضر
ہوا۔ **خلیفہ** نے کمال عزت افزای سے معانقہ کرکے اعزاز کی
کرسی پر بٹہلایا اور خلعت وزارت سے مشرف فرماکے **ملک المنصور**
امیر الجیوش کا معزز خطاب مرحمت کیا۔ تہوڑی دیر تک آمد
امور مین باہم باتین ہوتی رہین۔ پولیٹکل معاملات چہڑے رہے۔
اثناء مکالمہ مین طرفین نے جانبین کا پاس ولحاظ رکہا۔ باتین کچہ
ایسی دلچسپ ہورہی تہین جس سے یہ صاف صاف ظاہر ہورہا تہا کہ
شیرکوہ۔ خلیفہ کے دربار خاص سے دو چار دن نہ اوٹہے گا۔
لیکن انتظام و کثرت کار نے دربار خلیفہ سے اوٹہاکر دار الوزارت مین پہونچا دیا۔
جسوقت کہ مصر کے شاندار دار الوزارۃ مین **شیرکوہ** اپنے جری
بہادر فوج کو انعام واکرام سے خوش اور اس غیر متوقع کامیابی

سے جو کہ بلا جد و جہد اوسکو حاصل ہوئی تھی اپنے دلکو محظوظ کرتا تہا۔ خلیفہ عاضد کا اخیری فرمان[1] صادر ہوا۔

شیرکوہ کا انتقال

اس فرمان نے شیرکوہ کے دل کو ہاتھون بڑہا دیا جامہ مین پہولے نہ سماتا تہا لیکن افسوس ھے اکہ یہ سال جیسا کہ کامیابی اور خوشی سے شروع ہوا تہا ویسا ہی پورا نہ ہونے پایا۔ چنانچہ ۲۲ رجمادی الثانی ۵۶۴ھ کو دولت نوریہ کے جری لشکر کے آنکھون کا تارا۔ خلیفہ عاضد علوی کے امید و آرزو کا پیارا۔ اسد الدین شیرکوہ خلعت وزارت سے سبکدوش ہوکر انتقال کر گیا۔ اعیان دولت نوریہ کو جسقدر اس غیر متوقع حادثہ سے صدمہ ہوا ہوگا اوسکا اندازہ ہر فرد بشر کر سکتا ھے۔

سلطان کی وزارت

اگرچہ امراء نوریہ سے عین الدولہ باروقی۔ قطب الدین نیال ح سیف الدین مشطوب۔ شہاب الدین محمود الحارمی وغیرہ نے وزارت عاضدیہ اور افسری عساکر نوریہ کی درخواستین کین۔ لیکن چونکہ یہ دولت ازل ہی سے ہمارے ہونہار ہیرو سلطان صلاح الدین یوسف کے حصہ مین آچکی تہی اور آیندہ اس سے ہزارہا ایسے بڑے بڑے کام ہونیوالے تھے کہ جسکا تذکرہ صفحہ تاریخ مین تا قیام قیامت۔ خوبی۔ نیکنامی سے باقی رہجائیگا۔ اسوجہ سے

---

[1] یہ فرمان تو ایسا ہی تھا کہ ہم اوسکو بجنسہ نقل کر دیتے لیکن اس خیال سے کہ ہمارے معزز ناظرین کے قیمتی وقت کا حصہ زیادہ صرف ہو جائیگا۔ اوسکے اخیری فقرہ کو درج کرتے ہین۔ جس سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ فرمان کیا اور کس مضمون کا رہا ہوگا وہو ہذا۔ هذا عهد لم يعهد لوزير بمثله فتقلد اما نته راك امير المؤمنين۔ اهلا لحملها فخذ كتاب امير المؤمنين بقوة واسحب ذيل الافتخار

خلیفہ عاضد لدین اللہ نے کسیکی درخواست پر توجہ نہ کی اور نوعمر ہونہار بانی دولت ایوبیہ سلطان صلاح الدین یوسف کو بارگاہ خلافت مین طلب کر کے "ملک الناصر" کے خطاب سے مخاطب کر کے خلعت وزارت سے ممتاز فرمایا۔

فقیہ عیسیٰ کی رفاقت

فقیہ عیسیٰ ہکاری نے اس موقع پر رفاقت اسدیہ کا حق اسطور سے ادا کیا کہ امراء نوریہ کو جبکہ وہ وزارت سلطان سے کبیدہ خاطر ہوکر منحرف ہونے لگے بہیر پہار۔ سمجہا۔ تو جہاکر جماعت اسدیہ سے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ البتہ عین الدولہ باروقی پر فقیہ عیسیٰ کی تقریر نے کچہہ اثر نہ ڈالا۔ یہ اپنی ناکامیابی سے ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ قاہرہ مین دم بہر نہ ٹہرا۔ فوراً جس حالتمین تہا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا نورالدین زنگی کیخدمتمین پہونچگیا۔

سلطان کی عمر

گو اس فخر خاندان دولت ایوبیہ کی عمر جسوقتکہ یہ عہدہ وزارت سے ممتاز ہوا تہا صرف ۳۲ برس کی تہی۔ لیکن عقل۔ فراست۔ انتظام مین سن رسیدوں سے کہین بڑہا ہوا تہا۔ اسکے فطانت ہی نے اسکو ہر کہ دمہ کے انکہون مین عزیز بنا رکہا تہا جیساکہ خلیفہ عاضد لدین اللہ العلوی نے اسکو اعزاز کے انکہون سے دیکہکر اپنی وزارت سے مشرف فرمایا تہا ویسا ہی ملک العادل نورالدین زنگی بہی کمال عزت وفرط محبت سے اسکو "امیر سپہ سالار" کے خطاب سے اپنے خطوط مین یاد کرتا تہا۔

حوادث
ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کو سال نہی

عہدہ وزارت عاضدیہ پر نہ گذرنے پائے تھے کہ پے درپے دو ایسے
حادثے واقع ہوئے جنکے تصور سے ہر شخص یہی خیال کرسکتا ہے
کہ اگر سلطان اول حادثہ مین ثابت قدم رہا تو دوسرے حادثہ مین
بالکل ہی غیر ممکن ہے کہ ممالک مصریہ پر اسکا قبضہ رہجاے - لیکن دونو
حادثون مین کچھہ ایسی غیر متوقع - غیبی کامیابیان اس با اقبال -
ہونہار کو ہوئین کہ جس سے اسکے قدم استقامت وزارت مصر پر جم
گئے - اور اسکے وہ بداندیش - بدخواہ جوکہ خواہ مخواہ سدراہ ہورہے تھے
اور جنکے آنکھون مین اسکی کامیابیان کانٹا سی کھٹکتی تہین - وہ ہمیشہ
کیلئے خائب خاظر ہوگئے -

پہلا حادثہ

ماہ ذی قعدہ ۵۶۴ھ ہجری کا پہلا ہفتہ ختم ہو رہا تہا - کچھہ ہلکی ہلکی چاندنی
چھٹکی ہوئی تھی - ماہتاب اپنی دہیمی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تہا - گو
رات کچھہ ایسی زیادہ نہ گذری تھی لیکن روند پہرنے والے - عامہ خلایق
کے حفاظت کرنے والے اپنے اپنے ناکون - سٹیشنون سے نکل چکے
تھے - کہ ایک قاصد شتر سوار جسکا ظاہری لباس تو یہ کہہ رہا تہا کہ یہ کوئی
کاروباری معمولی سا آدمی ہے لیکن اوسکا طرز نشست اور سانڈنی کی
رفتار اور اوسکی صورت وشکل اس امر کی زبان حال سے شہادت
دے رہی تھی - کہ یہ ہو نہو کوئی سرکاری ملازم ہے - بیر بغداد کی طرف
ہوکر کمال تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا گذرا - اتفاق وقت سے ایک ترکمان
نے اوسکو اس رنگ وڈہنگ کا دیکھکر اوس سے تعرض کیا - چور کا دل
کیسا ہی کچھہ ہو - ہوتا ہی کتنا ہے اناپ - شناپ جواب دینے لگا - ترکمان
نے اس قاصد کو گرفتار کرکے فوراً اپنی حراست مین لے لیا اسطرف تو تہوڑی

دیر کے بعد ترکمان کے شبہات نے قوت پکڑنی شروع کردی رفتہ رفتہ
وہ ظنی خیال یقین کے صورت متمثل ہونے لگا - اور اوسطرف قاصد کے
چہرہ کا رنگ ساعتہً فساعتہً متغیر ہونے لگا ترکمان نے قاصد کی جبین
ٹٹولین - کپڑے جہاڑے - عمامہ دیکہا - لیکن اوسکے دلکو صبر نہ آیا تسکین
نہ ہوئی - سکوت کے عالم مین کہڑا تہا کہ ناگاہ اوسکی فراست کی نظر قاصد
کے دوسنیئے جوتے پر پڑی جسکے تلون مین اسنے موتمن الخلافۃ[1]
کے خط کو حفاظت سے رکہکر سلادیا تہا - قاصد کا رنگ فق ہوگیا - رہی
سہی رونق جاتی رہی - شب بہر ترکمان نے اسکو اپنی ہی حراست مین رکہا
صبح ہوتے ہی دار الوزارت مین قاصد کو معہ خط موتمن الخلافۃ پیش کیا
خط کا دیکہنا تہا کہ اہل دربار کا کیا ذکر ہے خود ہمارا استقلال مزاج ہیرو گہبرا
گیا اوسکی بلند اور شاندار ماہتاب سی چمکتی پیشانی پر عرق تردد کے
چند قطرات نمایان ہونے لگے - تہوڑی دیر تک سبہون پر سکوت کا
عالم طاری رہا - اخر الامر خود ہمارے نامی سلطان - ہونیوالے فاتح
بیت المقدس نے اس مہر سکوت کو توڑا - واقعات کی تفتیش کی
حالات جانچے - قاصد اور کاتب کو تو اوسیوقت قید حیات سے آزاد کردیا
باقی رہا موتمن الخلافۃ - وہ بخوف جان چند روز دار الخلافت سے نہ
نکلا - لیکن یہ کب ممکن تہا کہ وہ مین ساری عمر بسر کرتا - چار ناچار نکلنا ہی
پڑا - قصر خلافت سے جون ہی نکلکر قریہ خرقانیہ کیطرف روانہ ہوا کہ

[1] موتمن الخلافۃ خلیفہ عاضد لدین اللہ العلوی کے قصر خلافت کا داروغہ تہا - اسنے یہ سازش
واتفاق رائے بعض امرائے مصر اپنے دستخطی خط کے ساتہہ اس قاصد کو انہیں کیطرف روانہ
کیا تہا -

اون ترکمانون نے جوکہ اسکی گرفتاری پر مامور تھے۔ فوراً گرفتار کرکے۔ اوسیوقت اسکا خاتمہ کر دیا۔

انتظام

سلطان نے اس واقعہ کے بعد ہی قصر خلافت کے کل خادمون کو معزول کر دیا اور بجائے اونکے اپنے چنے ہوئے۔ جان نثارون کو متعین کیا۔ اور بقایہ مقامی موتمن الخلافت۔ قصر خلافت کی تولیت بہاءالدین قراقوش اسدی کے سپرد کیگئے۔

سوڈانیون کی بغاوت

دو چار روز بہی اس واقعہ کو نہ گذرنے پائے تھے کہ سوڈانی بوجہ مجانست وہم قومیت موتمن الخلافہ کے خون کے بدلہ لینے کو اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے خیالی ہوا کے جھونکھون سے اس روشن شمع کو جس سے کہ دنیاء اسلام روشن ہونیوالی تھے بجھانے پر آمادہ ہوگئے۔ عساکر سلطانی سے مابین قصر خلافت و دارالوزارت مقابلہ ہوگیا۔ طرفین سے صدہا آدمی کام آئے۔ گو ظاہرا سوڈانی مقابلہ سے موہنہ پہیرتے نظر نہین آتے تھے لیکن چونکہ سلطانی دلیرون نے منصورہ مین آگ لگا دی۔ اسوجہ سے سوڈانی بخیال حفاظت مال واہل وعیال اپنے مالوف مقام کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور سلطانی فوج نے تلوارونپر رکہہ لیا۔ ہزارون بچے سوڈانیون کے یتیم اور لاکہون عورتین بیوہ صدہا مکانات بے چراغ ہوگئے۔ سلطانی فوج کا جوش اوسوقت ظاہر کر رہا تہا کہ اگر تہوڑی دیر تک یون ہی لڑائی اور رہی تو ان سوڈانیون کا نام ونشان تک نہ بچایگا۔ سوڈانیون نے جب اپنے گروہ کے تعداد کو لحظہ بلحظہ گھٹتے دیکہا چارناچار۔ مرتا کیا نہ کرتا امانین طلب کین۔ الامان۔ الامان کے آوازون نے بہادر سپاہیون کے تینز تلوارونکو حملہ سے روک دیا۔ بازار کارزار جوکہ سوڈانیون کی خونریزی

سے گرم ہو رہا تھا فوراً سرد ہو گیا۔

شمس الدولہ

سلطانی فوج تو کامیابی کے ساتھ کیمپ کی طرف روانہ ہوئی اور سوڈانی چونکہ اس بغاوت کی وجہ سے شہر بدر کر دئے گئے تھے بلاد جیرہ کیطرف چلے۔ اسی اثناء مین سلطان کا بڑا بھائی **شمس الدولہ** اس واقعہ سے مطلع ہو کر تھوڑی سی فوج لیکر سوڈانیون کے سر پر آپہونچا۔ اور ہزارون کا وارا نیارا کر دیا۔ جو معدودے چند بچ گئے تھے حیران پریشان بلاد جیرہ مین پہونچ گئے۔

دوسرا حادثہ

قبل اسکے کہ ہمارا ہونہار۔ باقبال سلطان وزارت عاضدیہ کے زینہ پر قدم رکھتا عیسائیون نے اپنے اون ہم مذہبون سے جو کہ صقلیہ اور اندلس مین رہتے تھے اوسیوقت سے جبکہ مرحوم شیرکوہ وزارت مصر سے مشرف ہوا تہا بخیال حفاظت بیت المقدس مدد طلب کی تھی چنانچہ نصرانیان صقلیہ و اندلس اپنے ہم مذہبون کے کمک کو اوسوقت پہونچے جسوقت کہ شیرکوہ انتقال کر چکا تہا۔ ادہر تو یہ نا عاقبت اندیش اس موقع کو غنیمت سمجھکر مصر کیطرف بڑھے اور فوراً دمیاط[۱] کا محاصرہ کر کے دل ہی دلمین اس خیالی پلاؤ سے مزے لینے لگے کہ آج ہم دمیاط کو لیتے ہین اور کل اگر مسیح نے ہماری مدد کی تو مصر پر بھی قابض ہو جائینگے جسکا خوف تھا وہ اب نرہا۔ نوعمرون کے ہاتھ مصر کی حکومت ہے۔ مصر کا لیلینا ہمارے داہنے ہاتھ کا کھیل ہے۔ خلیفہ کا نام و نشان تک نرہنے دینگے۔ نور الدین زنگی تک خبر پہونچنی دشوار ہے اس جدید کفر (اسلام) کو نیست و نابود کر دینگے اودھر ہمارا ابیدار مغز۔ بہر فاتح بیت المقدس کے بہی انکے حالات سے غافل

[۱] دمیاط قدیم شہر ہین [illegible] مصر کے بحر روم اور نیل کے زاویہ پر واقع ہے اسکے شمالی جانب سے نیل دریاے شور سے مقام [illegible] ملتا ہے۔ اس مقام پر دونو جانب ایسے بڑے بڑے دو برج بنے ہوے ہین کہ بغیر اجازت کوئی کشتی [illegible] عبور نہین کر سکتی تہی۔ دو مرتبہ یہ شہر ویران کیا گیا۔ ایک بار تو یہ شہر ویران کر کے [illegible] شہر [illegible] تاہم آباد کیا گیا اور دوبارہ [illegible] خلیفہ متوکل عباسی [illegible]

نہ تہا۔ خود تو اس مہم سر نہ گیا۔ لیکن ایک فوج کثیر التعداد معہ اسباب و سامان جنگ براہ دریاے نیل دمیاط کیطرف روانہ کر کے ملک العادل نور الدین زنگی کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ خلیفہ عاضد اور ملک العادل زنگی نے اس جدید وزارت پناہ کے ساتہہ ویسی ہی ہمدردی کی ہے جیسے کہ موصوفین صدر سے توقع کیجا سکتی ہے۔ خلیفہ عاضد نے باوجودیکہ خلافت کا نام ہی نام رہگیا تہا بدفعات ہزار ہزار دینار مصری علاوہ اسباب و سامان جنگ کے سلطان کے پاس بہیجے اور ملک العادل نور الدین زنگی اپنے امیر سپہ سالار کا خط پاتے ہی آگ بگولا ہو گیا حسب ضرورت و اقتضاء وقت پے در پے فوجین دمیاط کیطرف روانہ کرنے لگا جب اسپر بہی اوسکے جوشیلے دلکو صبر نہ آیا تو خود بہی قتل و غارت کرتا ہوا اپنی سرحد سے آگے بڑہا۔

ناکامی

جس وقت کہ لشکر نوریہ جسمین کہ ہر فرد بشر بجاے خود کارآزمودہ تھا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دمیاط کے قریب پہونچا۔ عساکر سلطانی کے دل ہاتہوں ٹہ ہگئے۔ نصرانیون کی روحین پرواز کرنے لگین۔ کچہہ تو اسلامی لشکر کے قوی حملون نے اونکو پریشان کر دیا اور کسیقدر ان خبرون نے اونکو متوحش کر دیا کہ آج زنگی کے پرزور حملہ مین اتنے صلیبی کام آے اور آج اوسکے لشکر نے فلان قریہ کو ویران کر دیا۔ اسوجہ سے خواہ مخواہ عیسائیون کو بعد پچاس دنکے دمیاط کے محاصرہ سے دست کشی کر لی پڑی۔

مراجعت النصارے

نصرانیون کو اس محاصرہ در حملہ مین کچہہ بہی حاصل نہ ہوا بلکہ بجاے نفع کے نقصان اوٹہاکر واپس ہونا پڑا۔ مزید بران ملک العادل نور الدین زنگی کے حملون نے جسقدر ان طمعیون کو نقصان جانی اور مالی پونہچایا ہوا اوسکا کچہہ

حساب نہین ہم ان واقعات کو جنہین کہ ملک العادل نورالدین زنگی کو خاطر
خواہ کامیابیان ہوئین اس خیال سے کہ ہمارے معزز ناظرین کا قابل قدر
وقیمتی وقت کسیقدر ضایع ہوگا نہین ذکر کیا چاہتے۔

فتوحات

جسطرح زمانہ کے تغیرات اور تبدیلیات کو ہر شخص نے تسلیم کرلیا ہے
اوسیطرح ترقی اور تنزلی کو بھی مان لیا ہے۔ زمانہ کبھی ایک حالت پر نہین
رہا اسکو حکماء نے غیر قار کہا ہے۔ اسکے رنگ ڈہنگ پر عقلا نے کبھی اعتبار نہین
کیا۔ اسکو روپ بدلتے کچھہ دیر نہین ہوتی۔ آج عالم طفلی ہے تو کل جوانی کے دن
ہین دو روز کے بعد دیکہا تو بڑہاپے نے اپنا جلوہ دکھلا دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین
موت کا بھی پیام اگیا۔ لیجئے قصہ تمام ہوگیا غرضکہ اسکے ناقابل اعتماد غیر قار
ہونیکی ہزارہا تمثیلین ہین۔ منجملہ اونکے ایک یہ بھی نظیر قابل یاد رکہنے کے ہے کہ
اس سے چندروز پہلے (جسپر ایک صدی بھی پوری نہین گذری) نصرانیون
کے صلیبی نشان ممالک اسلامیہ پر دیکہلائی دیتے تھے ہر عیسائی کا یہی خیال تہا
کہ جہانتک ہوسکے مسلمانون کو برباد اور اونکے بلاد کو تباہ کرو۔ اور آج خدا
خدا کرکے وہ دن آیا کہ مسلمانون نے پہر ہاتھہ پاؤن بڑہانے شروع کردئے
ہین اون ممالک کو جوکہ انکے قبضہ اقتدار سے نکل گئے تھے واپس لینے کی
کوششین کرتے ہین۔ موقع ومحل دیکہکر اونکے آباد وسرسبز شہر ونپر بہی حملہ
کردیتے ہین۔ چنانچہ ۵۶۶ھ ہجری مین ہمارا نامی ہیرو سلطان صلاح الدین
بقصد اعلاء کلمۃ اللہ ایک تہوڑے سے جری۔ بہادر جوانون کو لیکر بلاد
نصاریٰ کیطرف روانہ ہوا جسوقت کہ یہہ نامی ہیرو عسقلان[۵۱] کے قریب
قتل وغارت کرتا ہوا پونہچا شاہ فرانس بھی ایک جماعت لیکر جوکہ فی الحقیقت

[۵۱] یہ شہر ممالک شام سے ہے زمانہ خلافت خلفائے بعد علوی ۴۹۲ھ مین نصرانیون نے اسکو لیلیا تہا لیکن بعد ۸۵ برس کے ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف نے اخیر ماہ جمادی الثانی ۵۸۳ھ مین پہر اپنے ممالک مفتوحہ مین داخل کرلیا تہا۔

قلیل تھی لیکن بہ نسبت سلطانی لشکر کے بڑی تھی - مقابلہ پڑ آیا - طرفین سے لشکری جی توڑ توڑ لڑے - متعدد لڑائیان ہوئین اثناء لڑائی مین جسقدر سلطان کی کامیابی کا وقت بہت ہی قریب آرہا تھا اوسیقدر شاہ فرانس کی ناکامی - شکست - ذلت و رسوائی کی گھڑی اوسکے سر پر آگئی تھی - لیکن چونکہ مشیت ایزدی اس امر کی بالفعل مقتضی نہ تھی - دفعتہً سلطان کے دلمین یہی خیال آگیا کہ مصر پونہچکر بعد تیاری جہازات ایلہ پر حملہ کرنا چاہیئے رفتہ رفتہ ادہر اس خیال نے اسقدر ترقی کی کہ مصر کیطرف مراجعت کرنے پر امادہ ہوگیا اودہر نصاریٰ کی بدنصیبی - ناکامی یہ رنگ لائی کہ میدان جنگ مین ایک لحظہ نہ ٹھہر سکے کمال بے سروسامانی سے موتہہ پہیر کر بہاگے - اور سلطان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا مصر پونہچا -

فتح ایلہ

سلطان نے مصر مین بہت ہی کم قیام کیا - کمال تیزی سے اپنی بحری قوت کو درست اور جہازات تیار کر کے ایلہ کی طرف روانہ ہوا یہ ہم ہنوز پونہچنے نہ پائی تھی کہ پولیس ایلا اپنے آنے والے حریف کے مقابلہ پر نکل گئے - لیکن اونکی ان تیاریون و مستعدیون نے کچھہ کام نہ دیا - ہمارے نامی سلطان کے نیک نیتی اور محاصرہ نے جو کہ اوسنے ایلہ کا بحراً و براً کر لیا تہا ماہ ربیع الاول ۵۶۶ ہجری کے اول ہی عشرہ مین مظفر و منصور ایلہ مین داخل کر دیا - یہ پہلی کامیابی تھی کہ اسکے بعد بیشتر کوہ کے حاصل ہوئے -

واپسی

نصرانیان ایلہ کو بوقت کامیابی عساکر اسلامیہ ضرور یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ جسطرح اسلامی بہادرونکے چمکتی ہوی تلوار ونکی ہماری جانین اثنا لڑائی مین نذر ہوئی ہین اوسیطرح مال و اسباب اہل و عیال بھی اونکے قوی پنجون مین پڑ کے غنیمت سمجھے

---

۵۱ ایلہ ایک چھوٹا سا شہر ساحل بحر قلزم پر واقع ہے سامین ایک مختصر سا قلعہ بھی تہا حجاج مصر کا یہی راستہ ہے - یون مشہور ہے کہ اسی شہر کے یہودی مسخ ہوکر بندر و خنزیر بنگئے تھے - واللہ اعلم

دین مسیحی سے محروم ہو جاینگے - لیکن اونکا یہ صرف خیال ہی تھا - ہمارے رحمدل سلطان نے بعد فتح و کامیابی نہ اونکے جانون کو نقصان پونہچایا اور نہ اونکے مال و اسباب کو لوٹا - بلکہ دو چار روز ٹھہر کر مصر واپس آیا -

مدرسہ و قاضی

اسی سنہ مین جبکہ سلطان بعد فتح ایلہ مصر واپس آیا دار المعونۃ کو جوکہ قید خانہ تھا منہدم کراکے بجاے اوسکے مدرسۂ شافعیہ بنوا دیا اور مصر کے قاضیون کو جوکہ شیعی تھے معزول کرکے بعوض اونکے قضاۃ شافعی المذہب مقرر کیا - بیسوین جمادی الثانی سنہ مذکور تک جہانتک ہمارا علم شہادت دے رہا ہے ہم لکھہ سکتے ہین کہ تمام ممالک محروسۂ سلطانی مین قضاۃ شافعیہ مقرر ہوگئے

حملہ کرک

اس کامیابی کے بعد پھر ہمارے نامی سلطان نے بعد دو برس چند مہینون کے ماہ شوال ۵۶۹ھ مین کرک[1] پر فوج کشی کی - گو چند مقابلہ ہوئے - لیکن نہ تو ان حملون مین اسلامی لشکر ہی کو کوئی فایدہ پونہچا اور نہ اون نصرانیون کو جوکہ اسمین دو چند سہ چند تھے ان لڑائیون مین نقصان صریح اوٹھانا پڑا - دو چار حملہ کرکے مصر کو واپس آیا -

فتنہ پردازی

ہم ۵۶۹ھ کے اون نمایان کامون سے جنمین کہ شمس الدولہ سلطان کا بڑا بھائی پلکتیوا تھا اور اوسیکے ہاتھون سر ہوے تھے قطع نظر کرکے اسی سنہ کے اوس غیر متوقع حیرت انگیز واقعہ کو لکھنا چاہتے ہین جو کہ ہر پہلو سے مخدوش نظر آرہا ہے - ہمکو اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیان مصر سلطان کی وزارت سے ہرگز ہرگز خوش نہ تھے - اور انکا دلی منشاء

---

[1] کرک اور شوبک یہ دونو شہر اطراف شام مین ما بین عمان وایلہ واقع ہین اکثر یہانکے رہنے والے عیسوی المذہب ہین - اسکے قلعہ کے نیچے سے دو ایسے بڑے چشمے جاری ہین جس سے شہر بھر کے باغات کی آب پاشی کیجاتی ہے -

یہی تہا کہ دولت علویہ کے اقبال کا ستارہ پہر چمک جاے قاضیان مصر
جو معزول کردیے گئے ہین وہ بحال ہو جائین اور دولت عباسیہ کا
آفتاب کامرانی ترقی سے تنزل کیطرف مایل ہو جاے انہین پیچیدہ معاملات
اور پریشان خیالات نے عمارہ بن ابی الحسن شاعر یمنی - عبد الصمد کاتب
قاضی عویرس وغیرہ کو اس امر پر آمادہ کردیا کہ ان ناعاقبت اندیشون
نے نصرانیون کو صقلیہ اور ساحل شام کیطرف سے مصر پر حملہ کرنیکے لیئے
مستعد کردیا - اس خیال سے کہ اگر اس جدید وزیر (یعنی سلطان) نے مصر سے
نکلکر نصرانیون کا مقابلہ کیا تو ہم لوگ مصر کو لیلینگے اور اگر اس واقعہ کی اوسکو اطلاع
نہوئی اور غالباً نہوگی تو جسوقت کہ نصارے - صقلیہ اور سواحل شام سے حملہ
کرینگے ضروری یہ امر ہے کہ صلاح الدین مقابلہ نکرسکیگا - الغرض ہمارا الّو کہین
نہین جائیگا دونو صورتین ہماری بہبودی کی ہین اس فتنہ انگیز مشورہ مین
بعض بعض سلطانی امرا بھی شریک تھے - باتین کل کی ہو چکی تہین صرف
نصرانیون کا اپنے اپنے بلاد سے حرکت کرنا باقی تہا کہ بنی رزیک اور بنی شادر
کی باہم مخالفت نے زین الدین علی بن نجا کو سلطان سے اس واقعہ کی اطلاع
دینے کی جرات دلادی -

سزا

زین الدین علی بن نجا مصلحتاً حسب اشارہ سلطان اسی فتنہ پرداز جماعت
مین چپکے بیٹھا رہا اور روزانہ پرچہ نویسی کا کام انجام دیتا رہا تا آنکہ قاہرہ کیطرف نصرانیون
کا ایک قاصد جو کہ بظاہر سلطان کے پاس کچھ ہدیہ لارہا تھا اور درحقیقت اوس گروہ
ناعاقبت اندیش کیطرف جاتا تہا - آتا ہوا دیکھلائی دیا - چونکہ سلطان کو خفیہ نویسون
نے اس کیفیت اور قاصد کے حلیے سے پہلے ہی اطلاع دیدی تھی - قاصد فوراً گرفتار
کرلیا گیا - بعد تفتیش وانکشاف حال اس گروہ کے پیشواؤن عمارہ - عبد الصمد کاتب

عویرس وغیرہ کو گرفتار کراکے دار پر کہنچوا دیا۔ اور اپنے امرا اور اون بعض لشکریون سے جوکہ اس فتنہ پردازی مین پیش پیش تہے نہ تو اس واقعہ کو دریافت کیا اور نہ اونسے کچہہ متعرض ہوا۔ ان جنود مصریہ (یعنی مصری لشکر) کو مصر سے نکالکر صعید کیطرف روانہ کردیا۔ اور قصر خلیفہ کو پورے طور سے اپنی حفاظت مین لیلیا۔

نصرانیان صقلیہ

ہم قبل اسکے کہ سنہ ۵۷۰ ہجری کے حالات تحریر کرین ناظرین کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتے ہین کہ نصرانیان سواحل شامی تو اس واقعہ سے اگاہ ہوکر اگے نہ بڑہے البتہ صقلیہ والون کو اسکی اطلاع ہی نہوی وہ اپنے طمعی خیال مین سرشار ہوکر اسکندریہ کیطرف متوجہ ہوے۔

بغاوت کنز

ماہ صفر سنہ ۵۷۰ ھ مین کنز (یا کنز الدولہ) نے جوکہ در پردہ دولت صلاحیہ کی مدتون سے مخالفت کررہا تہا ایک گروہ سوڈانیون اور بادیہ نشین یا خانہ بدوش عربون کا لیکر امیر ابو الہیجا کے بہای پر جوکہ اوس اطراف مین عہدہ امارت سے ممتاز تہا حملہ کیا اور اوس ناکردہ گناہ کو شہید کرکے آگے بڑھنے پر جری ہوتا تہا کہ ہمارے نامی ہیرو نے امیر ابو الہیجا کو بسرگروہی ایک جمع جوانان نبرد آزما کنز کیطرف روانہ کیا۔ اس گروہ کا پہونچنا تہا کہ کنز اور اوسکے ساتہون کے نام ونشان اسطرح سے مٹائے گئے کہ بعد اسکے بغاوت کی آگ مشتعل ہی نہوی۔

نصرانیون کا وہ جہازی بیڑہ جوکہ صقلیہ سے نکلکر اسکندریہ کیطرف جارہا تہا اوسکی جمعیت کچہہ کم نہ تہی جس سے کہ یہ توقع کیجاتی کہ آیندہ اہل اسکندریہ یا کہ معدودے چند عساکر سلطان مل جل کران مسیحیون کو پسپا کرینگے۔ ان نصرانیون کا جوکہ تعداد

---

[1] صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ تحریر کرتا ہے کہ اس مہم کا کمان افسر سلطان کا بہای ملک العادل سیف الدین تہا۔ اسنے ساتوین صفر سنہ ۵۷۰ ہجری مین کنزیون کی بغاوت کو فرو کیا۔

بچاس ہزار پیادے ڈیڑہ ہزار سوار مین صاحب صقلیہ کا جہاز ادبہای کمان افسر تہا
چھہ بڑی کشتیان آلات واسباب حرب کی اور چہتیس ۳۶ بوٹ بار بردادی کے اور
چالیس چہوٹی کشتیان رسد وغیرہ کے ہمراہ تہین

مقابلہ و شکست

جسوقت کہ نصرانیون کا یہ جہازی بیڑہ ساحل اسکندریہ پر پہونچکر ٹہرا
اور نصرانیان صقلیہ دریا سے خشکی پر اوترے۔ اوسوقت اسکندریہ والون کو اطلاع
ہوئی۔ اس امر کا اندازہ تو ہر شخص کر سکتا ہے کہ ایسی مستعد فوج کا جو کہ لڑائی ہی کے
قصد سے آئی ہو کوئی ایسا گروہ کیسا ہی بہادر جبری دلیر کیون نہو جو کہ بیفکری
کے عالم مین بیٹہا ہوا عیش و آرام کے مزے لے رہا ہو ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا۔
لیکن باین ہمہ اسکندریہ والون نے جس استقلال اور مردانگی سے اپنے حریف کا مقابلہ
کیا وہ بیشک اس قابل ہے کہ ہزار ہزار زبان سے اوسکی داد دیجاے۔ پہلے روز صبح سے
دوپہر ڈہلے تک لڑائی ہوتی رہے۔ نصرانیون کے دانت انہین معدودے چند
مسلمانون نے ایسے کہٹے کردئے کہ چار ناچار اونکو اپنے کمپ کیطرف لوٹنا پڑا۔ دوسرے
روز پہر وہی لڑائی کا نقشہ انکہون کے سامنے دیکہلائی دیا۔ ایک طرف سے صلیبی
نشان اور دوسری جانب سے اسلامی ابراہیمی پہریرہ اوڑتا ہوا نظر پڑا۔ کشت و
خون کا بازار پہر گرم ہوگیا۔ موت سرون پر کہیلنے لگی گو نصرانیون نے اجکی لڑائی
مین اسقدر یورش کی کہ شہر پناہ کے فصیلون تک پونہچ گئے۔ لیکن سکندریہ
والون نے دامن استقلال کو ہاتھ سے نہ چہوڑا۔ برابر مقابلہ کرتے رہے
ظاہرا دونو حریف ایک دوسرے ایسے دست و گریبان ہو رہے تہے اور ایسے
جوش سے جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تہے کہ ایک دوسرے سے علحدہ ہوتے نظر
نہ آتے تہے لیکن جونہی سلطان اللیل کا سیاہ پہریرا اوڑتا نظر آیا۔ فریقین
جنگ گاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ کیطرف لوٹے دونو فریق نے رات توکسی

نہ کسی طرح سے گذرا ئی صبح ہوتے ہی تلوارین پھر کہنچ گئین۔ اس تیسری لڑائی کا نتیجہ غالبًا ہر شخص بھی سمجھتا ہوگا کہ آج ضرور اسکندریہ کے بلند اور شاندار میناروں پر صلیبی نشان اوڑا دیا جاے گا۔ بجاے اذان و اقامت کے گرجاؤن سے ناقوس کی آوازین آئین گی۔ لیکن معاملہ کچہہ ایسا برعکس ہو گیا کہ اسی شب کو اسکندریہ کے قرب و جوار کے عساکر اسلامی آگئے تھے اسوجہ سے اسکندریہ والون کو اور زیادہ اطمینان سے مقابلہ کرنیکا موقع ملگیا تہا۔ دوپہر تک تو برابر کی لڑائی ہوتی رہی لیکن دوپہر کے بعد بحکم آیہ کریمہ کم من فئتہ قلیلۃ غلبت فئتہ کثیرۃ نصرانیون کے شکست کے آثار نمایان ہونے لگے اور مسلمانون کے دل کامیابی کے خیال سے ہاتہون بڑھنے لگے۔ دن ڈہل چلا تہا۔ راہ رو منزل پر پونہچنے کے خیال سے تیزی سے قدم اوٹہا رہے تھے لڑائی کا بھی بازار کسیقدر سرد ہو چلا تہا کہ یکایک یہہ شور اوٹہا کہ "ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایک فوج جری لئے ہوئے آپونہچا" اس امر کا اندازہ تو ہر شخص کر سکتا ہوگا کہ اس خبر فرحت اثر نے جسقدر مسلمانون کے تن مردہ مین تازہ روح پہونکدی ہوگی اوسیقدر نہین اوس بدرجہا زیادہ نصرانیون کو پیام اجل سنادیا ہوگا۔ مسلمانون نے پہر دوبارہ حملہ کیا۔ لوٹنے کا خیال دل سے دور کر کے پہر دست بقبضہ حریف سے جا بھڑے ہم اس سے پہلے کہ اس تیسری لڑائی کے نتیجہ کا فوٹو کہنچکر آپلوگون کو دیکہلائین یہ ظاہر کئے دیتے ہین کہ جس کے نام نے مسلمانون مین ایک تازہ روح پہونک دی تہی وہ نہین آیا تہا بلکہ اوسکا ایک جنرل آیا تہا جسکے ہمراہی مین گنتی کے چند آدمی تھے خیر تو ایک جملہ معترضہ تہا اب اصل واقعہ کو سنئے کہ عساکر اسلامیہ نے شام ہوتے ہوتے ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کے ہاتہہ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے

ہوش و ہواس جاتے رہے تمام رات لڑائی ہوتی رہی صبح ہوتے ہی نصرانیون
کے پاؤن اوکھڑ گئے۔ بعض تو کشتیون پر سوار ہوکر صحیح و سالم بہاگ گئے۔
اور بعض کشتیان دریا مین ڈوبا دیگئین۔ تین سو سوار جو کہ بخوف جان ایک
ٹیلہ پر چڑھہ گئے تھے وہ بھی مسلمانون کے تیز تلوارون کے نذر ہو گئے۔
دوپہر تک یہ سلسلہ بہاگنے تعاقب کرنے لوٹ وغارت کا اور جاری رہا زوال
آفتاب کے ساتھہ نصارائے صقلیہ جو معدودے چند مقابلہ مین رہگئے تھے
میدان جنگ سے منّہ پہیر کر بہاگے اور اہل اسکندریہ مظفر و منصور مال غنیمت
اور قیدیون کو لئے ہوے شہر مین واپس آئے۔

دمشق

اس سے تہوڑے ہی دن کا ذکر ہے کہ چھہ سات مہینہ پیشتر دمشق کی
کچھہ کیفیت ہی اور تھی اسلام اور اسلامیون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اسکی سرسبزی
شادابی کا حال سُن سُن کر غیر قومون کے منہ مین پانی بھر آتا تھا۔ لیکن
ملک العادل نور الدین زنگی کے خوف سے حدود دمشق مین پاؤن نہ رکھہ سکتے تھے
اور اب یہ کیفیت ہو رہی ہے کہ آپسمین بھی نااتفاقی خاصے طور سے پھیلی ہوئی
ہے نصرانی بھی جو کہ اوسکے قرب وجوار مین ہین شہزنی چالین چل رہے ہین ظاہرا
سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ملک العادل نور الدین زنگی کا
انتقال ہو چکا ہے اور بجائے اوسکے ایک اوسیکا نوعمر لڑکا جسکی عمر دس گیارہ
برس سے زیادہ نہو گی ملک الصالح اسمعیل نامی دمشق کی حکومت کر رہا ہے۔
ہزارہا تغیرات پیدا ہو گئے ہین اور آیندہ پیدا ہونیکی امید کیجا سکتی ہے۔ بعض
امرای و ارکین دولت تو یہ اس سے نفرت بھی کرتے ہین۔ بعضون نے یہ رنگ
ڈھنگ دیکھکر بخیال حفاظت بیضہ اسلام ہونیوالے فاتح بیت المقدس سلطان
صلاح الدین کو طلبی کی خطوط لکھنے شروع کر دئے ہین۔ چنانچہ اواخر ماہ ربیع الاول

۵۷۰ھ مین سلطان مصر کا خاطر خواہ انتظام کر کے سات سو سوارونکی جمعیت ہمراہ لیکر بلا خیال اس امر کے کہ اثناء راہ مین نصرانیون کا ملک اور ٹڈی دل لشکر ملیگا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اخیر ماہ ربیع الثانی ۵۷۰ھ یوم سہ شنبہ کو دمشق پونہچا

قبضہ

اہل دمشق نے جس جوش اور خوشی سے اپنے نووارد مہمان کا استقبال کیا غالباً اوسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ گو ہر کہ ومہ کی یہی تمنا تھی کہ یہ قابل قدر سلطان ہمارا ہی مہمان ہو ہمارے ہی مشتاق مکان کو اپنی قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائے لیکن اسکو اوس فطری محبت نے جو کہ ہر شخص کو اپنے مالوف وطن یا آبا واجداد کے گرے پڑے ہوئے مکانات کے ساتھہ ہوتی ہے کہین نہ ٹھہرنے دیا۔ سیدہا دار عقیقی مین پونہچا دیا جو کہ اسکے بزرگ باپ نجم الدین ایوب کا قدیم مکان تہا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی کمال الدین ابن شہرزوری کو جو کہ قاضی شہر اور ملک الصالح کے کل کامون کا مدار المہام تہا ریحان حاکم قلعہ دمشق کے پاس یہ پیغام لیکر بہیجا کہ "دمشق کے لینے سے میری کوئی غرض ذاتی نہین ہے اور نہ مین نے اس سے منتفع ہونیکی امید پر اسکا قصد کیا ہے بلکہ میرا دلی مدعا یہ ہے کہ ملک الصالح اسمعیل کی مدد کیجاون اور ان شہرونکو جو کہ اوسکی کمسنی یا ناتجربہ کاری کیوجہ سے نکل گئے ہین پہر واپس لیلون اوسکے نام کا خطبہ تمام شہرون کے ممبرون پر پڑہا جائے گا۔ اور اوسیکا سکہ کل ممالک مصر وشام نوریہ مین چلیگا" قاضی کمال الدین نے جون ہی اپنے سلسلۂ کلام یا کہ سلطانی پیام کو منقطع کیا ریحان قلعہ دار نے خوشی کے مارے اوسیوقت قلعہ کی کنجیان قاضی کے ہاتہہ مین رکہدین اور سمعاً وطاعۃً سلطان کے اس پیام کو قبول کرلیا۔ اس خدا داد کامیابی نے جو کہ اس ہونہار سلطان کو پہلے پہل اوس مقام و شہر مین ہوی جہانکہ اوسنے نشو ونما پایا تہا اوسکے مضبوط قلب کو ہر طرح سے مطمئن کردیا۔ اور یہانکی حالت کو

بہی سنبہال دیا۔

بعض ناظرین کو یہ گمان پیدا ہو رہا ہوگا کہ سلطان دمشق مین پانچ چہہ مہینہ نہین تو دو چار مہینہ ضرور قیام کریگا کیونکہ یہ مقام اوسکے نشو ونما اور تربیت کا ہے۔ اسی دمشق سے اوسکے خاندان کو ترقی ہونی شروع ہوئی تہی۔ اس شہر سے اوسکو قلبی تعلق ہونا چاہیئے۔ لیکن اوسکے عالی دماغ مین تو دوسری ہی ہوا سمائی ہوئی ہتی اوسکے حوصلہ بلند ہو رہے تھے۔ اوسنے معمولی آدمیون کیطرح تعلقات وطنی کا پابند رہنا نہ پسند کیا دمشق مین سیف الاسلام طغتکین ابن ایوب اپنے بہائی کو اپنا قایم مقام کرکے پہلی جمادی الاول سنہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہوگیا۔ ہم اس موقع پر یہ امر ظاہر کردینا مناسب سمجھتے ہین کہ امیر فخر الدین مسعود زعفرانی کے بدمزاجی وغفلت سے جوکہ عہد حکومت ملک العادل نور الدین زنگی سے حمص[1] اور حماۃ[2] وغیرہ بلاد جزیرہ کا حاکم تہا اکثر قلعات اوسکے قبضہ اقتدار سے نکلگئے ہتے چنانچہ ان دنون حمص پر بہی ایک دوسرا شخص حکومت کر رہا تہا۔

حمص وحماۃ

۱۱ رجمادی الاول سنہ مذکور کو جسوقت ہمارا نامی ہیرو حمص کے قریب پونہچا والی حمص نے پہلے تو یہی قصد کرلیا تہا کہ ہرچہ بادا باد حمص ممالک محروسہ سلطانی مین داخل نہونے پائے گا چنانچہ اسی بنا پر دوپہر تک برابر جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا بعد دوپہر شہر کے فصیلون پر سلطانی پہریرہ اوڑگیا اور قلعہ بدستور اوسیکے قبضہ اقتدار مین رہا۔ سلطان نے باقتضائے مصلحت وقت قلعہ سے کچہہ بہی تعرض نہ کیا بلکہ شہر کا انتظام والفرام درست کرکے حماۃ کیطرف بڑہا

[1] حمص ایک مشہور شہر مابین حلب و دمشق نصف راستہ پر واقع ہے۔ یہان کی آب وہوا بہت خوشگوار ہے

[2] حماۃ قدیم شہرونمین شمار کیا جاتا ہے۔ اسکا ذکر کتب اسرائیلین مین بہی ایا ہے۔ اسکا قلعہ بہت ہی عالی اور مضبوط بنا ہوا ہے۔ کسی زمانہ مین یہ مضافات حمص سے شمار کیا جاتا تہا مگر اب یہ مستقل اور ایک عظیم الشان شہر تسلیم کیا جاتا ہے۔

والی حماۃ امیر عز الدین جبر دیک نے (جو کہ مماک نوریہ کا ایک ممتاز شخص تھا) کو سامان مقابلہ مہیا کیئے اور حیلہ و حوالہ سے ٹالنا چاہا لیکن جب اوسکو سلطان کے اس ارادے سے آگاہی ہوئی کہ اس نامی ہیرو کا قصد اس سفر و عزمیت سے حفظ بلاد اسلامیہ مقصود ہے نہ کہ ملک گیری فوراً اطاعت قبول کر لی۔

رشک و ناکامی

اس اثناء مین کہ سلطان حماۃ سے حلب[1] کیطرف جا رہا تھا سیف الدین صاحب موصل کے انکھون مین اسکی کامیابیان کانٹا سی کھٹک گئین اُسکے عظمت شان نے اسکے حاسد قلب کو ایسا مضطرب کر دیا کہ اسکو نیک و بد کا امتیاز نہو سکا فوراً اپنے بھائی عز الدین مسعود کو جسکو زلفدار بھی کہتے تھے ایک کافی لشکر کے ساتھہ سلطان کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ ہنوز سلطان کو مہم حلب سے فراغت حاصل ہوئی تھی کہ دفعۃً سیف الدین صاحب موصل کی اس گرم جوشی نے اس جدید مہم کے مقابلہ کیطرف اوسکو متوجہ کر دیا۔ چنانچہ حلب سے پہلی رجب کو مراجعت کر کے حماۃ ہوتا ہوا حمص مین پہنچا۔ ادہر تو کامیابی کے ساتھہ اسنے قلعہ حمص کو بھی لیلیا۔ اُدہر عز الدین مسعود حلب ہوتا ہوا اور حلبیون کو اپنے ہمراہ لیتا ہوا حماۃ کیطرف چلا۔ رمضان ۵۷۰ھ ہجری کا دوسرا عشرہ ختم ہو چلا تھا کہ ان دونون لشکرونکا مقابلہ شہر حماۃ کے باہر ایک مقام پر جسکو قرون حماۃ کہتے ہین مقابلہ ہو گیا۔ عز الدین مسعود کو بہت بڑے نقصان کے ساتھہ پسپا ہونا پڑا۔ ایک گروہ کا گروہ اپنی بدبختی سے قید ہو کر آیا لیکن سلطان کی نیک نیتی یا اپنی خوش قسمتی سے آزاد کر دیا لیا۔

---

[1] حلب ایک مشہور قدیم شہر ہے اسکا قلعہ بہت ہی مضبوط اور بلند اور اوسکے فصیلین شاندار ہین۔ شام کے سرسبز شاداب شہر دمین [illegible] ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کیجاتی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ اس مقام پر اپنی بکریون کے دودھ ہر جمعہ کو بکر صدقہ کرتے تھے اور عربی مین حلب دودھ دوہنے کو کہتے ہین واللہ اعلم

صلح ہوگئی

اس واقعہ کے بعد ہی سلطان دوبارہ حلب کیطرف متوجہ ہوا اہل حلب نے اولاً بہت کچھہ حیلہ وحوالہ کیا مقابلہ پربہی آمادہ ہوئے لیکن آخر الامر بعوض معرہ[1] اور کفر طاب[2] صلح کرلی۔

یہ توہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین کہ ملک الصالح اسمعیل کی نوعمری ناتجربہ کاری نے خواہ مخواہ سلطان کو ان خانہ جنگیون کے اصلاح کیطرف بجاے حفظ بلاد اسلامیہ متوجہ کردیا ورنہ اوس نامی ہونیوالے فاتح بیت المقدس کو اسلامی دنیا کی ترقی و دشمنان خدا سے ہم نبرد ہونیسے ایسی کب فرصت تہی کہ اپنے قیمتی وقت کو جسکا ایک ایک منٹ ہزار سالہ عبادت سے کہین افضل تہا ان لڑائی جہگڑون مین صرف کرتا۔ دسنے اپنے جان ومال عیش وآرام کو مخالفین اسلام کے مقابلہ کیلئے وقف کررکہا تہا۔ اوسکے مبارک دماغ مین توسیع دایرہ اسلام کی ہوا سمائی ہوی تہی۔ بیشک خالق اکبر نے اوسکو انہین کامون کے سرکرنیکے لئے پیدا کیا تہا۔ اوسکا یہ کلم ہرگز نہ تہا کہ کبہی وہ حمص کیطرف بڑھتا اور کبہی حلب وحماۃ پر حملہ کرتا لیکن ضرورت ومصلحت وقت جو چاہے کرے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا اب اصل واقعہ سنئے کہ ملک الصالح اسمعیل از خود یا کسیکے اشتعال سے اسکی پیہم کامیابیون سے ایسا بہرا یا کہ امراے حلب کو ایک خاص جلسہ مین جمع کرکے ایک مختصر سی اسپیچ دی جسسے اہل حلب کے دل اسقدر بہر آئے کہ سبہون نے باتفاق سلطان سے مقابلہ کرنیکی قسمین کہائین چنانچہ قرب جبل جوشن صف آرائی کی نوبت آئی۔ معمولاً متعدد لڑائیان ہوئین لیکن کسی لڑائی کا اثر کسی قسم کا فریقین پر ظاہر ہوا۔

---

[1] معرہ مضافات حمص سے ہے اور معرۃ النعمان ایک بڑا شہر ہے میوہ جات وہان بکثرت پیدا ہوتے ہین
[2] کفر طاب ایک چہوٹا سا شہر مابین معرہ اور حلب کے واقع ہے۔ یہہ بہی مضافات حمص سے شمار کیا جاتا ہے۔

اثناء جنگ مین جسوقت کہ طرفین ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو رہے تھے سنان سرگروہ فرقہ اسماعیلیہ باغوائے سعد الدین ذاتی منفعت کے خیال سے ملک الناصر سلطان صلاح الدین کے قتل پر آمادہ ہوگیا - لیکن چونکہ مشیت ایزدی اسکے خلاف تھی وہ اپنی ان ارادون مین ناکامیاب رہا - گوان لڑائیون کا سلسلہ کسیقدر منقطع ہوگیا تھا - اہالیان حلب اپنی ناکامی سے غایب خاطر ہوکر شہر پناہ کے دروازہ بند کیے ہوئے مقابلہ یا مخلصی کی تدبیرین سوچ رہے تھے اور ہمارا ہونہار اسلامی ہیرو بدستور محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ دفعتہً اوسکے حق سننے والے مبارک کانون تک یہ خبر پونہچگئی کہ قمص[1] صنجیلی والی طرابلس ایک جرار فوج لیے ہوئے حمص کیطرف بڑھا آتا ہے -

اس سے پہلے کہ ہم اہلوگونکو اسکے نتیجے سے آگاہ کرین بتلائے دیتے ہین کہ قمص صنجیلی کو اتنا دماغ تہا کہ قید سے رہا ہوتے ہی ممالک محروسہ سلطانی کی طرف ہاتھہ پاؤن بڑھاتا - لیکن یہ تو آپلوگ خوب اچھی طرح سے سمجھہ سکتے ہونگے کہ گہر ہی کے چراغ سے آگ لگا کرتی ہے - اسکو اہل حلب نے ایسی دلیری پر آمادہ کرکے اپنے گلو خلاصی کی یہی سہل الوصول تدبیر نکالی تہی چنانچہ پانچوین رجب کو حمص تو قمص کے قریب پونہچا اور سلطان حلب کے محاصرہ سے دست کشی کرکے اٹھوین رجب کو حماۃ مین وارد ہوا -

---

[1] قمص صنجیلی طرابلس کا حکمران تہا - اسکو نور الدین زنگی نے ۵۵۹ھ ہجری مقام حارم مین قید کرلیا تہا - سعد الدین نے اثناء محاصرہ مین ایک لاکھہ پچاس ہزار دینار اور ایکہزار غلام لیکر رہا کردیا - جسوقت یہ اپنے شہر مین پونہچا تو اسکے ہمسیون نے کمال جوش سے اسکا استقبال کیا اور اسکو رئیس بالکل وعقد مقرر کیا - کیونکہ موجودہ بادشاہ فرانس چونکہ مجذوم تہا کاروبار سلطنت بخوبی انجام نہین دیسکتا تہا -

فتح بعلبک [1]

ظاہرا نصرانیون کا جوش تو یہی کہہ رہا تہا کہ یہ لڑائی بہت ہی بڑی اور خونریزی کی ہوگی لیکن یہ عجیب واقعہ ہے کہ قمص صنجیلی بغیر کسی مقابلہ کے آمد آمد ہی کی خبر سُنکر حمص سے کوچ کرگیا سلطان سرسری نظر سے حمص کے دلفریب سین کو دیکہتا ہوا اوسی روا روی مین بعلبک[1] پر پونہچکر کامل طور سے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ یمن حاکم بعلبک نے جو کہ عہد حکومت ملک العادل نورالدین سے اسی خدمت پر مامور تہا فوراً اطاعت قبول کرلی۔ ہمارے نامی سلطان نے بہی حسب عادت فطری اہل قلعہ کو اپنے سایہ امان مین لیلیا۔

مصالحت

ہان یہ بات قابل یادرکہنے کی ہے کہ ان واقعات کے بعد ہی ملک الصالح اسمعیل کا نام خطبہ اور سکہ سے خارج کردیا گیا اور باہم فریقین مین اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ جو جسکے قبضہ مین ہے وہی اوسکا مالک و حاکم رہے۔ ایک دوسرے سے کسی قسم کا آیندہ سے تعرض نکرے۔

فتح بعرین

اس صلح کے بعد سلطان نے دو ہی ایک روز حماۃ مین قیام کرکے بعرین[2] کیطرف قدم بڑہایا۔ فخرالدین مسعود والی بعرین نے ابتداً میل جول سے ذاتی منفعت حاصل کرنیکی کوشش کی لیکن جب اوسکو یہ سعی لاحاصل نظر آئی خاموش ہوکر بیٹہ رہا سلطان نے دو ہی ایک حملوں مین بعرین پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا کر اولٹے پاون حماۃ کو واپس آیا۔

---

[1] بعلبک ایک مشہور شہر دمشق سے تین روز کے راستہ پر واقع ہے۔ قلعہ اسکا نہایت مستحکم بنا ہوا ہے گو اسکو بلاد جبلیہ سے شمار کرتے ہین لیکن بہت سرسبز اور شاداب ہے تقریباً اسکی کل عمارتین پتہر ہی سے بنائی گئی ہین۔

[2] بعرین (بارین) ایک چہوٹا سا شہر جانب جنوب غرب حماۃ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسمین نصرانیون نے ایک مختصر سا قلعہ بہی بنایا تہا۔ لیکن اسلامی بہادرونکے قوی حملون نے اوسکو بالکل مسمار کردیا۔

انتظام

انہین کامیابیون کے سلسلہ مین ہم انتظامی حالت کا بہی نقشہ کہینچے دیتے
ہین تاکہ ہمارے ناظرین کو ہم سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نرھجاے اور نہ آئندہ اونکو
بار بار استفسار کی ضرورت پڑے - اور نہ اونکے ذہن مبارک مین یہ خیال کہ بعدان
کامیابیون کے ان بلاد اور قلعون مین سلطان نے کسکو نیابتاً مقرر کیا پیدا ہوکر دلچسپی
سے باز رکہے - المختصر سلطان نے بعد مراجعت حماۃ تو محمود بن تکش الحارمی کے
سپرد کیا اور ناصر الدین ابن شیرکوہ کو حمص کا والی اور بعلبک کا شمس الدین
محمد ابن عبد الملک المقدم کو حاکم مقرر کیا - باقی رہا دمشق - اسکے نیابت سے عماد کو مشرف
فرماکے خود بہی اواخر ماہ شوال مین حماۃ سے دمشق مین واپس آیا -

۵۷۰ھ کے ختم ہوتے ہی بعض لوگون کو یہہ خیال پیدا ہورہا ہوگا کہ اب زمانہ
جنگیون کا سلسلہ منقطع ہوگیا - فریقین مین باہم مصالحت ہوگئی - امروز فردا مین دایرۂ
اسلام کی توسیع شروع ہوجائیگی آج اگر یروشلم کی پہاڑیون کی چوٹیون پر اسلامی
پہریرا اوڑتا نظر آئیگا تو کلہ خدا نے چاہا تو بیت اللحم سے بجاے ناقوس کی اذان وا مینت
کی آواز آئیگی - لیکن شاید وہ اس سے واقف نہین ہین کہ سیف الدین غازی
بن مودود ملک الصالح اسمعیل کا چچازاد بہائی ابہی خیر سے زندہ ہے گو اس سے پہلے
اوسنے کچہہ کم خفتین نہین اوٹہائین اور اب بہی اوسکے ہمراہی جنکو اوسنے کیکو ممنت
اور کسیکو بطمع اپنے دام تزویر مین پہنسا لیا تہا رسد کی کمی سے گہبرا گہبرا کر لوٹے
جارہے ہین اور اس مراجعت کو کامیابی سے کہین زیادہ وہ مناسب سمجہتے ہین

سیف الدین کو ہزیمت ہوئی

سیف الدین غازی ابن مودود زنگی کی ناکامی کا جسکو عنقریب
سخت ہزیمت اوٹہانی پڑیگی یہہ پہلا شگون تہا جو کہ قدرتاً اس پیرایہ مین ظاہر ہوا
کہ اسکے ہمراہی بغیر کسی خوف کے اسکا ساتہہ چہوڑ چہوڑ کر چلے جارہے ہین - اسنے
اس موقع پر اپنی چالاکی نہین چہوڑی - کمشتکین کو جو کہ ملک الصالح کا خادم اور اوسکے

کل امور کا مدبر نہادم دلاسا دیکر سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کر کے اسطرف سے توسیف الدین اور کمشتکین ایک جمعیت کثیرہ[1] لئے ہوے روانہ ہوئے دوسری طرف سے ہمارا نامی سلطان دمشق سے حلب کیطرف ڈبل کوچ کرتا ہوا بڑہا ۔ انیسویں شوال ۵۷۱ھ یوم چہارشبنہ کو دونو فوجین تل سلطان[2] پر پونہچ گئین ۔ صبح ہوتے ہی طرفین نے تلوارین کہینچ لین ۔ ایک دوسرے سے دست وگریبان ہوگئے ۔ گو اس مقابلہ مین پہلے ہمارے فتح نصیب سلطان ہی کو ناکامیابی نے اپنا مُنہہ دکہلایا تہا ۔ اسکے میسرہ کو جسکا کمانڈنگ افسر زین الدین تہا سیف الدین کے میمنہ سے جسکا افسر مظفر الدین تہا ایسی کچہہ ہزیمت ہوی جس سے یہ امید کیجا سکتی تھی کہ سیف الدین کو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگئی ۔ دیکہئے استقلال اسکو کہتے ہین کہ سلطان کے بشاش چہرہ پر اس واقعہ سے شکن تک نہ آیا ۔ اور نہ اوسکے مطمئن قلب پر اس غیر متوقع حادثہ کا کچہہ اثر پڑا اوسنے اپنے پُرجوش تقریر سے منتشر جماعت یا منہزم گروہ کو پہر جمع کرلیا اور ایسا قوی حملہ کیا کہ فریق مخالف کے قلب کا پاؤن ڈگ گیا ۔ سیف الدین غازی سخت ہزیمت کے ساتہہ پسپا ہوکر لڑائی کے میدان سے ایسے بے سروسامانی واضطراب سے بہاگا کہ حلب مین بہی نہ ٹہر سکا دریاے فرات سے عبور کرکے موصل کیطرف روانہ ہوا فخر الدین اور عبد السمیع وغیرہ کو جو کہ سیف الدین کے امراے کبار سے تہے اور اس لڑائی مین اپنی تیرہ بختی سے گرفتار ہوگئے سلطان نے آزاد کردیا ۔ اونکے ساتہہ وہ برتاو نہین کیا گیا جو کہ غیر قوم کے قیدیون کے ساتہہ برتے جاتے ہین اس سے

---

[1] سیف الدین کے ہمراہ اس واقعہ مین بیس ہزار سوار تہے خیال یون کیا جاتا ہے کہ چھہ ہزار تو اسکے خاص ہمراہی تہے اور باقی چودہ[14] ہزار والی ماردین اور والی حصن کیفا کے آدمی تہے ۔

[2] تل سلطان ایک مقام کا نام ہے جہین پہلے ایک سراے فندق نامی تہی ۔ حلب سے ایک منزل پر دمشق کیجانب واقع ہے ۔

ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ سلطان ان خانہ جنگیون مین دست اندازی کسی ذاتی منفعت کے خیال سے نکرتا تہا گو وہ بنظر حفظ بیضہ اسلام انہین جہگڑون مین پیدے منہمک رہا۔

فتح بنبج و اعزاز

بعد ہزیمت سیف الدین غازی پنجشنبہ کا بقیہ دن تو اسی جنگگاہ مین گذرا نا دوسرے روز فجر ہوتے ہی شہر بنبج[1] اور قلعہ اعزاز[2] کیطرف بڑہا۔ بنبج تو دو ہی چار خفیف لڑائیون کے بعد ممالک محروسہ سلطانی مین داخل ہو گیا اور والی قلعہ قطب الدین[3] نیال بنبجی گرفتار بہی ہو کر آیا اور آزاد بہی کر دیا گیا۔ باقی رہا قلعہ اعزاز۔ اسکو بہی بعد متعدد لڑائیون اور اڑتیس ۳۸ یوم کے محاصرے کے گیارہوین ذی حجہ ۵۷۱ھ کو اہل قلعہ نے امان کے ساتہہ ہمارے شیخ نصیب سلطان کے سپرد کر دیا۔

حلب کا دوبارہ محاصرہ اور صلح

اس خدا داد کامیابی کے بعد تیسرے روز ۱۴ ذی حجہ سنہ مذکور کو قلعہ اعزاز سے روانہ ہو کر سولہوین تاریخ کو حلب کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ یہ وہ وقت تہا کہ ملک الصالح اسمٰعیل معہ اپنی فوج کے اسکے قلعہ مین تہا۔ او نیسوین ۱۹ محرم ۵۷۲ھ تک برابر کچہہ نہ کچہہ کم زیادہ لڑائیان ہوتی رہین گو لڑائی کی ظاہری صورت تو یہی کہہ رہی تہی کہ نہ تو ہمارا نامی اسلامی ہیرو محاصرہ سے دست کشی کریگا اور نہ ملک الصالح اسمٰعیل مقابلہ سے باز آئیگا۔ فریقین نے اپنے قسمت کا فیصلہ اسی لڑائی کے خاتمہ پر منحصر کر دیا ہے لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ جب تک طرفین مین کس باقی رہتا ہے جواب

---

[1] بنبج قدیم شہر ہے اسکی بہت ہی وسیع آبادی ہے۔ فرات سے تین فرسنگ اور حلب سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر
[2] اعزاز (عزاز) ایک چہوٹا سا شہر لیکن نہایت ہی شاداب حلب کے شمالی جانب مین جو ایک دن کی فاصلہ پر واقع ہے اسمین ایک قلعہ بہی ہے آب ہوا یہانکی اسقدر عمدہ اور صحیح ہے کہ حشرات الارض کا وجود تک نہین پایا جاتا۔
[3] قطب الدین اسی قلعہ کے سیف الدین غازی کے ساتہہ موصل چلا گیا۔ اوسنے قطب الدین کو رقہ کا حاکم کر دیا

ترکی بہ ترکی ایک دوسرےکو دیتے جاتے ہین اور جہان اونمین سے کیسکی قوت گہٹنی شروع ہوئی فوراً ہی امان طلب یا صلح کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین چنانچہ کلتک آپلوگ یہی دیکہتے آئے ہین کہ ملک الصالح اسمعیل کمال مردانگی سے اپنے مد مقابل کا مقابلہ کر رہا تہا حریف کے قوی سے قوی حملون کا جواب اوسی استقلال دتیا جاتا تہا جس استقلال کی اوس سے امید کیجا سکتی تہی اور آج ۵۷۱ھ ہجری کے پہلے مہینہ کی بیسوین تاریخ کو صلح کے پیام بہیج رہا ہے مردانگی کا یہ اشارہ ہے کہ جو کچہہ ہو مقابلہ سے قدم نہ ڈگنے پائے اور قوت کا یہ حال ہے کہ لحظہ بلحظہ گہٹتی جاتی ہے ہمارے سلطانکو کچہہ اس سے ذاتی خصومت تو تہی ہی نہین اور نہ وہ خودپسند سلاطین کیطرح اپنے نفس کا پابند تہا دو چار بار رد و قبول کے بعد اسنے ملک الصالح کے درخواست قبول کرلی اور باہم مصالحت ہوگئی۔

سلطان کی فیاضی

قبل اسکے کہ سلطان حلب سے روانہ ہوکر بلاد اسماعیلیہ کو بہی اپنی مردانگی اور قوت کی ایک خفیف سی جہلک دکہلاتا ہوا مصر کیطرف مراجعت فرمائے مرحوم ملک العادل نورالدین زنگی کی ایک کم سن لڑکی عجب نہین کہ اسمین اوسکے بہائی ملک الصالح اسمعیل کا اشارہ ہو سلطانی خیمہ مین آئی۔ سلطان نے اوسکی جیسی کہ چاہئے خاطر داریکی اور بہت کچہہ اوسکو تحفے تحایف دئے۔ اسپر بہی اُسکے فیاض دل کو صبر نہ آیا تو کمال ملاطفت سے استفسار کیا ما تریدین (کیا چاہتی ہو) لڑکی دبے ہوئے

---

۱ فریقین مین منجملہ شرائط صلح یہ بہی قرار پایا تہا کہ ہر ایک دوسرےکا دراںحالیکہ کوئی غیر حملہ کرے معین و مددگار رہیگا۔ اس صلح مین ملک الصالح اسمعیل ہے اکیلا نہ تہا بلکہ سیف الدین صاحب موصل اور صاحب حصن کیفا اور والی ماردین بہی شریک تہے تاریخ کامل۔

الفاظ مین فقرہ "ارید قلعۃ اعزاز" (مین قلعہ اعزاز چاہتی ہون) پورے طور سے
نہ ادا کرنے پائی تہی کہ اس دریا نوال سلطان نے خوشی اور مسرت کے لہجہ مین
دہیما ایک (مین نے اوسکو یعنی قلعہ اعزاز کو تجہے دیدیا) کہکر اوسکی اوس
شرمندگی کو جو کہ ہر شریف کے چہرہ سے سوال کیوقت غرق ہوکر
نمایان ہوتی ہے دور کر دیا۔ اور اوسکے دوسرے ہی دن سنان سرگروہ
اسماعیلیہ کو اوسکے اوس پیشقدمی کا جسکا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہین
ذایقہ چکہانیکے غرض سے بلاد اسماعیلیہ کیطرف بڑہا۔

مصیات پر حملہ اور صلح

سب سے پہلے قلعہ مصیات کا جو کہ بلاد اسماعیلیہ کے مستحکم قلعون مین
شمار کیا جاتا تہا محاصرہ کیا چارونطرف سے منجنیقین نصب کین۔ سلطان
کا اقبال باواز بلند پکار پکار کہہ رہا تہا کہ صبح ہوتے ہی زیادہ بر این نیست
ظہر کے وقت تک اسکی کامیابی کا پہریرہ اس قلعہ پر بہی اوڑا دیا جائیگا۔
لیکن سنان کے طبعی چالاکی نے شہاب الدین الحارمی صاحب حماۃ کے
ذریعہ سے جو کہ سلطان کا ماموں تہا فوراً مصالحت کرا دی اور اس قلعہ کی
بلند فصیلون کو سلطانی بہادرونکے ہاتہون زیر و زبر ہونے نہ دیا۔

سلطان نے مصر کیطرف مراجعت کیا

اس واقعہ کے بعد سلطان کو مصر کے تعلقات نے ایسا برداشتہ
خاطر کیا کہ دو روز کی مسافت کو ایک روز مین طے کرتے ہوئے ماہ
ربیع الاول ۵۷۲ھ کے نصف اول ہی مین مصر کی خوشنما سین کو دیکہلا دیا

(۱) ایک مشہور قلعہ قریب طرابلس کے ساحل پر واقع ہے۔ شہر حماۃ اور حمص اور مصیات بشکل مثلث ایک دوسرے سے
تہوڑے تہوڑے فاصلہ پر بجانب شرقی زاویہ پر حماۃ ہے اور [illegible] جانب غرب شمال مین مصیات ہے اور
جانب غرب جنوب حمص ہے۔ شہر مصیات بہی نہایت آباد اور زرخیز ہے یہی شہر [illegible]
اسماعیلیہ کا مرکز تہا۔

مصریون نے کمال جوش و خوشی سے اپنے فتح نصیب سلطان کا خیر مقدم کیا
سلطان نے اسی سنہ مین مصر اور قاہرہ کے شہر پناہ بنانیکا حکم دیا اور جبل
مقطم پر قلعہ[1] بنانیکا بنیادی پتھر اپنے مبارک ہاتھ سے رکھا۔ ماہ جمادی الاول
۵۷۲ھ کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کے
قریب ایک مدرسہ اور ایک بیمارستان (یعنی شفاخانہ) قایم کیا۔ اور ان
دونونکے مصارف کے لیئے بہت بڑی جایداد وقف کردی۔

ہزیمت رملہ

انہین کامیابیون کے سلسلہ مین ہم اوس عارضی ناکامی کو بھی
بیان کیئے دیتے ہین جو کہ بمشیت ایزدی مقام رملہ مین ہمارے نامی سلطان
کے لشکر ظفر پیکر کو ہوئی تھی اگرچہ اس ناکامی کو اپنے ماسبق حالات سے
نہ تو باعتبار سنہ و سال تعلق ہے اور نہ باعتبار دلچسپی و کامیابی کچھ
سروکار ہے لیکن دنیا مین یہ ہوتا ہی چلا آیا ہے ہمیشہ لڑائیون مین جو
شخص فتح نصیب کہلاتا ہے اوسیکو گاہے گاہے شکست بھی ہوا کرتی ہے
یہ کچھ ضرورت نہین ہے کہ جو شخص برسرحق ہو ہمیشہ اوسیکو کامیابی ہو کبھی
کبھی عارضی غیر ضروری ناکامی بھی ہو جایا کرتی ہے بقول شخصے ؎
گرتے ہین شہسوار ہی میدان جنگ مین ٭ وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنون کے بل چلے۔
اگر عارضی طور سے کہین کسی لڑائی مین ہمارے نامی سلطان کو ناکامی ہی
ہوئی تو کیا۔ یہ کچھ اوسکی لشکریون کی پست ہمتی یا بزدلی پر دلالت نہین
کر سکتی۔ جسنے ہمیشہ مقصود و کامیابی کے ہرے بھرے باغ دیکھے ہونگے وہ
اوسی دلچسپی سے ناکامی و نامرادی کے سنسان میدان کی بھی سیر کریگا اور اپنے منعم حقیقی کا
شکر ادا کریگا۔ آیئے! آپکو ہم رملہ کی لڑائیکا دلچسپ سین دکھلائین۔

[1] دور اس قلعہ کا انتیس ہزار تین سو ذراع ہاشمی تھا۔ سلطان کے انتقال کے وقت تک اسمین برابر
مدد لگی رہی سنہ ۵۹۰ھ کے اخیر مین اسکی عمارت تمام و کمال تیار ہو گئی۔

سنہ ۵۷۳ھ کے پانچوین مہینہ جمادی الاول کے دوسرے عشرہ کے اخیر مین ہمارا نامی سلطان مصر سے ایک جمعیت کے ساتھہ بلاد نصاریٰ کیطرف روانہ ہوا۔ چوبیسوین جمادی الاول کو اطراف عسقلان مین پونہچکر خاطر خواہ لشکریون نے کسی قریہ کو لوٹ لیا کسیکو برباد و ویران کر دیا۔ اکثر کو قید اور بعضون کو قتل کیا لیکن نصرانیون مین سے ایک متنفس بہی اپنے صلیبی بہائیون کی مدد کو برسر مقابلہ نہ آیا عساکر اسلامی ایک تو خود ہی قلیل تہے دوسرے مختلف مقامات کیطرف منتشر ہو گئے۔ سلطان صلاح الدین بہی تہوڑے سے جوانون کو لئے ہوئے رملہ[1] کیطرف روانہ ہوا۔ نہر سے عبور بہی نکرنے پایا تہا کہ مسیحی لشکر صلیبین لئے ہوئے دست بدست لڑنے کو مقابلہ پر آگیا سب سے پہلے عساکر اسلامیہ سے جو لڑنے کو لڑائی کے خوفناک میدان مین آیا وہ محمد ہمارے سلطان کا بہتیجا تہا اور مقدمۃ الجیش کا کمانڈنگ افسر تہا اسنے کامل چار گہنٹے تک اپنے حریف کا مقابلہ کیا پانچوان گہنٹہ شروع ہی ہوا تہا کہ محمد تو شہید ہوا اور احمد ابن تقی الدین اسلامی پہریرہ لئے ہوئے کمال تیزی اور شوق سے قدم بڑہائے ہوئے آگے بڑہا احمد بن تقی الدین کچھہ تجربہ کار سن رسیدہ آدمی نہ تہا بلکہ ہمارے خیال مین اوسکا پورے طور سے شباب بہی نہین آیا تہا۔ ہان اوسکے سرخ چہرہ پر کسیقدر خطوط نمایان ہو چلے تہے۔ اسنے اپنے اون دو نو حملون مین جو کہ بقوت تمام مسیحی فوج پر کرکے ایسے ملک مین پونہچگیا جہان کہ کبہی کسی قسم کی لڑائی کی ہوا بہی نہ جاسکیگی یہ ثابت کر دیا تہا کہ باوجود حداثت سن کے مردانگی و تفکاری نبرد آزمائی مین اپنا آپ ہی نظیر تہا۔

---

[1] رملہ ایک شہر ہے سرزمین فلسطین مین سلیمان ابن عبد الملک اموی نے اسکو لوٹ لیا تہا عزیزی کہتا ہے کہ رملہ فلسطین کا ایک قصبہ ہے بیت المقدس سے ایک روز کے راستہ پر۔ رملہ کو اسنے قدیم شہر دین نہین شمار کیا بلکہ اوسکا یہ خیال ہے کہ لد پورانا شہر تہا جسکو سلیمان ابن عبد الملک اموی نے ویران کرکے لد سے تین کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب رملہ کو آباد کیا۔

پرنس ارناط (آرنلڈ) نے جوکہ صلیبی لشکر کا افسر اعلے تہا بعد اس واقعہ کے
ایک مجموعی قوت سے ایسا قوی حملہ کیا کہ اسلامی عساکر کے کچہہ لوگ میسرہ سے میمنہ
اور میمنہ سے میسرہ مین خلط ملط ہو گئے اور ایسے کچہہ حواس باختہ ہو گئے کہ انکے
قدم استقامت ڈگ گئے - سلطان نے ہر چند کوشش کی کہ یہ منہزم گروہ لوٹ
آئے - حریف مقابل سے بزور قوت تمسا یان کامیابی حاصل کرے لیکن کچہہ
بہی کار آمد نہوی - جب تک آفتاب اپنی تیز روشنی سے عالم کو روشن کرتا
رہا اسلامی لشکر بہی تیزی سے قدم بڑہاے ہوئے چلے جارہے تہے نہ کسی سے انکو
راستہ دریافت کرنیکی ضرورت ہتی نہ انکو خود بہی راہ بہول جانیکا اندیشہ تہا
لیکن جیسے ہی شب نے آفتاب کو اپنی گود مین لیلیا اور تاریکی نے عالم سے روشنی کا
نام تہوڑی دیر کیلیئے کافور کردیا - یہ بیچارے جنپر ہزیمت کی نئی آفت پڑی ہتی
راستہ بہول گئے اثنار راہ مین بڑی بڑی دقتین اوٹہانی پڑین کچہہ تو قلت رسد
کے نذر ہو گئے اور بعضے مبتلاے مرض ہوکر ہمیشہ کیلیئے مصائب سفر و مقابلہ سے بچگئے
ماہ جمادی الثانی ۵۷۳ھ ہجری کا نصف اول گذر چکا تہا کہ سلطان معہ اون
لشکریون کے جوکہ مقابلہ اور مصائب سے باقی رہگئے تہے قاہرہ مین داخل ہوا باقی
رہا لشکر کا وہ حصہ جوکہ سلطان ہی سے علیحدہ ہوکر اطراف و جوانب مین پہیل
گیا تہا اور اوسکا افسر فقیہ عیسی ہکاری تہا بے خوف و خطر بلا د نصارے مین
چلا جارہا تہا - ہنوز کسی کامیابی کے میدانمین نہ پوہنچنے پایا تہا کہ اوسکا بہی مقابلہ
نصرانیون کے ایک ایسے گروہ سے ہوگیا جوکہ اس سے سہ چند چہار چند تہے پہلے ہی
حملہ مین مسلمانون کے پاؤن اکہڑ گئے جنکی قسمتون مین قلم ازل نے شہادت
لکہدی ہتی وہ تو شہید ہوئے اور جنکو قید ہونا لکہا تہا وہ نصرانیون کے پنجہ
غضب مین پڑ گئے - معدودے چند جان بچاکر مصر پوہنچے - سلطان نے بعد دو برس کے

ساٹھہ ہزار دینار دیگر وقیمہ عیسیٰ کو معہ اون مسلمانون کے جنکو کہ اس واقعہ مین
نصرانیون نے قید کر لیا تہا رہائی دلائی۔

سلطان نے خود اس واقعہ کو اجمالاً اپنے اوس خط مین جو کہ اسنے مصر سے
شمس الدولہ تورانشاہ کے پاس دمشق کیطرف بہیجا تہا اسطرح سے ذکر کیا ہے کہ
لقد اشرفنا علی الہلاک غیر مرۃ وما انجانا اللہ سبحانہ منہ الا لامر یریدہ
سبحانہ - یعنی ہم مکرر ہلاکت کے قریب پہونچ گئے تہے اللہ سبحانہ نے اوس سے ہمکو
نجات دی مگر یہ کہ کسی کام کے غرض سے جسکا وہ قصد رکہتا ہے"

علامہ ابو الحسن علی بن ابو الکرم معروف بہ ابن اثیر جزری صاحب تاریخ
کامل نے اس خط کو خود اپنے انکہون سے دیکہا ہے۔

نصرانیون نے حماۃ پر حملہ کیا اور ناکام رہے

اس واقعہ غیر متوقعہ کے بعد ہی نصرانیون نے دو مرتبہ حماۃ پر حملہ کیا اور
دونون بار ناکامی کے ساتہہ پس پا ہوئے ایک تو ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ
مین جبوقت کہ سلطان بعد ہزیمت رملہ مصر کیطرف جارہا تہا اور ظاہر اس حملہ کا
سبب یہی کمبخت ہزیمت ہوسکتی ہے اور دوسرے بار ماہ ربیع الاول ۵۷۴ھ
مین شام کے نصرانیون نے باتفاق حماۃ پر فوجکشی کی - اور یہ وہ زمانہ تہا کہ سلطان
مصر سے بقصد دمشق روانہ ہوکر حمص کے قریب پہونچ گیا تہا - سلطان پہلے حملہ
مین نصرانیون کے جواب دینے کو پہونچ ہی نہین سکتا تہا - باقی رہا یہ دوسرا حملہ
اسمین گو یہ ممکن تہا کہ سلطان خود اس طمعی گروہ کا مقابلہ کرتا لیکن اوسکو اس امر کی
ضرورت ہی نہوی - حماۃ کے اسلامی لشکر نے نصرانیون کے دانت کہٹے کردئے
اور بہت بڑے نقصان کے ساتہہ انکو پسپا کرکے اون مسلمانون کو جنکو نصرانیون
نے حماۃ کے قرب وجوار کے قصبات سے گرفتار کر لیا تہا چہوڑا لیا اور انکے مقتولون کے
سرونکو سلطان کیخدمت مین حمص مین بہیجدیا۔

سلطان اور والی بعلبک کی ناصافی اور صفائی

اسی ۵۷۴ہجری مین شمس الدین محمد بن عبد الملک المقدم اور ہمارے نامی
سلطان سے کسیقدر کیا بہت بڑی ناصافی ہوگئی تہی - وجہ اُسکی یہ تہی کہ جسوقت سے
سلطان نے بعلبک کو اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا تہا اوسیوقت سے بعوض
حسن خدمت و اطاعت بعلبک کی حکومت شمس الدین محمد ہی کے قبضۂ اقتدار مین
تہی - اس اثناء مین کہ ہمارا نامی ہیرو حمص کے قریب مقیم تہا کہ شمس الدولہ محمد بن ایوب
نے اپنے بہائی ہونہار سلطان سے بعلبک کے حکومت کی خواہش ظاہر کی سلطان
نے شمس الدین حاکم بعلبک کو یہ لکہا کہ بعلبک تو تم شمس الدولہ کو دیدو اور تم کو اسکے
عوض مین جس شہر کی تم حکومت پسند کروگے بے تامل دیدینگے - شمس الدین
معلوم نہین کس خیال مین تہا سلطان کے اس کہنے پر کچہہ بہی ملتفت نہوا -
نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ سلطان نے بعلبک کا محاصرہ کرلیا گو بعد چندے سلطان
تو دوسرے طرف چلا گیا لیکن حصار بدستور رہا - اخر الامر شمس الدین نے
صلح کے پیام بہیجے اور معافی چاہی - سلطان نے بوجہ صفای باطنی صلح کرکے
بعلبک تو شمس الدولہ کے سپرد کردیا اور شمس الدین کو بجائے اسکے دوسرا شہر مرحمت
فرمایا -

نصرانیون نے دمشق پر حملہ کیا اور ناکام رہے

نصرانیون نے پہر اسی ۵۷۴ کی اخیر ماہ ذیقعدہ مین ایک جمعیت کثیرہ سے
شہر دمشق پر حملہ کیا - اطراف و جوانب شہر دمشق کے جو قصبات اور چہوٹے
چہوٹے گانون تہے اونکو لوٹ لیا - مسلمانون کو قتل و قید کرنا شروع کردیا
سلطان نے ایک دستہ فوج بسرگردہی اپنے بہتیجے فرخشاہ کے بطور مقدمۃ الجیش کے
روانہ کیا اور بتاکید سمجہا دیا تہا کہ جسوقت نصرانیون کے قریب پونہچ جانا
فوراً اطلاع دینا مین خود مقابلہ پر تلا بیٹہا ہون - اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ فرخشاہ
ایسے حالتین نصرانیون سے مدبہیڑ ہوگیا کہ اوسکو اطلاع کا موقع نہ ملا - طرفین سے

تلواریں کھینچ گئیں موت سروں پر کھیلنے لگی - اس لڑائی میں عجب نہ تھا کہ بوجہ قلت
جماعت مسلمانوں ہی کی شکست ہوتی لیکن فرخشاہ کے توانا بازوں اور اوسکے
مضبوط دل نے ایسا حملہ کیا کہ نصرانیوں کے پاؤں اوکھڑ گئے - اس لڑائی میں
نصرانیوں کے بڑے بڑے دلاور شہزور نامارے گئے منجملہ اونکے ہنفری (ہنری)
بھی جو کہ شجاعت و دلیری میں ضرب المثل تھا کام آیا -

غالباً اپلوگوں کے اذہان میں یہ خطرہ گذرر ہا ہوگا کہ ہمارا سلطان بعلبک سے
روانہ ہو کر کس طرف جار ہا ہے اور اوسکا ارادہ کیا ہے انہیں خانہ جنگیوں کے
رفع دفع کرنیکے لئے تیزی سے قدم اوٹھائے چلا جاتا ہے یا کہ نصرانیوں کے
آتش فتنہ و فساد کے فرو کرنیکے غرض سے دو دن کی منزل ایک دنمیں طے کرتا ہے
اور یا سوا اسکے اور کوئی ضرورت پیش آئی ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ آپلوگوں نے
کسیقدر عجلت سے کام لیلیا ورنہ ہم تو یہ بتلانے والے ہی تھے کہ ہمارا سلطان بعلبک
کو بحالہ محاصرہ میں چھوڑ کر بانیاس کیطرف جار ہا ہے -

نصرانیوں کے شکست

وجہ اسکی یہ تھی کہ نصرانیوں نے بانیاس کے قریب ایک جدید قلعہ بنوالیا
تھا جو کہ ائندہ بیت المقدس کے فتح کرنیمیں کسیقدر خلل انداز ہو سکتا تھا اسوجہ سے
سلطان بعلبک کا حصار چھوڑ کر بانیاس کیطرف قتل و غارت کرتا ہوا چلا -
ہمارے اس کہنے سے کہ اثناء راہ میں نصرانیوں کے قصبات اور چھوٹے چھوٹے
مواضع کو سلطانی لشکر غارت و برباد کر رہا تھا یہ نہ سمجھ لینا کہ نصرانیوں کو بلا
امتیاز عورت و لڑکے و بڈھے کے عاکر صلاحیہ قتل کر رہا تھا بلکہ حسب تعلیم شارع
عورتوں لڑکوں بڈھوں سے تو کچھ تعرض بھی نکرتے تھے البتہ اونکے مردوں
سکو وہ انکا لیکہ نہ وہ اسلام ہی قبول کرلتے تھے اور نہ فدیہ دیتے تھے قتل یا قید
کرلیتے تھے غرضکہ بہت ہی قلیل عرصہ میں بانیاس پونہچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا -

سنہ مذکور تو دو چار معمولی لڑائیون مین تمام ہوگیا لیکن ۸۷۵ھ کا داخل ہونا تہا کہ طرفین کے قلوب قابو سے باہر ہوگئے - نصرانیون نے ہر چار طرف سے حملے شروع کر دئے قریب تہا کہ سلطانی لشکر محاصرہ مین آجاے یا کہ اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹ آئے لیکن ہمارے شیر دل فتح نصیب سلطان کے اس راز پر کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف (جنت تلوارون کے سایہ کے نیچے ہے) ہر فرد بشر مارنے اور مارے جانے پر تل گیا اور ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کی جماعت منتشر ہوگئی ہزارہا نصرانی تیغ اجل کے نذر ہوگئے لاکہون کا مال ضایع ہوا بیشمار سیحی تیرہ بختی سے مسلمانون کی غلامی کے لئے قید ہوئے منجملہ اونکے والی رملہ و نابلس جو کہ نصرانیون کا بہت بڑا مدبر پیشوا تہا اور حاکم طرطوس و جلیل جو کہ نصرانیون کے مشاہیر جنرل سے تہے گرفتار ہوکے دربار سلطانی مین حاضر کئے گئے صاحب رملہ نے تو ڈیڑھ لاکہہ دینار صوریہ فدیہ دیکر اور ایکہزار مسلمان قیدیون کو ازاد کرکے قید کی ذلت سے نجات پائی اور باقی سب قید خانہ کے سپرد کئے گئے -

قلعہ کے محاصرہ مین کامیابی

اس کامیابی کے بعد سلطان پہر قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور اوسکو اس امر کا پورا پورا یقین ہوگیا کہ نصرانی اب سہوا بہی مقابلہ پر نہ آئینگے جہانتک ممکن ہوا اوس سے بہی جلد منجنیقین قایم کرکے قلعہ کو زمین کے برابر کر دینا چاہیے لیکن جاولی اسدی نے جو کہ عساکر اسدیہ کا ایک نامی افسر تہا اس رائے سے مخالفت کی اور یہ مشورہ دیا کہ پہلے نصرانیون کی قوت کو اپنے قوی حملون سے توڑنا چاہیے اگر ہم اسمین کامیاب ہوگئے تو فبہا ورنہ بدرجہ مجبوری قلعہ کو منجنیقون کے ذریعہ سے مسمار کردینگے - سلطان نے اس رائے کو پسند کیا اور اگلے دن سے حملے شروع ہوگئے - اسلامی لشکر کا ایک حصہ قلعہ کے فصیلون تک پہونچ گیا گو نصرانیون نے اونچے برجون سے تیر باری شروع کردی لیکن

انکے قدم استقامت وہان نہ ڈگے - یہانتک کہ شام ہوگئی - لڑائی کا بازار بھی سرد ہوگیا - سلطان نے مصلحتاً اس گردہ کو شب بھر اوسی مقام پر رکھا صبح ہوتے ہی سُرنگ مین جوکہ ایک ہی شب مین تیار کیگئی تھی آگ مشتعل کیا لیکن قلعہ کی دیوارین چونکہ عریض زیادہ تھین اسوجہ سے پہلے دن ناکامی ہوئی دوسرے روز بہت عمیق سُرنگ کھودی گئی - اور آگ مشتعل کرتے ہی ایک ایسی ہیبت ناک آواز لڑنے والون کے کانون مین آئی کہ جس سے ہر شخص جس حالت مین تھا حیرت زدہ سکتہ کے عالم مین رہگیا بعد ایک ساعت کے ہوش وحواس بجا ہوئے تو یہ دیکھا گیا کہ قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہوگئی ہے اور اسلامی پھریرہ قلعہ کے بلند مینار پر کامیابی کی ہوا مین اوڑرہا ہے مسلمان قیدی جوکہ اس سے پہلے نصرانیون کے پنجہ غضب مین گرفتار ہوگئے تھے آزاد ہوکر اپنے حریف سے بدلہ لیتے ہین - نہ تو نصرانیون کا صلیبی نشان کہین دکھلائی دیتا ہے اور نہ اونکا وہ دم خم باقی ہے قیدیون کو تو سلطان نے دمشق کیطرف روانہ کردیا اور خود اس موقع سے جب تک کہ قلعہ زمین کے برابر نہ کردیا گیا اوسنے کسیطرف کا قصد نہ کیا -

ہان اسی موقع پر یہ امر بھی ظاہر کردینا چاہئے کہ لڑائی سے پہلے ہمارا نامی سلطان ۶۰۰۰۰ ساٹھہ ہزار دینار مصری نصرانیون کو اس غرض سے دے رہا تھا کہ کہ بغیر جدال وقتال اس قلعہ کو مسلمانون کے حوالہ کردین یا خود ہی منہدم کردین لیکن نصرانیون کو تو اپنی کثرت اور قوت پر غرہ تھا اس امر پر راضی نہوئے اور نتیجہ وہی ہوا جوکہ ہم لکھہ چکے ہین

اسی سنہ مین سلطانی لشکر اور قلیج ارسلان[1] بن مسعود بن قلیج ارسلان کے صاحب

ہم قلیج ارسلان

[1] قلیج ارسلان ۵۵۱ھ مین بعد انتقال اپنے باپ مسعود بن قلیج ارسلان صاحب بلاد روم کے سریر حکومت پر بیٹھا ۳۷ برس تک سلطنت حکومت کی اور ۵۸۸ھ مین مقام قونیہ یا قیساریہ مین انتقال کیا -

بلاد روم سے معرکہ آرائی ہوئی - وجہ اسکی یہ تھی کہ نور الدین زنگی نے کسی زمانہ مین قلعہ رعبانؔ قلج ارسلان سے فتح کر لیا تھا اور اسوقت تک شمس الدین بن المقدم اُس قلعہ کا حاکم تھا - ان دنون چونکہ مابین ملک الصالح اور سلطان کے ناصافی کیا بلکہ پورے طور سے میل رہی تھی اسوجہ سے قلج ارسلان نے بلا سوچے سمجھے بیس ہزار کی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کیا اور کامل طور سے محاصرہ کر لیا سلطان نے فوراً اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کو اس مہم کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا -

تقی الدین عمر نے بہت ہی ہوشیاری سے اس مہم کو سر کیا اکثر فخریہ ہزمت بالف مقاتل عشرین الفاً (یعنی ہزار جنگی سپاہیون سے بیس ہزار کو شکست دی) کہا کرتا تھا - اس کامیابی کے بعد تقی الدین اولٹے پاؤن سلطان کیطرف واپس آیا اور قلج ارسلان ناکامی کے ساتھ اپنے دار الحکومۃ کو لوٹ گیا -

قلج ارسلان اور قزل ارسلان کی مخالفت

ہم کل اون امور سے پہلے جنکو ہم آگے چلکر تحریر کرنیوالے ہین یہہ بات ظاہر کیا چاہیتے ہین کہ نور الدین قزل ارسلان کو تھوڑے دنون سے معمولی عورتون کیطرف کچھہ ایسا میلان ہو گیا ہے کہ اوسنے اپنی منکوحہ بی بی ہی کو نہین چھوڑا بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کو بھی بھولا دیا ہے یقیناً اسیوجہ سے قلج ارسلان والی بلاد روم نہ محض اس خیال سے کہ قزل ارسلان اوسکی لڑکی کیطرف ملتفت نہین ہوتا بلکہ وہ چونکہ از خود رفتہ ہوتا نظر آتا ہے اون بلاد کے واپس لینے پر آمادہ ہو گیا ہے جنکو مدت ہوئے کہ قزل ارسلان کو کسی خیال سے اسنے دے ڈالا تھا یا

ا قلعہ رعبان شمالی جانب حلب کے واقع ہے -

بخیال انتظام اسکے سپرد کر دیا تہا۔ بہرکیف ان دونو خسر و داماد مین کچھ ایسی ان بن ہوگئی کہ ہماری سلطان کو اسطرف متوجہ ہونا پڑا۔

ہمارے سلطان کو شاید پہلے یہ شبہ پیدا ہوگیا تہا کہ اس معاملہ مین قلیج ارسلان کی زیادتی تہی - یہ قزار ارسلان کو کسی پولیٹیکل خیال سے معزول کیا چاہتا ہے اور اس شبہ پیدا ہونیکا موقع بہی تہا کیونکہ سلطان کے خدمتمین قزار ارسلان کا قاصد پہلے ہی واویلا واستغاثہ کرتا ہوا حاضر ہوا اور قلیج ارسلان کی ایک ایک زیادتیون کی تصویرین کہینچکر دیکھلا دی - یہی وجہ تہی کہ سلطان قلیج ارسلان کے سرکوبی پر تل گیا لیکن جسوقت ہمارا نامی سلطان ملطیہ کے سرحد پر پوہنچا قلیج ارسلان کا ایک معتمد امیر سلطان کی خدمتمین حاضر ہوا اور قزار ارسلان کا سارا حال عرض کر دیا ہم اسکو اعادہ نہین کیا چاہتے۔

سلطان کے انکہونمین ان حالات کے سننے سے جسقدر قزار ارسلان کی صورت ناپسندیدگی کے لباس مین بدنما نظر آئی ہوگی اُسکا اندازہ تو ہر شخص کر سکتا ہے ہم اس واقعہ کے جزئی حالات سے قطع نظر کرکے مختصراً اسیقدر تحریر کیا چاہتے ہین کہ قزار ارسلان نے دباؤ سے یا کسی اور خیال سے کل اُن حرکات رکیکہ وافعال ذمیمہ سے جسکی بدولت اُسکو یہ پاپڑ بیلنی پڑی تہین توبہ کیا اسیوجہ سے نہ تو قلیج ارسلان کو سلطان کے حملون کے جواب دینے کی ضرورت پیش آئی اور نہ سلطان ہی نے کچھ چہیڑ چہاڑ شروع کی کیونکہ معاملہ کا رنگ ہی بدلگیا تہا سب کے سب اپنے اپنے ممالک محروسہ کیطرف لوٹ گئے۔

ابن ایوب دمشقی کی سرکوبی

اس اثناء مین کہ سلطان کو کسیقدر کیا بہت کچھ خانہ جنگیون اور اہتمام وانصرام ممالک محروسہ سے فراغت حاصل ہو چلی تہی اور اُسکے خیال مین دہ دن

بہت ہی قریب آگیا تھا جو کہ ازل ہی سے مسلمانون کی کامیابی کیلئے لکھہ دیے گئے
ہتے تہوڑے دیر کیلئے جسطرح ہمارا نامی سلطان کرک وغیرہ کے حملون سے پہلے
بلاد قلیج ابن لیون ارمنی کیطرف متوجہ ہوا اوسیطرح ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے
ناظرین بہی ایک سرسری نظر سے اس سین کو بہی دیکہہ لینگے جسمین کہ قلیج ابن لیون
ارمنی کچہہ روز پہلے ترکمانون پر قتل وغارت کے ہاتہہ صاف کر رہا تہا اور اوسکے
تہوڑے ہی دنون کے بعد اسکا ملک ہمارے نامی سلطان کے لشکر کا تختہ مشق
بن رہا ہے۔

اصل واقعہ یہ تہا کہ پہلے ابن لیون نے سرحدی ترکمانون کو یہ اجازت
دیدی تہی کہ بلا خوف وخیال خطر اوسکے ملک کے سرسبز میدانون مین یہ لوگ
اپنے مویشیون کو چرائین لیکن بعد چندے ابن لیون نے غداری شروع کر دی
ترکمانون کے مویشیون کو چہین لیا۔ بعضون کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا چارنا چار
سلطان کو اسکی سرکوبی کیطرف مایل ہونا پڑا۔

سلطان کا پہلا مقام قربی حصار پر ہوا۔ اگلے دن منزل بمنزل کوچ
کرتا ہوا جسوقت کہ نہر ارزق پر پونہچا جو کہ مابین بہسنا وحصن منصور واقع ہے
حلبی لشکر بہی آگیا۔ ایکروز اس مقام پر قیام کر کے بعد ترتیب فوج نہر اسود
کیطرف روانہ ہوا نہر اسود کے کنارے کنارے چہوٹے چہوٹے بہت سے
شہر آباد تہے اور وہ کل ابن لیون کے مقبوضات مین شامل تہے۔ سلطانی
لشکر جسوقت انکو تخت وتاراج کر رہا تہا ابن لیون نے قبل اسکے کہ مقابلہ پر آئے
اوس قلعہ کو جو کہ نہر اسود کے کنارہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر نہایت مضبوط بنا ہوا
تہا اس خیال سے کہ مسلمانون کے قبضہ یہ آباد قلعہ نہ آجائے ویران کر رہا تہا قلعہ کے
شمالی دیوار قریب قریب زمین دوس ہونیکے ہوگئی تہی کہ سلطان کو اس خبر

نے فوراً اس قلعہ پر پوہنچا دیا - چونکہ قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہو ہی گئی تھی اسلامی لشکر قضای مبرم کیطرح برہنہ خون پینیوالی تلوارین کہینچے ہوئے قلعے کے اندر داخل ہوگئے اور قلیچ ابن لیون ارمنی کے جانبازون سے کچہہ بہی نہ بن آئی - سیکڑون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو گرفتار کرلیا ابن لیون نے صبح ہوتے ہی سلطان کی خدمت مین یہ پیام بہیجا کہ ہم ترکمانون کو معہ اُنکے اسباب و مویشیون کے آزاد کئے دیتے ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ آپ اپنے ممالک محروسہ کیطرف واپس چلے جائیے سلطان نے اس شرط کو قبول کرلیا - اور اخیر ماہ جمادی الثانی ۵۷۶ھ مین بعد مصالحت مصر کیطرف واپس ہوا -

ملک الصالح کے انتقال کیوجہ سے سلطان شام کو روانہ ہوا

مصر مین سلطان کو پوہنچے ہوئے کچہہ زیادہ دن نہ گذرے تھے اور چندان بیفکری سے دم لینے پایا تہا کہ یکایک ملک الصالح[1] اسماعیل کے انتقال نے اوس خیال کو جو کہ اسکے مبارک دماغ مین بابت فتح بیت المقدس سمایا ہوا تہا منتشر کردیا ولا چار پہر اسکو ممالک شام کیطرف متوجہ ہونا پڑا - چنانچہ اخیر ماہ محرم ۵۷۸ھ کے کسی تاریخ مین مصر سے روانہ ہوکر بیروت ہوتا ہوا ۲ صفر سنہ مذکور کو دمشق مین پوہنچا بظاہر اسکو موصل[2] پر حملہ کرنیکی ضرورت نہ تہی لیکن شاید ناظرین کی نظر اہل موصل کے ان

[1] ۲۳ رجب ۵۷۷ھ کو ملک الصالح اسماعیل کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا - اور بجاے اسکے ۲۰ شعبان کو عز الدین مسعود بن قطب الدین تخت نشین ہوا - اور پانچوین شوال کو اسنے ملک الصالح کے ماں سے عقد کرلیا -

[2] موصل ایک بہت بڑا مشہور شہر دجلہ کے کنارہ پر واقع ہے اسکی وجہ تسمیہ بعض تو یہ بیان کرتے ہین کہ یہ شہر جزیرہ اور عراق کے حدود سے ملا ہوا ہے اسوجہ سے اسکو موصل کہتے ہین اور بعض یہ کہتے ہین کہ یہ شہر اپنی بانی کے نام سے مشہور ہوا ہے اسکا آباد کرنیوالا موصل نامی ایک بادشاہ تہا غرضکہ جو کچہہ ہو اسکے ایک طرف تو وجزہ ہے اور مشرق کیطرف نینوی ہے وسط شہر مین جرجیس نبی کی قبر ہے مابین اسکے اور بغداد کے سیتالیس فرسنگ کی مسافت ہے -

حرکات پر نہین پڑی کہ یہ لوگ لفراتیون کو سلطان کے مخالفت پر اکسا رہے ہین - ساتہہ
بہی دینے کو کہہ رہے ہین مالی مدد پونہچانے کا وعدہ وثوق کے ساتہہ کیے جاتے ہین اور نظاہر
اوس عہدنامہ کے بہی پابندی کر رہے ہین جو کہ بحالت حیات ملک الصالح اسمٰعیل
وقت محاصرہ حلب ہوا تہا - سلطان کے کانون تک اس خبر کا پونہچنا تہا کہ ایک
بگولا ہو گیا پہلے دو چار روز تک تامل وتعمق کے آنکہون سے ان واقعات کو دیکہتا
رہا آخرالامر ۱۸ر جمادی الاول کو دمشق سے روانہ ہوکر حلب مین پونہچا - یہان
تین روز تک بغرض تحقیق وانکشاف حال ٹہرا رہا ۱۲ر ماہ مذکور کو دریاے فرات
عبور کرکے مظفرالدین صاحب حران سے ملتا ہوا ۱۱ر رجب سنہ مذکور یوم پنجشنبہ
کو موصل کے قریب پونہچکر کامل طور سے اوسکا محاصرہ کر لیا -

موصل کا محاصرہ

شہر موصل چونکہ بہت بڑا عظیم الشان شہر تہا اسوجہ سے سلطان کو یہ خیال پیدا
ہوا کہ موصل کا سردست اسانی سے فتح ہونا تو مشکل ہے البتہ اس ذریعے سے کامیابی
ہو جائیگی کہ حصار اسکا بدستور رکہا جاے اور اسکے گرد ونواح کے قلعات و بلاد پر
حملہ کرکے مقبوضات مین شامل کر لیجاین چنانچہ اسی خیال سے موصل کو بحالہ محاصرہ
مین چہوڑکر ۱۶ر شعبان کو سنجار پر پونہچا -

فتح سنجار

اہل سنجار نے شہر کے دروازے بند کر لئے چودہ روز تک برابر کچہہ نہ
کچہہ تہوڑی بہت لڑائی ہوتی رہی انجام کار ۲ر رمضان ۵۷۸ھ کو بزور تیغ سنجار
ممالک محروسہ سلطانی مین داخل ہو گیا - شرف الدین بن قطب الدین معہ اپنے
چند مصاحبون کے سنجار کے دوسرے دروازہ سے نکلکر موصل کیطرف چلا گیا
اور سلطان مظفر ومنصور سنجار مین داخل ہوا - دوسرے روز تقی الدین مع اپنے برادرزادہ

---

۱ سنجار نصیبین کے جنوبی جانب موصل سے پچہم تین منزل پر واقع ہے اسکا قلعہ نہایت عمدہ اور خوبصورت
ہے - پہاڑیان اسکی بہت ہی سرسبز و شاداب ہین - بلاد جزیرہ مین اس سے زیادہ کوئی شہر شاداب
نہین ہے -

کو والی سنجار مقرر کرکے انتظام و انصرام اس شہر کا اسکے متعلق کردیا اور خود مہم نصیبین کی تیاری کرنے لگا۔

سازش

ادہر اہل موصل نے میدان خالی دیکھکر شاہ ارمن صاحب اخلاط کو اپنا پشت پناہ سمجھکر خطوط لکھنے شروع کردئے۔ قاصد پر قاصد بہجنے لگے چنانچہ شاہ ارمن بغرض امداد اہل موصل کوچ کرتا ہوا مقام حرزم میں پوہنچا۔ صاحب موصل اسی مقام پر اپنے حامی وعدگار یعنی والی ماردین اور حلب کے بعض لشکری بہی یہین آکر جمع ہوئے۔ شاہ ارمن نے بکتمر کو بتوسط شیخ الشیوخ سلطان کیخدمت مین مصالحت کے پیام لیکر بہیجا۔ لیکن اتفاق کچہہ ایسا ہوکہ صلح کی رائی نہ طے پائی اور ہمارا نامی سلطان اپنے جبری فوج کو لئے ہوئے بغرض مقابلہ شاہ ارمن کے طرف بڑہا اس خبر نے انلوگون کو کچہہ ایسا پریشان کردیا کہ کسی سے کچہہ بن نہ آئے ناچار ہر ایک کو بلا کسی مقابلہ کے لڑائی کے موقع سے روپوشی کرنی ہی پڑی شام کیوقت یہ مجمع متفرق ہوا اور اسکے صبح کو سلطان اس مقام پر وارد ہوا۔ چند ساعت کیلئے آرام لینے کے غرض سے ٹہرا دوسرے وقت بعد ظہر بارادہ آمد روانہ ہوا۔

فتح آمد

اہل آمد نے پہلے ہی قلعہ بندی کرلی تہی شہر پناہ کے دروازہ بند کرلئے تہے تمام شب بخوف سلطان جاگ کر صبح کرتے تہے۔ ادہین سے کسی کی یہ رائے تہی کہ بغیر جدال وقتال کے شہر دیدینا چاہئے اور بعضے غرور جوانی وشجاعت مین لڑنے پر تلے تہے کہ ناگاہ سلطانی عساکر کا مقدمۃ الجیش آمد کے قریب پوہنچکر مورچہ

لہ آمد (بمد الف وکسر میم) ایک قدیم شہر ہے دجلہ کے کنارے شہر پناہ اسکا بہت مضبوط سیاہ پتہر کا بنا ہوا تہا نہ دجلہ اسکو ہلال کیصورت مستدیرا گہیرے ہوئے ہے اسکا قلعہ بہی بہت مستحکم خوبصورت بنا ہے۔

بندی مین مصروف ہوگیا رات بہر مین انلوگون نے دہس باندھہ لئے مورچہ قایم کرلیا
صبح ہوتے سلطان بہی معہ بقیہ لشکر کے پہونچ گیا۔ بہاء الدین ابن نیسان نے بہی جو کہ
آمد کے قلعہ کا حاکم تہا مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔ اہل شہر چونکہ اسکی کج خلقی و تنگ دلی
دل آزاری سے تنگ آگئے تھے سلطان کے مقابلہ پر نہ آسے گو ظاہرا بہاء الدین ابن
نیسان ہی کا دم بہرتے رہے آٹھہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ نوین روز جب
ابن نیسان کو اہل شہر کی بد دلی اور اپنے ضعف کا احساس ہوا تو اسنے اپنی عورتون
بچون کو قاضی فاضل کے پاس جو کہ ہمارے نامی سلطان کا وزیر تہا بہیجا اور امن
و امان کے استدعا کے ساتہہ تین یوم کی مہلت چاہی تاکہ اپنے مال و اسباب کو
باسانی دوسرے مقامات پر منتقل کرسکے۔ قاضی فاضل نے سلطان سے اسکی
سفارش کی اور تین یوم کی مہلت دلائی۔ چنانچہ چوتھے روز کہ ماہ محرم ۵۷۹ھ
کی پہلی تاریخ تہی باوجودیکہ بہاء الدین ابن نیسان کے اسباب و مال بہت کچھ
باقی رہگیا تہا لیکن حسب اقرار قلعہ آمد کو چھوڑنا ہی پڑا۔ سلطان نے اس قلعہ کو
اپنی حمایت مین لیکر نور الدین محمد بن قرا ارسلان کو دیدیا۔

فتح تل خالد

دو روز تک سلطان یہان مقیم رہا تیسرے روز شام کیطرف روانہ ہوکر
تل خالد[1] کا محاصرہ کرلیا اہل خالد نے محاصرہ کے دوسرے ہی روز بلا بحث و تکرار
قلعہ کے دروازے کہولدئے اور بطیب خاطر ہمارے سلطان کے حمایت مین
آگئے کسی قسم کا آزار نہ تو حاکم قلعہ کو پہونچا اور نہ اہل قلعہ کو مقابلہ و مجادلہ کے

سلہ تل خالد مضافات حلب مین ایک قلعہ ہے۔

سلہ صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل تل خالد سے ذرا ایک معمولی لڑائی
بہی ہوئی ہی اور سلطان نے اسکو بہی غرہ تاریخ ۲۲ محرم ۵۷۹ھ کو فتح کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

تکالیفین اوٹھانی پڑین۔

والی عینتاب نے اطاعت قبول کرلی

بعد اس کامیابی کے ہمارا فاتح بیت المقدس عینتاب کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمد نے جو کہ اس قلعہ کا حاکم تہا کمال دانشمندی و انجام بینی سے کام لیا جسوقت سلطان با جاہ و جلال عینتاب کے قریب پونہچا اوسی وقت ناصر الدین محمد نے سلطانی دربار مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ سلطان نے اسکا بہت بڑا احترام کیا اور کمال ملاطفت سے پیش آیا۔ ناصر الدین نے بہی سچے دل سے اطاعت قبول کرلی۔

انہین واقعات کے سلسلہ مین بنظر مناسبت ہم موصل کے محاصرہ کے نتیجہ کو تحریر کیا چاہتے ہین اگرچہ بعض ایسے واقعہ اس اثنا مین اسطرح کے گذرے ہین جو کہ اس سے باعتبار سنہ و ماہ پہلے تہے۔ ناظرین ہمارے اس تقدیم و تاخیر سے قطع نظر کرکے کمال دلچسپی سے اس سین کا نظارہ کرینگے جسطرف ہمارا نامی سلطان بعد کامیابی اون قلعات کے جو کہ سوا د حلب مین دو دو چار چار منزل پر واقع تہے تیزی سے قدم بڑہاے آرہا ہے۔

والی حلب اور سلطان سے صلح ہوگئی

یہ تو آپلوگ دیکہتے ہی رہے ہین کہ سلطانی لشکر موصل کا محاصرہ کیے ہوئے ہے نہ کوئی وہان جانے پاتا ہے اور نہ کوئی آتا ہے اہل موصل اس طویل حصار سے تنگ آرہے ہین گلو خلاصی کی کوئی تدبیر نہین بن آتی۔ بہت غور و فکر کے بعد شاہ ارسن صاحب خلاط کو اپنا حامی و مددگار سمجہکر بجد و جہد بلوایا تہا اوسکا بہی جو کچہہ نتیجہ ہوا وہ آپلوگونکو معلوم ہی ہے نہ پاے رفتن نہ جاے

ؔ عینتاب قریب حلب کے ایک قلعہ ہے اور شہر عینتاب شمالی جانب حلب کے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکا بازار مشہور ہے یہان تجارت پیشہ بکثرت رہتے تہے۔ قلعہ اور شہر مین بہت کم فاصلہ ہے۔

ماندن کا مضمون ہو رہا ہے اگرچہ ان دنون ملک الناصر سلطان صلاح الدین مہم
عینتاب سے فارغ ہوکر میدان اخضر ہوتا ہوا جبل جوشن پر جوکہ قریب حلب ہے
خیمہ زن ہے۔ ظاہرا اسکی صورت سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لشکر ظفر
پیکر اور اہل حلب سے مورچہ بندی ہے اور نہ اسکے ارادے کچھ سمجھ مین آتے
ہین۔ ہان البتہ اسکی نقل و حرکت سے یہ امر پیدا ہو رہا ہے کہ یہ اس مرتبہ حلب
اور موصل کو لئے بغیر نصرانیون کیطرف متوجہ نہوگا چنانچہ بعد دو چار لڑائیون
کے جسمین کہ سلطانی لشکر کو کم اور عماد الدین زنگی بن مودود صاحب حلب کو
زیادہ نقصان پونہچا خود عماد الدین زنگی نے صلح کی خواہش ظاہر کی سلطان
تو پہلے ہی سے اس امر کا متمنی تہا کہ عماد الدین حلب کے عوض جس بلاد کو چاہے
مقبوضات سلطانی سے جوکہ ممالک شام مین تہے لیلے فوراً راضی ہوگیا چنانچہ
عماد الدین زنگی نے حلب کو سلطان کے سپرد کردیا اور سلطان نے بعوض اسکے
قریٰ۔ مزارع اور دو شہر اور مرحمت فرمائے۔ اٹھارہوین صفر ۵۷۹ھ ہجری
کو اس عہدنامہ پر دستخطین کی گئین۔

اہل حلب اگرچہ سلطان کے عدل وداد کے مداح تہے لیکن معلوم نہین
کہ کس وجہ سے عماد الدین زنگی کی اس فعل سے کیون اسقدر ناراض ہوئے کہ
حلب کے عام باشندون نے عماد الدین کے روبرو چلا چلا کے انت لا یصلح
لك الملك وانما یصلح لك ان تغسل الثیاب (ملکداری تجھکو سزاوار
نہین ہے تجھے تو مناسب یہ ہے کہ تو کپڑے دہویا کرے) کہنا شروع کردیا تہا۔
اس معرکہ مین منجملہ اون لوگون کے جوکہ ان دو چار لڑائیون مین کام
آئے تہے ہمارے سلطان کا چہوٹا بہائی تاج الملوک بوری تہا۔ تاج الملوک
بوری بڑا ہی شہسوار شجاع کریم حلیم جامع محاسن اخلاق تہا۔ اثناء لڑائی مین اسکے

گھٹنون مین تیر لگا تھا جسکی وجہ سے بعد استقرار صلح جسروز کہ عماد الدین نے سلطان کی دعوت کی تھی انتقال کیا۔ ہمارا حافظہ اگر ہمکو غلط نہین بتلا رہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ بعد استقرار صلح سلطان اپنے بھائی کے پاس گیا تھا اور **هذه حلب قد اخذناها وهي لك** (یہی حلب ہے کہ جسکو ہمنے لیا ہے اور وہ تمہارے ہی لیئے ہے) فرمایا تھا جسکے جواب مین تاج الملوک بوری نے ایسے خرین کلمات کہے تھے جس سے کہ ہمارا رقیق القلب سلطان رُو دیا تھا۔

سلطان کے صبر و تحمل کی یہ ایک چھوٹی سی نظیر تھی کہ عین جلسہ دعوت مین بھائی کے مرنیکی خبر معلوم ہوئی اور چہرہ پر شکن نہ آیا اور حاضرین کو اس حال سے واقف ہونے نہ دیا۔

حارم کی کامیابی

بعد اس صلح کے عماد الدین تو اپنے ممالک مقبوضہ کیطرف روانہ ہوا اور ہمارا سلطان قلعہ حارم[1] کیطرف بڑھا۔ یہ قلعہ اُن دنون سرخک نامی مرحوم ملک العادل نور الدین زنگی کے مملوک کے قبضہ مین تھا۔ سلطان نے قطع حجت کیلیئے دو چار خطوط لکھے لیکن اُسکو یا تو یہ خیال ہی پیدا نہوا کہ ایک نہ ایک روز جبراً یہ قلعہ لیلیا جاے گا معاوضہ لیکر دنیا زیادہ مناسب ہے و یا نصرانیون کے زبانی وعدون نے اوسکو جادہ اعتدال سے منحرف کردیا آخر الامر یہ نتیجہ ہوا کہ جسوقت سلطانی امراء کو نصرانیون کے اس سازش کی اطلاع ہوئی فوراً قلعہ پر قبضہ کرلیا اور سرخک کو گرفتار کرکے سلطان کے پاس بھیجدیا

[1] حارم ایک چھوٹا سا شہر ہے جسمین ایک قلعہ اور نہر اور باغات ہین حلب کے غربی جانب بفاصلہ ایک منزل انطاکیہ کے مقابلہ مین واقع ہے۔

اگرچہ اسکے بعد کسیقدر صلیبی لڑائیون کا سلسلہ چہڑ گیا تہا لیکن ہمارے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سلطانی فتوحات کے اس سلسلہ کو ہم پہلے ختم کرلین بعدہ یکسوی کے ساتہہ ہم اور آپ صلیبی لڑائیون کے دلچسپ منظر دیکہنے کے غرض سے مصاف کیطرف روانہ ہون۔

سلطان نے موصل پر دوبارہ فوجکشی کی

سلطان صلاح یوسف نے اواخر ماہ ذی قعدہ ۵۸۰ھ مین دمشق سے بقصد موصل دوبارہ فوجکشی کی۔ اس مہم کا افسر اعلےٰ خود ہی ہمارا نامی سلطان تہا تا انقضاء سنہ مذکور حلب مین بغرض ترتیب فوج و اجتماع عساکر مقیم رہا۔ ۱۲ محرم ۵۸۱ھ کو ایک دستہ فوج بطور مقدمۃ الجیش کے جسکا سرگروہ سیف الدین منظوب تہا موصل کیطرف روانہ کیا اور خود مظفر الدین ابن زین الدین سے ملنے کے غرض سے حران[۱] کیطرف روانہ ہوا چنانچہ ۲۲ صفر ۵۸۱ھ کو پونہچکر ۲۶ ماہ مذکور مین مظفر الدین والی حران کو گرفتار کرلیا۔

والی حران کی گرفتاری اور رہائی

سبب اسکا یہ تہا کہ مظفر الدین مدتون سے مہم موصل کی ترغیب دے رہا تہا آے دن پندرہوین بیسوین خطوط بہیجتا تہا مزید بران پچاس ہزار دینار سے مدد دینے کو بہی کہہ رہا تہا لیکن جسوقت ہمارے سلطان کے مبارک قدم سے ارض حران کو شرف حاصل ہوا مظفر الدین ایفاء وعدہ نکر سکا۔ شاید سلطان کو اس خیال نے کہ مظفر الدین اپنے چچا سے ملگیا اسکے گرفتار کرلینے پر امادہ کردیا چنانچہ حران اور الرہا[۲]

۱؎ حران قدیم شہرون مین سے شمار کیا جاتا ہے بعد طوفان سب سے پہلے یہی آباد کیا گیا تہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ کا یہی شہر ہجرت گاہ ہے الرہا سے ایک یوم اور الرقہ سے دو یوم کی مسافت پر ہے۔

۲؎ الرہا ایک مشہور ارض جزیرہ مین ہے۔ یہان ایک بہت بڑا کلیسا تہا علاوہ اسکے ستو گرجے عیسائیون کے ہین۔

کو ضبط کر لیا اور اسکو زیر حراست رکھا۔

آپلوگون کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سلطان کا یہ فعل تادیب و تنبیہ کی غرض سے تھا نہ کسی اور خیال یا وجہ سے۔ جیسا کہ ہمارے اس دعوے کی شہادت مظفرالدین کی آزادی اور حران و الرہا کی واپسی معہ خلعت دے رہی ہے۔

والی موصل نے صلح کا پیام بھیجا اور ناکام رہا

پہلی ربیع الاول کو سلطان حران سے موصل کی طرف روانہ ہو رہا تھا کہ عمادالدین حصن و دارا و معزالدین سنجر شاہ صاحب جزیرہ بھی جو کہ عزالدین والی موصل کا بھتیجا تھا لیکن ایکمدت سے اپنے چچا کا ساتھ چھوڑکر سلطان کے حاشیہ باش رفقا مین شامل ہو گیا تھا آملے۔ چنانچہ سلطان معہ ان لوگوں کے جسوقت سرزمین موصل مین وارد ہوا اتابک عزالدین نے اپنے والدہ اور چچازاد بہن (یعنی ملک العادل نورالدین زنگی کی لڑکی) کو معہ چند مختص آدمیون کے سلطان کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ شاید نورالدین کے لڑکی کے کہنے سے سلطان مہم موصل سے دست کشی کرے جیسا کہ اسکے کہنے سے اُس دریا نوال سلطان نے اس سے پہلے قلعہ اعزاز دیدیا تھا لیکن یہ خیال اُسکا کسیقدر غیر صحیح نظر آیا۔ کیونکہ جسوقت یہ لوگ سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور صلح و معاودت کی گفتگو پیش کی ہماسا نامی نرم دل سلطان تو راضی ہو چلا تھا لیکن فقیہ عیسے اور علی ابن احمد مشطوب نے صاف الفاظ مین لاتترک لامراۃ فان عزالدین ما ارسلہن الا و قد عجز عن حفظ البلد (موصل سے دست کشی ایک عورت کے کہنے سے نہ کرنی چاہئے کیونکہ عزالدین نے انلوگون کو اسی غرض سے بھیجا ہے کہ وہ خود حفظ شہر سے عاجز ہو گیا ہے) کہدیا۔ یہی وجہ ان لوگون کی بے نیل مرام واپس ہونیکی ہوئی۔

جنگ موصل شروع ہوئی

ان عورتون کے معاودت کے بعد سلطان نے موصل کا محاصرہ کر لیا اور دونون فریقین کے لشکریون سے باب عمادی کے باہر کچھہ کچھہ خفیف طور سے لڑائیان شروع ہوگئین

اہل موصل کسیقدر کیا بہت زیادہ انلوگون کے بے نیل مرام واپس آنیسے برہم ہو رہے ہے
یہی وجہ تہی کہ سلطان کو اس مہم کی کامیابی مین بہت بڑی دقتین پیش آئین
اور آخر کار انجام اس مہم کا صلح ہوا جیسا کہ ہم تہوڑی ہی دور آگے چلکر بیان کرتے
ہین - خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا اصل واقعہ سُنئے کہ لڑائی جیون جیون کہنچی
جاتی تہی اور ناکامی اور اہل موصل کے استقلال کا مطیبن چہرہ نظر آتا جاتا
تہا ہمارا سلطان اُن لوگون کو جو کہ ترک محاصرہ موصل کے خلاف تہے دیکہہ
دیکہہ کر دل ہی دل مین پیچ و تاب کہاتا تہا اور وقتاً فوقتاً کچہہ کہہ بہی اوٹہتا تہا
قاضی فاضل اور ہوا اکثر عمائد اس رائے کے بالکل مخالف تہے جسپر کہ عمل درآمد
ہو رہا تہا اس اثنا مین کہ اہل موصل عام طور سے روزانہ دجلہ سے عبور کرکے سلطانی
لشکر کے اوس حصے سے جو کہ موصل کے پورب محاصرہ مین پڑا تہا مقابلہ کرتے تہے
اور شام ہوتے ہوتے دو چار ہاتہہ لڑکر واپس چلے جاتے تہے زین الدین
یوسف بن زین الدین والی اربل معہ اپنی بہائی مظفر الدین ابن زین الدین اور
چند امرا کے آیا اور اوسنے بہی اس معمول رائے کی مخالفت ظاہر کیا - ادہر ہمارا
سلطان ان رایون کی مخالفت سے کسیقدر تشویش اور خود کردہ پریشان ہو رہا
تہا اور پشیمان ہونیکی یہی وجہ تہی کہ اوس لڑکی کا ایک معمولی سا سوال مقرون
اجابت نہ ہوا جسکا باپ دولت ایوبیہ کا سرپرست تہا کیونکہ ہمارا سیر چشم سلطان
ہر سایل کے سوال پورا کرکے نیکی دل دجانسے کوشش کرتا تہا پہر کیا وجہ تہی کہ مخدوم
زادی کا کسی خیال سے آنا اور بے نیل مرام واپس جانا اوسکے حیادار دلکو شاق
نہ گذرے لیکن اسکا علاج ہی سوائے خاموشی کے اور کیا تہا ادہر اتابک - : الدین
کے کامون مین بہی کسیقدر لغزش آچلی تہی کہ اوسنے فوراً اپنے اُس نایب کو جسکے
نسبت سازش کا گمان پیدا ہوگیا تہا اور درحقیقت سازش ہو بہی گئی تہی معزول کردیا

اور مجاہد الدین کو جسکو کہ اس سے چند دنون پیشتر معزول کرکے قید کردیا تہا پہر بحال کردیا اسوجہ سے اہل موصل مین ایک خاص قسم کی قوت آگئی تہی۔

اکثر ناظرین یہ سمجہہ رہے ہونگے کہ اس مرتبہ دونو حریفون کی قسمتون کا فیصلہ ضرور ہو جائیگا کیونکہ بعد اس واقعے کے جسکے بدولت سلطان کو نادم ہونا پڑا نہ تو سلطان ہی موصل کے محاصرہ سے دست کش ہوتا نظر آتا تہا اور نہ اتابک عزالدین ہی مین کسی قسم کا ضعف محسوس ہورہا تہا۔ لیکن اس مرتبہ دیوار دہرم دونو رہتا نظر آرہا ہے باقی رہا تیسرے بار کا محاصرہ۔ اسمین فریقین باہم صلح ہی کرلینگے۔

لیکن چونکہ بعض لوگون کو یہ گمان گذر رہا ہوگا کہ جبکہ حریفین اپنی پوری قوتون سے کام لے رہے ہین اور ایک دوسرے سے علحدہ ہوتے نظر نہین آتے تو کیا سبب ہے کہ اس محاصرہ مین کسیکی قسمت کا فیصلہ نہوا اور دیوار دہرم دونو رہجاے اسوجہ سے ہم وہ سبب ظاہر کئے دیتے ہین جسکے وجہ سے ہمارا سلطان موصل کے محاصرہ سے اغماض کرکے دوسریطرف متوجہ ہوگیا تہا۔

والی خلاط کے انتقال کی وجہ سے سلطان خلاط کیطرف روانہ ہوا

شاہ ارمن صاحب خلاط نوین ربیع الثانی سنہ ۵۸۱ھ کو انتقال کرچکا تہا اور بکتمر نامی اوسیکا مملوک جسکا لقب سیف الدین مشہور تہا خلاط کی حکومت کررہا تہا اسوجہ سے کہ صاحب خلاط کی کوئی آل واولاد نہ تہی جوکہ بعد اسکے اسکی قایم مقامی کرتی۔ جبیوین ماہ مذکور کو یہ خبر سلطان کے کانون تک یونہی سلطان اپنے ارباب شوری سے خلاط کے بارے مین مشورہ کررہا تہا بعض وہ لوگ جوکہ موصل کے متمنی تہے یہ کہہ رہے تہے کہ موصل کا حصار چہوڑنا ایسی حالتمین کہ صاحب موصل کی قوت گہٹ چلی ہے بالکل نامناسب ہے خلاط کا جہگڑا ابہی طے ہوجائیگا اور بعض اُمرا جنکے انکہونمین خاندان اتابکیہ کی ایذا کانٹا سا کہٹکتی تہی یہ مشورہ دے رہے تہے کہ ولایت خلاط چونکہ بہت بڑی اور بے والی و وارث ہے

اُسکو فوراً اپنے حمایت مین لے لینا چاہئے اور موصل تو سلطان ہی کا ہے آج نہین تو کل سہی اگر خلاط مملوکات سلطانی مین داخل ہوگیا تو اسکے قرب وجوار کے ممالک پر باسانی قبضہ ہوجائیگا۔ غرضکہ ہر شخص اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہا تہا اور سلطان تذبذب کی حالتمین تہا نہ موافقین حصار کے رائے مخالفت ظاہر کرتا تہا اور نہ مخالفین سے اتفاق کرتا تہا۔ یہی بحث وتکرار پیش تہی کہ اخلاط کے رؤسا وامراء کے خطوط آنے شروع ہوئے جسمین وہ اپنی ارادت ظاہر کر رہے تہے اور اخلاط کے سپرد کر دینیکا حتمی وعدہ کرتے تہے۔ سلطان ان خطوط کو دیکہتے ہی موصل سے اعراض کرکے خلاط کیطرف متوجہ ہوگیا۔ چنانچہ اسطرف سے تو اسنے پہلے فوج کا ایک دستہ بطور مقدمتہ الجیش کے خلاط کیطرف روانہ کیا جسکا افسر اعلے ناصر الدین محمد بن شیرکوہ تہا اور مظفر الدین ابن زین الدین وغیرہ اوسکے نایب تہے اور بعد اسکے خود بہی موصل کا حصار چہوڑکر میافارقین[1] کیطرف بقصد خلاط روانہ ہوا اور دوسرے طرف سے شمس الدین پہلوان بن ایلدکز والی آذربائیجان وہمدان اسی طمع سے خلاط کیطرف روانہ ہوا اس سے پہلے کہ ایلوگونکو اسکے نتیجے سے واقفیت ہو ہم ایک ایسے پوشیدہ امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین جسکا آپکو خیال تک نہوا ہوگا۔ کیا آپ یہ سمجہ رہے کہ خلاط والے سلطان کو نیک نیتی سے بلا رہے ہین؟ نہین! بلکہ اہل خلاط کے وہ مراسلات جو کہ اثناء محاصرہ موصل مین آے تہے پولیٹکل چالون سے خالی نہ تہے اُنلوگون کا اصلی مقصد یہ تہا کہ سلطان اور پہلوان کو لڑا دین اور آپ خود خلاط مین بیٹہے ہوئے

---

[1] میافارقین کو ابن سعد دیار بکر کا قاعدہ بتلاتا ہے اور ابن حوقل کا یہ خیال ہے کہ میافارقین جزیرہ اور ارمینیہ کے درمیانین ہے بعض لوگ اسکو جزیرہ سے شمار کرتے ہین اور بعض ارمینیہ سے اور اکثر اس خیال کے پابند ہین کہ اسکو ان دونون سے کچہہ علاقہ نہین ہے۔ بہرکیف اسکا شہر پناہ پتہر کا بنا ہوا ہے اور اسکے شمالی جانب پہاڑ واقع ہین۔

آرام سے حکومت کرین اور انکا تماشا دیکھین کیونکہ پہلوان کی بہی آنکہین خلاط ہی پر لگی ہوئی ہہین اسوجہ سے اوسکا یہ مقصد حاصل ہوا کہ چونکہ پہلوان اور سلطانی مقدمۃ جسوقت خلاط کے قریب پونہچ گیا اور سلطان میافارقین کے راستہ سے آرہا تہا ہنوز خلاط کے حدود مین بہی داخل نہوا تہا کہ کاغذی گہوڑے دوڑنے لگے - جسکا انجام یہ ہوا کہ اہل خلاط نے بعد ارسال و ترسیل رسل و رسایل مابین روساے خلاط و پہلوان و سلطان خلاط کو پہلوان ہی کی حکومت کا جزو قرار دیا - اور اسی امر پر مصالحت ہو گئی

میافارقین کی کامیابی

یہ تو ہمارے کلام سابق سے معلوم ہی ہو گیا ہے کہ سلطان میافارقین کے راہ سے خلاط کیطرف آرہا ہے گو اسکا مقدمۃ الجیش خلاط کے قریب پونہچ گیا ہے لیکن مصالحت کے دبہ سے خلاط سے مقدمۃ الجیش کے واپس نہ آنیکا کوئی موقع نظر نہین آتا اسوجہ سے اس سے قطع نظر کرکے ہم میافارقین کا واقعہ تحریر کرتے ہین کہ جسوقت ہمارا نامی سلطان خلاط سے نا امید ہوا اور اسنے لیکہ میافارقین کے قریب پونہچ گیا تہا بغیر اسکے کہ میافارقین کو اپنے مقبوضات مین داخل نکرتا موصل کیطرف مراجعت اسنے غیر مناسب سے تصور کیا چنانچہ اسی خیال سے اسنے پہلے تو اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور دو ایک خفیف سے حملے بہی کئے اور آخر الامر بآسانی تمام میافارقین ۹ جمادی الاول ۵۸۱ھ کو مفتوحات سلطانی مین داخل ہو گیا -

سلطان کی علالت

بعد فراغت مہم میافارقین سلطان پہر موصل کیطرف بہ نفس نفیس روانہ ہوا چونکہ گرمی کا موسم خاصے طور سے آگیا تہا اسوجہ سے مقام کفرزمانہ مین ٹہر گیا - چار مہینے کامل ہین مقیم رہا طبیعت بہی اسکی رفتہ رفتہ اسقدر خراب ہو گئی کہ بمجبوری کفرزمانے سے بغرض تبدیل آب وہوا حران مین چلا آیا یہ علالت اسدرجہ طول ہو گئی تہی کہ اسکی تندرستی سے پوری پوری نا امیدی ہو رہی تہی لیکن باین ہمہ اسکا یہی خیال تہا کہ بعد صحت موصل کا محاصرہ ضرور کیا جاے اور جسطرح سے ممکن ہو یہ بہی مفتوحات مین داخل کر لیا جاے -

صلح موصل

چونکہ عزالدین کو اس شیردل سلطان کا خوف اپنی فرودی صورت دیکھلا ہی رہا تہا اسوجہ سے اسنے پہلے تو خلیفہ بغداد سے استمداد کی درخواست کی جب وہانسے ناامیدی نے اپنی منحوس صورت دیکھلائی تو عجمیون کیطرف جہکا وہانسے بہی کہرا جواب ملا تب اسنے مورخ ابن اثیر اور بہاء الدین ربیب کو سلطان کے خدمتمین بغرض مصالحت روانہ کیا یہ لوگ اوایل ذی حجہ ۵۸۱ھ میں سلطانی دربار مین پہونچے۔ سلطان نے حسب عادت بہت بڑے احترام سے استقبال کیا اور خود عزالدین کے پیام سننے کو دربار خاص مین رونق افروز ہوا اور یہ پہلا دن تہا کہ بستر علالت سے اوٹہکر دربار مین آیا تہا۔ مورخ موصوف اور بہاء الدین نے حق رسالت ادا کیا سلطان بہی بمقتضاے طبیعت مصالحت پر راضی ہوگیا چنانچہ حسب قرارداد شرائط[1] صلحنامہ لکہا گیا اور یوم عرفہ کو صلحنامہ پر دستخطین ہوگئین۔ بعد اسکے پہر تا حین حیاتِ سلطان اس صلحنامہ مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین کیا گیا۔

غزوات

غزا اور جہاد دونو الفاظ قریب المعنے ہین ان دونو لفظون کے یہ معنی نہین ہین کہ غیر قومون سے خواہ مخواہ لڑین سالک کے بندون کے خونسے در و دیوار کو رنگین جیساکہ بعض نافہم اقوام غیر نے سمجہ رکہا ہے اور اسی بنا پر بے سمجہے بوجہے کہہ اوٹہا کرتے ہین کہ "اسلام بزور تیغ پہیلا ہے" حالانکہ اس دعوے کی وقعت جو کچہہ ہوگی اسکو ہر ذی فہم بجاے خود سمجہہ سکتا ہے اس دعوے کے تردید مین ہم اون عقلا کے اقوال اس موقع پر بخیال اطالت کلام نہین نقل

---

[1] شرائط صلح یہ تہے کہ عزالدین کے تمام ممالک مقبوضہ کے ممبرون پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑہا جاے اور اسیکا نام سکہ پر بہی رہے علاوہ اسکے شہر زور اور ولایت زابلی وغیرہ سلطان کو بعوض تاوان جنگ دیدے۔ تاریخ کامل

کیا جاسکتے جنہوں نے باوجود غیر مذہب ہونیکے اپنے تصنیفات مین یہ ثابت کردیا ہے
کہ اسلام کی ترقی جسکی ہوئی تلواروں کی ذریعے سے نہیں ہوئی بلکہ اوسکے روحانی
تعلیم کا یہ اثر ہے کہ اسلام کی روشنی نے تمام عالم کو بہت ہی کم دنون مین بجلی
کیطرح کسے منور کردیا۔ اس دعوے کی نظرین اگر کتب تواریخ کے صفحہ گردانی کیجائے
یا کہ زمانہ موجودہ کے حالت پر غور کیا جاے تو بکثرت مل سکتی ہین۔ یہ کون
کہہ سکتا ہے کہ اجکل جو اسلام یورپ یا افریقہ و امریکہ مین تیزی کے ساتھہ ترقی
کر رہا ہے وہ بزور تیغ ہے اسوجہ سے کہ نہ تو اسلامی ممالک سے کوئی مشن
روانہ کیا جاتا ہے۔ نہ انکے مشنریون کو بیش قرار تنخواہین دیجاتی ہین نہ غیر
قومون کو خواہ وہ کسی درجہ و حثیت کے ہون کسی قسم کی طمع کی دلپسند صورت
دکہلائی جاتی ہے اور نہ خود انکو فی زمانناً دنیاوی بہبودی کی امید معلوم ہوتی
ہے بلکہ اسلام مین داخل ہونیوالے عجب نہیں کہ پہلے ہی سے یہ سمجھہ لیتے ہونگے
کہ اس روحی مقدس مذہب کے قبول کرنیسے دنیاوی کلفتے ضرور در پے ایذا ہو جائینگے
باوجود اسکے کہ انکو بعد اسلام طرح طرح کی ایذائین دیجاتی ہین حقوق ضبط کر لئے
جاتے ہین لیکن وہ اسلام سے روگردانی نہیں کرتے وجہ اسکے سوائے اسکے
اور دوسری ہو ہی نہیں سکتی کہ یہ مقدس مذہب ان نو مسلمون کو اوس وادی
سے جسمین کہ تاریکی اور خوفناک جہاڑیان بکثرت ہین اور ہر چہار طرف خبیث
روحین درندونکی صورت چلتی پہرتی نظر آتی ہین دفعۃً نکالکر ایسے خوشنما
دلپسند باغیں پونہچا دیتا ہے جہانکہ تقدس و تورع کی برقی روشنی ہو رہی
ہے نہ اسمین کفر و الحاد کے باد و باران کا اندیشہ ہے اور نہ اعتدال سے
بڑہی ہوئی آزادی کیسے جہونکون کا کہٹکا ہے جسپر نظر پڑتی ہے وہ نور ہی نور
نظر آتا ہے گل ہے تو وہ بہی مئے وحدت سے مخمور ہے خار ہے تو وہ بہی نشہ

سہو دوات

توحید سے چور ہے نہ وہاں بتوں کے سنگل پھیلای ہوی ہے اور نہ تثلیث کا کچھ ذکر مذکور ہے لیس للانسان الا ما سعی کے خیال مین ہر ذی روح جسطرح اوامر کی پابندی سے ظاہری حالت درست کر رہا ہے اوسیطرح نواہی کے احتراز سے تصفیہ باطنی مین مصروف ہے غرضکہ جو بات ہے اعتدال کی ہے نہ ایسی سختی ہے کہ جسکا برداشت کرنا ما فوق الطاقت ہو نہ ایسی نرمی ہے کہ ایک کلے پر چپت کہا کر دوسرے کلے کو پھیر دینے کا حکم ہو۔

ہم اس دعوے کے ثبت کہ دین اسلام کل ادیان مروجہ سے افضل اعلےٰ اشرف ہے کہہ سکتے ہین کہ بدیہی اولی ہے جسکے لئے دلیل اور برہان کی ضرورت ہی نہین ہے لیکن چونکہ یہ موقع اس امر کا مقتضی نہین ہے اسوجہ سے اس بیان سے اعراض کرکے ہم اپنے ناظرین کے اذہان عالیہ پر حرف اسیقدر منطبع کرنا چاہتے ہین کہ جہادیا غزا جسکے نام سے بعض قومین بید کیطرح تہرا اوٹھتی ہین مزور کفار و مشرکین کے ساتھہ دینی مجادلہ کرنیکو کہتے ہین نہ کہ دنیا کے ہر ایک کی دیکھی سے لٹنے کیکو کہتے ہون جیسا کہ اپنی غلط فہمی سے بعض نا فہم قومین سمجھہ گئی ہین۔ چونکہ مذہب اسلام بہت ہی مقدس ہے یہ تہذیب ظاہری اور باطنی قدیم اور جدید کا جامع ہے جب کوی اسکے اشاعت سے متعرض ہوتا ہے یا کہ اس سراپا تقدس مذہب پر اپنے شامت اعمال سے بیجا حملے کرتا ہے تو اسوقت بغرض صیانت بیضہ اسلام چمکتی ہوی خون آشام تلوارون کے ذریعے سے حق و باطل کا امتیاز یا کہ دیندار و ملحد کے قسمت کا فیصلہ کرلیا جاتا ہے جیسا کہ ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کے قوی اور پرزور حملون اور چمکتی ہوی برق سی تلوارون نے حق سے باطل کو ممتاز دیندار سے ملحد کو جدا کر دیا تھا۔

اوسی اثناء مین جبکہ یہ نامی سلطان ممالک محروسہ اسلام کے انتظام اور

خانہ جنگیون کے اصلاح مین مصروف تہا وقتاً فوقتاً موقع ومحل ووقت دیکہکر اون مسیحیون کی سرکوبی کیطرف بہی مایل ہوجاتا تہا جنہون نے اپنی سفاکانہ حرکات سے دنیاء اسلام ہی مین نہین بلکہ تمام عالم مین اپنے کو وحشی ثابت کررکہا تہا اور وقت بیوقت جا وبیجا بیگناہ اسلامیون کے خون سے اپنے ہاتہون کو رنگتے تہے - اشتیاق تو یہی کہہ رہا ہے کہ ہم اس جملہ معترضہ سے اعراض کرکے جہانتک ممکن ہو تا کمال تیزی سے اوس میدان مین پونہچ جاتے جہانکہ اس سے پہلے اسی صدی مین مسیحی اسلامیون کی جانون کی کچہہ قدر وقعت نہین سمجہتے تہے اور کمال بیرحمی سے اوس مقدس مقام کے درودیوار کو جسکو کہ وہ خود مقدس سمجہتے ہین خدا کے بندون کے خون سے تختہ لالہ بنا رہے تہے اور اب وہی متبرک مقام اونہین مظلومون کے قبضہ مین آگیا ہے جنکو مسیحی اپنے زعم فاسد مین ظالم کہہ رہے ہین اور لطف یہ ہے کہ یہ ظالم صاحب قابو ہوکر ان نرم دل مسیحیون کو آزاد کئے دیتے ہین - لیکن ہم ان واقعات کو حسب وعدہ نہین کسی بڑے سلسلہ کو نہین چہیڑا چاہتے - آگے پہلے بیسان وعین جالوت وغیرہ کے خوفناک لڑائی کے میدان یا سلطانی غزوات کے ولبستہ سین دیکہ لیجئے بعد ازان ہم اور آپ الملک الناصر الغازی سلطان صلاح الدین یوسف ہی کے ساتہہ ساتہہ بیت المقدس کے زیارت کو چلین -

عزم بیسان

یہ تو آپلوگون کو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ سلطان مہم آمد سے فارغ ہوکر حلب کیطرف آیا تہا اور حلب بہی بصلح مقبوضات سلطانی مین داخل ہوگیا تہا ۲۲ ربیع الثانی ۵۷۹ھ تک یہین مقیم رہا تیسوین ۲۳ ماہ مذکور کو بغرض اجتماع عساکر حلب سے روانہ ہوکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ۳ جمادی الاول کو دمشق مین پونہچا چہبیس ۲۶ روز مین جہاد کا سامان درست کرکے ستائیسوین جمادی الاول کو دمشق سے

روانہ ہوا اور کسیقدر مسافت طے کر کے جسر خشب پر خیمہ زن ہوا۔ نو روز تک بغرض ترتیب عساکر یہین مقیم رہا دسوین روز ۸ رجمادی الثانی سنہ مذکور کو یہان سے روانہ ہوکر نہر اردن[1] عبور کر کے ۹ رجمادی الثانی کو بیسان[2] کے قریب پونہچا تہا کہ صلاحیہ مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا۔ دسوین تاریخ کو اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔ اہل بیسان بخوف جان چونکہ پہلے ہی سے شہر چہوڑ کر پہاڑونمین پناہ گزین ہو گئے تہے حملہ کا کچہہ جواب نہ ملا عساکر اسلامی آگے بڑہے تو کیا دیکہا کہ اہل شہر پہاڑونکی بلند چوٹیون پر متمکن ہین اور وہین سے تیر زنی کر رہے ہین۔ سلطانی فوج نے بہی وہین پڑا جما دیا۔ پانچ روز تک برابر دور کی لڑائی ہوتی رہی چہٹے روز اسلامی لشکر اس غرض سے پیچہے ہٹ آیا کہ شاید نصارے بطمع حفظ مال و اسباب پہاڑ سے اُتر آئین لیکن جب نصرانی پہاڑون پر سے نہ اُترے تو یہ لوگ حسب خاطر خواہ شہر کو تخت و تاراج کرتے ہوئے آگے بڑہے۔

بعد اسکے ہمارا نامی سلطان جبکہ بیسان سے روانہ ہوکر ادس چشمہ پر خیمہ زن تہا جو کہ جالوت[3] کے سرحد پر واقع ہے اسوقت عزالدین جبردیک اور جاولی اسدی معہ ایک جماعت ممالیک نوریہ و اسدیہ کے آئے اور لشکر کرک اور شوبک مقابلہ کا حال گذارش کیا جو کہ نصرانیون کے کمک کو آرہا تہا اور راستہ مین سے

حاشیہ: عین جالوت

---

[1] نہر اردن کو نہر العوذا اور نہر الشریعہ بہی کہتے ہین۔

[2] بیسان ایک چہوٹا سا شہر بلاد شہر پناہ کے غور کے غربی جانب واقع ہے اس شہر کے جنوبی جانب پہاڑ ہے اور شرق کیطرف نہر ہے۔

[3] جالوت ایک شہر مضافات فلسطین سے ما بین نابلس و بیسان کے ہے یہ شہر ایک عظیم الشان دریا کے کنارہ پر آباد ہے۔

بعد مقابلہ نشو عیسائیون کو گرفتار کر لیا تہا چودہوین جمادی الثانی کو یہ خبر پونہچی
کہ مسیحی افسر ایک جمعیت کثیرہ کے ساتہہ صفوریہ سے مجتمع ہو کر فولہ کیطرف بقصد
لڑای آرہا ہے۔ سلطان نے یہ سنتے ہی فوراً اپنے لشکر کو میسرہ اور میمنہ اور قلب
اور مقدمہ پر مرتب کرکے مقدمہ کو آگے بڑہایا اس مقدمہ مین پانچسو چُنے ہوئے
تیرانداز تہے۔ مسیحی صلیبی فوج اور اسلامی ابراہیمی لشکر کا مقابلہ اوسی نہر
یا چشمہ پر ہوا جسکے کنارہ جالوت آباد تہا۔ یہ لڑائی بہت ہی خوفناک صورت
دکہلا رہی تہی پہر دن چڑہے سے شروع ہوئی تہی اور برابر شام تک اسکا
سلسلہ جاری رہا شام ہوتے ہی لڑائیکا بازار سرد ہو گیا طرفین مین سے
کسیکو اپنے مورچہ پر لوٹ آنیکی تاب نہ باقی رہی اوسی نہر کے کنارے ٹہیر گئے
صبح کو اسلامی لشکر کا قلب بہی جسمین کہ ہمارا نامی سلطان تہا مقدمہ سے آملا
لیکن مقدمۃ الجیش ہی کا خوف نصرانیون کے دلون پر کچہہ ایسا چہا گیا
کہ دوسرے دن مقابلہ کو کوئی متنفس مسیحی لشکر سے نہ نکلا ناچار تیسرے روز سلطان
نے مع اپنے لشکریون کے طور کیجانب اس خیال سے کوچ کیا کہ شاید نصرانی
اپنی شکستہ حالت درست کرکے پہر مقابلہ پر آجائین لیکن اوس جری بہادر سلطان
کا یہ خیال ہی خیال تہا کیونکہ ۱۸ ماہ مذکور کے صبحکو نصرانیون نے لڑای سے
منہہ پہیر کر مراجعت کو مقابلہ سے افضل سمجہا فولہ تک اسلامی لشکر تعاقب
مین گیا لیکن جب انمین سے کوئی نصرانی لڑائی کے خوفناک میدان مین سر
فروشی کرنے نہ آیا تو بمجبوری اسلامی لشکر بہی معاودت پر مائل ہو گیا۔ اثنائے
راہ مین جو قریہ[1] یا چہوٹے چہوٹے قلعہ نصرانیون کے ملتے گئے اسلامی لشکر

---

[1] اس معاودت مین اسلامی لشکر نے شہر عفربلا کو جو کہ بیسان اور طبریہ کے قریب آباد تہا
ویران اور بیسان مزارعین کے قلعون کو بہی ہمدوش زمین کر دیا تہا۔ اور علاوہ اسکے چہوٹے چہوٹے
اور گاؤن کو بہی جلادیا تہا جنکے نام سے ہمکو آگاہی نہین ہوئی۔

اونکو تخت وتاراج کرتا جلاتا پھونکتا ہوا مظفر ومنصور فواریس پونہچا۔ سلطان نے اس مقام سے اپنی فوج ظفر موج کو بغرض آسائش رضا دیا اور خود بتاریخ پنجشنبہ چوبیسوین ماہ مذکور کو دمشق مین داخل ہوا۔

سلطان نے کرک پر دو حملے کئے پہلا حملہ

اوسی اثنا رمین کہ ہمارا نامی سلطان بلاد اسلامیہ کے حفاظت اور خانہ جنگیون کے رفع ودفع مین مصروف تھا کرک پر دوبار حملہ کیا ایک تو بعد واقعہ سابقہ ۱۳ رجب ۵۷۹ھ کو دمشق سے بقصد اعلاء کلمۃ اللہ روانہ ہوا اور اپنے روانگی سے پہلے اپنے بھائی ملک العادل کو جو کہ مصر مین تھا کرک پر حملہ کرنیکو لکھدیا تھا چنانچہ چوتھی شعبان سنہ مذکور کو ملک العادل اور سلطان اور نیز اطراف وجوانب کے نصرانی بھی بغرض حمایت کرک اوسی روز کرک کے قریب پونہچگئے۔ سولہوین شعبان کو ایک خفیف سی لڑائی ہوئی جس سے طرفین کا زیادہ نقصان نہین ہوا اور دوسرے روز فریقین اپنے اپنے دار الحکومتہ کو واپس گئے اس واپسی کا ظاہری سبب کچھہ معلوم نہین ہوا۔

دوسرا حملہ

دوسرے بار ماہ ربیع الثانی سنہ ۵۸۰ھ مین کرک پر ہمارے اسلامی ہیرو نے حملہ کیا اس مرتبہ کئے مہینہ پیشتر سے جہاد کا انتظام ہو رہا تھا چنانچہ اٹھارہوین صفر سنہ مذکور کو ابن قرا ارسلان نور الدین اسی غرض سے حلب سے ہوتا ہوا معہ ملک العادل کے چھبیسوین صفر سنہ مذکور کو دمشق مین سلطان کیخدمتمین حاضر ہوا چند دنون بانتظار ملک المظفر دمشق ہی مین مقیم رہے آخر الامر سلطان کو تاب انتظار کہان تھوڑے سے چنے ہوئے جانبازون کو ہمراہ لیکر کرک کیطرف روانہ ہوگیا بعد اوسکے معہ بقیہ لشکر کے ملک العادل اور ابن قرا ارسلان اور ملک المظفر جو کہ مصر سے معہ اہل وعیال ملک العادل کے آگیا تھا بطور ساقہ کے روانہ ہوے ۴ جمادی الاول سنہ ۵۸۰ ہجری کو یکے بعد دیگرے اسلامی لشکر کرک کے قریب پونہچگیا سلطان نے پونہچتے ہی کرک کا محاصرہ کرلیا

اور ربضہ پر منجنیقون کے نصب کرنیکا حکم صادر فرمایا حصار کے توڑنے مین نصرانیون کو کامیابی تو ہو گئی لیکن ربضہ (ربض) مین ناکامی ہی رہی پہلے ہی حملہ مین شہر ربضہ (ربض) پر اسلامی لشکر کا قبضہ ہو گیا۔ البتہ قلعہ ربضہ اسوجہ سے کہ ما بین شہر و قلعہ ایک خندق تقریباً ساٹھ گز عمیق حائل تھی نصرانیون کے ہاتھون مین رہا۔ گو سلطان اس خندق کے پُر کرنیکی طرف خاص طور سے متوجہ ہوا لیکن چونکہ نصرانی قلعہ کے فصیلون سے تیر اور منجنیقون سے پتھر برسا رہے تھے اسوجہ سے خندق سے لشکر اسلامی عبور نکر سکا اخیر اخیر اس امر کی بھی کوشش کی گئی تھی کہ خندق پر ایک مسقف پل بنا دیا جائے تاکہ اوسکے اندر سے بحفاظت تمام لشکر اسلامی قلعہ کے فصیلون تک پہنچ جائے عجب نہ تھا کہ اسمین مسلمانون کو کامیابی ہو جاتی لیکن سلطان کو اس خبر نے کہ ان نصرانیون کے مدد کو اور مسیحی لشکر آرہا ہے اس تجویز کے عمل درامد کو پیچھے روک دیا اور خواہ مخواہ اس امر پر آمادہ کر دیا کہ پہلے اُس آنے والے لشکر کو شکست دینا چاہئے بعد اُسکے اس قلعہ کے بلند برجون پر اسلامی پھریرہ کا اوڑنا آسان ہو جائیگا چنانچہ اسی خیال سے قلعہ ربضہ سے دست کشی کر کے اینوالے مسیحی لشکر کیطرف بڑھا لیکن افسوس ہے کہ صعوبت راہ اور خشونت ارض نے منزل مقصود تک اسکو نہ پہونچنے دیا مجبورانہ اثنائے راہ مین مسیحی لشکر کے انتظار مین ٹھیر گیا۔ دو چار روز کے بعد جب حریف مقابل نے بخوف و خیال خطر اپنے مقام سے حرکت نہ کیا تو سلطان یہانسے بھی کوچ کر کے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن

---

۵۱ ربضہ یا ربض کرک کے مضافات سے ہے۔ ایک ہی پہاڑ پر شہر اور قلعہ ہے قلعہ کو چارونطرف سے ایک عمیق خندق گھیرے ہوئے ہے۔

ہوا اور چند منتخب آدمیون کو جو کہ جاسوسی کا کام عمدہ طور سے کر سکتے تھے اسی مقام پر
بھیج دیا نصرانی موقع محل دیکھکر اوسی شب کو جس روز کہ سلطان نے یہانسے کوچ
کیا تھا کرک کیطرف روانہ ہو گئے اور سلطانی جاسوسون کو روانگی کیوقت اطلاع
تک نہوئی ہمارے سلطان کو اس حال سے آگاہی اسوقت ہوئی جبکہ نصرانیون
کا وہ گروہ کرک مین پہونچگیا تھا اسوجہ سے اسنے کرک کی کامیابی کو کسیقدر
دشوار سمجھکر شہر نابلس[ا] پر حملہ کیا۔ لشکریون نے اس شہر کے کئی محلون مین
آگ لگا دیا جو اسلام لائے وہ تو مامون ہوئے اور باقی عیسائی بعض قتل
اور اکثر قید کر لئے گئے بعد اسکے ہمارے سلطان کا لشکر ظفر پیکر سبسطیہ[ب] کیطرف
تیزی کے ساتھہ بڑھا اور بجلی کیطرح ایکدم مین اوسکا اوس میدان کو جو کہ تثلیث
کے تاریکی مین مدتون سے پڑا تھا توحید کی برقی روشنی سے منور کر دیا۔ اور نیز ان
مظلوم مسلمانون کو جو کہ عرصہ دراز سے نصرانیون کے پنجہ غضب مین گرفتار تھے
قید کی زحمت سے آزاد کر دیا ان مسلمان قیدی رہائی یافتون نے مسلمانون
کی جماعت کی کمی کو جو کہ بعض اسلامیون کے شہید ہو جانیسے ہو گئی تھی پورا
کر کے حنینین کو خاطر خواہ غارت کیا۔ علاوہ ان شہرونکے وقت معاودت
اثناء راہ دمشق مین جو شہر و قریہ ملتے گئے اسلامی بہادرونکی جولانگاہ بنے
گئے۔ یمیناً و شمالاً ایسا کوئی شہر یا قریہ نظر کیلئے نہین ملسکتا کہ جسپر اسلامی
لشکر نے بعد عرض اسلام حملہ نہ کیا ہو اور اسکو اپنا تختہ مشق نہ بنایا ہو۔

[ا] نابلس ایک مشہور شہر سرزمین فلسطین مین دو پہاڑون مستطیل کے درمیان نہایت سرسبز و شاداب
بیت المقدس سے دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہودیونکی خیال مین اصل بیت المقدس یہی ہے۔
[ب] سبسطیہ نابلس سے دو روز کے راستہ پر واقع ہے اسکو بعض لوگ مضافات بیت المقدس سے شمار کرتے ہین اور بعض فلسطین کے متعلقات
سے کہتے ہین۔

اسلامی لڑائیون کا سلسلہ

بعد ان واقعات کے ۷ رجمادی الثانی یوم شنبہ کو ہمارا سلطان دمشق مین پوہنچا پہر بعد اسکے ۵۸۲ھ تک بقصد جہاد دمشق سے کسیطرف نہین خروج کیا۔ ہان البتہ وقتاً فوقتاً خانہ جنگیون کے رفع دفع کرنیمین مشغول ہو جاتا تہا۔ ہم اُن معاملات کو جوکہ خانہ جنگیون کے متعلق تھے اس سے پہلے تفصیلاً بیان کر چکے ہین اور انہین معاملات کے اثناء مین سلطان نے جو دو چار حملے کئے تھے انکو بھی غیر مرتب طور سے اسی جہادی سلسلہ مین لکہہ چکے ہین۔ اب ہم حسب وعدہ اوس بڑے جہادی سلسلہ کو چہیڑا چاہتے ہین جسکے دیکہنے اور سننے کا ایک عالم مشتاق ہو رہا ہے آیئے اسلامی چمکتی ہوئی تلوارون کا جوہر دیکہئے اور اس گروہ کی شجاعت مردانگی عالی حوصلگی کی داد دیجیئے جنہون بعد پچاس سال کے بیت المقدس کے بلند پہاڑیون کی چوٹیون پر دوبارہ اسلامی پہریرہ اوڑایا ہے یہ وہی اسلامی گروہ ہے جنکے رگون مین جوش سے بہرا ہوا اسلامی خون دوڑ رہا ہے یہ وہی عالی حوصلہ بلند خیال ہے جوکہ نصرانیون کو بے قابو بناکر ازاد کر دیتا ہے۔ کیا آپلوگ نصرانیون کی اُس ظلم اور عداوت سے مطلع نہین ہین جوکہ اس سے پچاس ساٹھہ برس پہلے انکے ہاتہون جبکہ بیت المقدس مسلمانون کے قبضہ سے نکلگیا تہا کیا کیا ستم اسلامیون پر ہوئے تھے۔ اور بعد اسکے جب اسلامی پہریرہ یروشلیم کے مقدس مینارون پر اوڑا گیا ہے تو باوجود صاحب قابو ہونیکے کسی متنفس مسیحی کو کسی قسم کا صدمہ تک نہین پوہنچایا۔

اگرچہ ہمارے نامی اسلامی ہیرو کا مقصود اصلی اس جہاد و غزا سے فتح یروشلیم تہا لیکن چونکہ اُسکے کل اطراف و جوانب نصرانیون کے قبضہ مین تہے اسوجہ سے پہلے اُسنے بیت المقدس کو شمالاً و جنوباً غرباً و شرقاً نصرانیون سے پاک و صاف کیا بعد اُسکے بیت المقدس سے متبرک مقام پر مسلمانون کو دوبارہ قابض و متصرف کر دیا

انتظام جہاد

سلطان نے ۵۸۳ھ مین ملک الافضل علی کو مصر سے طلب کر کے دمشق

اور اطراف دمشق کا حاکم کردیا اور حلب سے ملک العادل کو مع اپنے ملک العزیز عثمان کے مصر کیطرف روانہ کیا یہ جدید انتظامات اس غرض سے تھے کہ یہ لوگ اپنے اپنے بلاد مفوضہ مین پہونچکر جہاد کا سامان تیار کرین اور حلب کو ملک الظاہر کے سپرد کیا اور خود شروع ماہ محرم ۵۸۲ھ مین جہاد کا سامان درست کرکے پندرہوین ماہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہوکر مقام نیطرہ مین عساکر شامیہ اور مصریہ کے انتظار مین فروکش ہوا - جسوقت عساکر شامیہ بارگاہ سلطانی مین داخل ہوا سلطان نے کل فوج کا کمان افسر ملک الافضل علی کو مقرر کرکے مقدمہ اور میسرہ و میمنہ سے مرتب کرکے آگے بڑھنے کا حکم صادر فرمایا اور خود ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے بصرے کیطرف روانہ ہوا -

بصری کیطرف سلطان روانہ ہوا

اسکے وجہ یہ تہی کہ سلطانکو مخبروں نے یہ خبر دی تہی کہ پرنس ارناط (آرنلڈ) صاحب کرک اس سال حجاج کے قافلے سے ضرور تعرض کریگا جہانتک ممکن ہوگا امن طریق مین خلل اندازی کریگا - بعد اسکے مصری لشکر کے اوس گروہ پر شبخون مارنگا جو کہ بطلب سلطان جہاد کیلئے جارہا ہے چنانچہ ہمارا نامی اسلامی ہیرو اس امر کے انسداد کے غرض سے پرنس ارناط (آرنلڈ) کے سرحدی ممالک کے قریب مقام بصرے مین خیمہ زن ہوا لیکن پرنس مذکور کو جب اس کی اطلاع ہوی تو اپنے حدود سے ایک قدم بہی باہر نہ نکلا اور حجاج کا قافلہ جنمین منجملہ اعزہ سلطان کے سلطان کا بہانجا بہی تہا بعافیت تمام اس خطرناک راستہ سے گذر گیا -

بعد اسکے سلطان نے پہر کرک کیطرف توجہ کیا اور اسی مقام سے متعدد سرایا بلاد کرک اور شوبک پر روانہ کئے - چونکہ پرنس ارناط (آرنلڈ) بخیال وخوف سلطان اپنے مقام سے حرکت نہ کرسکتا تہا اور قرب وجوار کے نصرانی اسلامی لشکر

کے اوس گروہ کے خوف سے اپنے آباد ممالک کو چھوڑ کے سلطانی سرایا سے
تعرض نہ کرتے تھے جو کہ ملک الافضل کے کمان مین تھا۔ سلطانی سرایا نے
خاطر خواہ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور اندازہ سے زیادہ مال غنیمت لیکر واپس آئے
اوسی اثناء مین کہ یہ نامی اسلامی ہیرو بلاد کرک اور شوبک
کیطرف سرایا روانہ کر رہا تھا ملک الافضل نے بھی حسب تحریر سلطان
ایک دستہ مستعد کار آزمودہ فوج کا بسرگروہی مظفر الدین بن زین الدین
والی حران والرہا کے بلاد عکا کیطرف روانہ کیا۔ فوج کے اس حصہ مین
قایماز نجمی اور دلدارم یا فوقی نامی امرا بھی شریک تھے جسوقت یہ گروہ
پر شکوہ شب بھر چلکر صبح ہوتے ہی صفوریہ مین پہنچا ماہ صفر ۵۸۳ھ
کا آخری دن ختم ہونیوالا تھا کہ مسیحی لشکر بھی صلیبی نشان لیئے ہوئے مقابل
پر آ گئے رات بھر فریقین نہ سوئے اسلامی بہادروں کو تو اس ذوق و شوق
مین نیند نہ آئی کہ صبح ہوتے ہی انشاء اللہ تعالے لڑائی چھڑ جائیگی اگر اس دینی
مجادلہ مین ہم کام آئے تو شہید ہونگے جنت پائینگے اور اگر زندہ رہے مال
غنیمت پائینگے علاوہ غازی کہلائینگے سلطانی انعام و اکرام کی بھی مستحق
سمجھے جائینگے اور مسیحی جوانوں کو اس خیال نے بیداری کا سبق پڑہا دیا
کہ کلکے لڑائی مین اگر مارے گئے تو اوس سے کچھ بحث نہین ہے ہزارہا
مخمصات سے چھوٹ جائینگے روز روز کی لڑائی سے نجات ملجائیگی اور اگر
زندہ رہگئے اور جناب مسیح نے ہماری خبر نہ لی اور ان مشرکین (مسلمانوں)
کے ہاتھ پڑ گئے تو یقینی ساری عمر غلامی کرتے گذرے گی۔ فریقین کے
دماغون مین یہہ خیال پیدا ہو ہی رہے تھے کہ یکایک صبح کے سفیدی نے رات

لہ صفوریہ سرزمین شام مین طبریہ کے قریب اطراف اردن مین ایک چھوٹا سا شہر ہے

کی سیاہی کو دور کر دیا - اسلامی لشکر سے اذان و تکبیر کی آوازیں آنے لگیں
عیسائی بہی گہنٹے بجا بجا کے اپنی کامیابی کی دعائیں مانگنے لگے زیادہ عرصہ گذرا
تہا کہ آفتاب کی کرنیں نمودہو گئیں ادہر تو ایک اللہ اکبر کی آواز پر تلواریں نیام سے
باہر نکل آئیں اُدہر سے بہی بگل کی آواز پر ہر ایک سپاہی لڑنیکو مستعد ہو گیا
دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی - زوال آفتاب کے ساتہہ ہی مسیحیوں کی قوت
بہی زایل ہو چلی - ظہر کا آخری وقت تہا کہ نصرانیوں کے پاؤں اُکہڑ گئے
لڑائی کے میدان سے ایسے بے سروسامانی کے ساتہہ بہاگے کہ اپنے مقتولین
کو اوٹہا بہی نہ سکے نامی اور مشہور لڑانے اور لڑنے والے نصرانی مارے گئے
ایک بہت بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا - ہزیمت یافتوں کا تو حال معلوم نہیں کہ
کس طرف سے گئے اور کہاں پہونچے ہاں فتحمند گروہ کو ہم بتلا سکتے ہیں کہ اس
کامیابی کے بعد اطراف و جوانب کے شہروں قصبوں پر ہاتہہ صاف کرتے
ہوئے طبریہ کے راستہ سے اپنے ہیڈ کوارٹر میں آگئے - باوجودیکہ ممص
سنہیلی جو کہ مسیحیوں کے سردار پیشواؤں میں شمار کیا جاتا تہا طبریہ ہی میں موجود
تہا لیکن اوسنے اس سیلاب کے گذر جانے ہی کو غنیمت سمجہا اور مطلقاً اُنسے
تعرض نہ کیا -

سلطان کے ساتہہ بارہ ہزار سوار تہے

سلطان کے مبارک کانوں تک جسوقت اسلامی لشکر کی اس کامیابی کی
خوشگوار آواز پہونچی اُسیوقت ملک الافضل کیطرف روانہ ہوکر دوسرے روز ملک الافضل
کے کیمپ میں داخل ہوا یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ان دونوں اسلامی لشکروں کے اجتماع سے
بہی سامان کی تعداد بارہ ہزار سواروں سے ہرگز ہرگز متجاوز نہیں ہوئی سلطان
نے ایکروز یہاں قیام کیا دوسرے روز لشکر کو مرتب کر کے بقصد طبریہ روانہ ہوکر
اوسی روز شام کیوقت مقام اقحوانہ میں پہونچا -

قمص اور نصرانیون کی گفتگو

عساکر اسلامیہ کے اس جوش و خروش نے نصرانیون کے ایسے ہوش و حواس گم کر دئے کہ کیسکے منہہ سے صاف بات نہ نکلتی تہی مشہور نامی پادڑی اور پطرس قمص کے پاس گئے اور اُسکو سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ چونکہ پہلے ہی سے اپنے جماعت سے علیحدہ ہوکر سلطان سے عہد وپیمان کر چکا تہا اور اپنے ہمقوم سے کسقدر برہم ہوگیا تہا اسلامی لشکر کے مقابلہ پر تیار ہونا پسند نکرتا تہا۔ اثنائے گفتگو مین وہ لوگ کہتے گئے کہ اسمین شبہہ ذرا بہی نہین ہے کہ تو مسلمان ہوگیا ہے ورنہ مسلمانون کی ان زیادتیون کو برداشت نکر سکتا آج نہ فلان فلان نامی جنرلون کو قتل و قید کرنے مین توکلا بڑے بڑے مسیحی صاحب دولت پر حملہ کرینگے۔ نہ تجہہ مین حمیت مسیحیہ باقی ہے اور نہ کچہہ پاس مذہب ہے معلوم نہین کہ تیری اسقدر ہمت کیون پست ہوگئی ہے تو تو اس سے پہلے ایسا بزدل نہ تہا تونے بڑے بڑے نمایان کام کئے ہین تیری جوانمردی کا سکہ بیٹہا ہے دیکہہ مسیحی مذہب کو بدنام نکر۔ تیرے ذات سے ہمکو ایسی توقع نہ تہی تونے ایسے وقت مین پست ہمتی ظاہر کی ہے جبکہ اسلامی لشکر سر پر آگیا ہے۔

قمص سبہون کی باتین غور سے سنتا جاتا تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ یہ مرحلہ بہت دشوار پیش آیا ہے اگر مین اپنے ہمقومون کے مدد کو نہین اوٹہتا ہون تو یہ لوگ معلوم نہین میرے ساتہہ کیا برتاؤ کرین اور اگر انکا ہمدرد بنتا ہون تو عہد شکنی ہوتی ہے عجب تذبذب کی حالت ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہے غرضکہ انہین پیچیدہ باتون مین لپٹا ہوا تہا کہ پطرس نے قمص کو اپنا مخاطب بناکر صاف لفظون مین کہدیا کہ اگر تو نے قوم کی ہمدردی نہ کی تو یہ واضح رہے کہ تیرے تکفیر کا فتوےٰ دیدیا جائیگا تیرے عقد سے تیری

پیاری بی بی خارج ہوجائیگی مسیح تجھکو اپنے سایہ حمایت مین نہ لینگے روح القدس کی تحقیر قیامت تک پھٹکار رہیگی ہمارے مذہب مین مرتد ہونیسے زیادہ بدتر کوئی گناہ نہین ہے افسوس کی بات ہے کہ مسیح تو ہمارے گناہ کے کفارہ ہونیکیلیے مصلوب ہوں اور ہم اُنکے مذہب سے اعراض کرین۔

قیمص مقابلہ پر آمادہ ہوگیا

پطرس کے کلام پر قمص اکیلا ہی نہین رویا بلکہ حاضرین علیٰ چیخ چیخ رونے لگے تھوڑی دیر تک تو یہ مجلس یونہی گرم رہی بعد چند منٹ کے نصرانیوں کے آنسو تھمے قمص نے جیب سے رومال نکالکر آنسو پونچھے اور پطرس کے حضور مین اپنے خودکردہ پر پشیمانی ظاہر کی معافی چاہی اور پطرس وعمائدین نصاریٰ کے ساتھہ شاہ فرانس کے پاس گیا اور رعایا نے بہت بڑی فوج کے ساتھہ لیس وپیش کرتا ہوا صفوریہ کیطرف روانہ ہوا۔

اسلامیون کا مشورہ کرنا

جسوقت یہ خبر سلطانی کیمپ مین پونہچی جوکہ مقام اقحوانہ مین تھا اصحاب مشورے کو سلطان نے بغرض مشورہ اپنے دربار خاص مین طلب فرمایا اونمین سے اکثر تو یہ کہنے لگے کہ بہتر یہی ہے کہ مقابلہ نہ کیا جاے بلکہ مسیحیون کی قوت کو قتل وغارت اور شبخون مارنیسے ضعیف کردین اور بعضون نے یہ راے ظاہر کی کہ مناسب یہ ہے کہ ہملوگ قتل وغارت اور بلاد نصاریٰ کو ویران کرتے ہوے لوٹ چلین لیکن شرط یہ ہے کہ معاودت کیلئے کوی حیلہ شرعی میدان کرلین تاکہ اہل مشرق کی زبان طعن بند ہوجائے ورنہ وہ سب یہی کہینگے کہ مسلمان کے قتل پر تو شیر تھے لیکن کفار کے مقابلہ سے مُنہہ موڑکر چلے آئے۔

سلطان چند لمحہ تک عالم سکوت مین رہا کبھی تو ان رایون کو آن آنکھون سے دیکھتا تھا جیسے کوی دیندار حق پرست دنیا کی حسن معاشرت کو دیکھتا ہو اور کبھی نصرانیون کے ٹڈی دل لشکر کو اُن تیور سے ملاحظہ کرتا تھا جس سے کوئی شیر بر

بیٹھ رکریوں کے گلے کیطرف غصہ کیحالت میں دیکھتا ہو- تہوڑی دیر کے بعد سلطان
نے اپنی عالی رائے کو ان چند الفاظ کا لاینبغی ان تفرق ھذہ الجمع الا بعد
الجھد بالجھاد (یہ نامناسب ہے کہ جہاد میں کوشش کرنیسے پہلے یہ
جمیعت متفرق ہوجائے) مین ظاہر فرماکے آگے بڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔

فتح طبریہ

پانچوین روز مقام مذکور سے لشکر کو مرتب کرکے بائیسوین ربیع الثانی
۵۸۳ھ یوم چہارشنبہ کو بحیرۂ طبریہ کے قریب مقام صبرا مین ٹھہرا دوسرے
روز بعد نماز صبح اس مقام سے کوچ کرکے ادھی روز طبریہ کے غربی جانب
ایک پہاڑ کے چوٹی پر خیمہ زن ہوا گو نصرانیون کا کیمپ اس مقام سے بہت ہی
قریب تہا لیکن جبکہ کوئی متنفس اپنے خیمہ سے نہ نکلا تو سلطان نے بھی مصلحتاً
اپنے فوج کو پوشیدہ رکھا۔ نصف شب گذر چکی تہی کہ کل لشکر کو نصرانیون کے
مقابلہ مین چھوڑ کر تن تنہا معدود سے چند سوار ونکو لیکے طبریہ کے قریب پہنچ گیا
صبح ہوتے ہی نماز دو ظیفے سے فارغ ہوکر طبریہ پر حملہ کیا پہر دن بہی نہ گذرا تہا کہ سلطان
کی چمکتی ہوئی تلوار ون نے طبریہ کو فتح کرلیا۔ سلطانی جان نثار ون نے متعدد محلون
مین اگ لگادیا۔ بانہمہ کو خاطر خواہ لوٹا قریب تہا کہ قلعہ کے منیار ون پر بہی اسلامی
پھریرہ اڑا دیا جاتا لیکن اہل قلعہ نے فوراً دروازہ بند کرلیا اور اہل شہر قلعہ
کے اردگرد بجائے ایک دیوار کے ہوکر مقابلہ کرنے لگے اور قلعہ والون نے کنگرون
سے تیر باری شروع کردی۔ نصرانیون کے کیمپ مین اس خبر نے پہنچکر متعدد حواس
کردیا کہ انکے ہاتہہ کے طوطے اوڑگئے آپس مین مشورہ کرنے لگے بعضون نے مسلمان
سے مقابلہ اور مقاتلہ کا مشورہ دیا اور بعضون نے شبخون مارنیکا اشارہ کیا لیکن قمص
نے ان سبھون سے اختلاف ظاہر کیا اور صاف صاف کہدیا کہ تملوگ ناحق پریشان
ہورہے طبریہ مرا اور میری بی بی کا تہا صلاح الدین نے جو کچھ کیا اچھا کیا مین

ؔ طبریہ ایک چھوٹا سا شہر اعمال اردن سے دریا کے کنارہ دمشق سے تین منزل کے فاصلہ پر مستطیلاً آباد ہے یہانسے بیت المقدس
بہی غالباً تین ہی منزل کے مسافت پر ہوگا۔ اسکے غربی شمال و جنوب مین پہاڑ ہے اور شرقی جانب ندیا ہے۔

اہیں امر پر بھی راضی ہون کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرلے اور میری بی بی کو بھی لیلے مجکو کچھہ عذر نہین ہے فو اللہ لقد رایت عساکر الاسلام قدیماً و حدیثاً مارایت مثل ہذا العسکر الذی مع صلاح الدین کثرۃً و قوۃً (بخدا مینے اسلام کے نئے اور پورانے لشکر دیکھے ہین لیکن صلاح الدین کے لشکر کیطرح قوت اور کثرت مین نہین دیکھا) جب تک صلاح الدین طبریہ مین ہے اسوقت تک کسیکی یہ مجال نہین ہے کہ طبریہ پر قبضہ کرسکے ہان یہ ممکن ہے کہ جب صلاح الدین طبریہ کو چھوڑکر دوسرے طرف متوجہ ہو فوراً اسپر قبضہ کرلینا۔

پرنس ارناط اور تمص کی گفتگو

پرنس ارناط (آرنلڈ) بہت غور سے تمص کی تقریر سنتا رہا پہلے تو کمال استقلال اور صبر سے بیٹھا ہوا سن رہا تھا اخرالامر جب ضبط نہو سکا تو اثناے کلام مین ملامتانہ کہنے لگا کہ تمص تیرا خوف بہت بڑھتا جاتا ہے مسلمانون کو معلوم نہین کہ تونے کیا سمجھہ رکھا ہے اولاً تو وہ ہمسے بدرجہا کم ہین اور اگر بفرض زیادہ بھی ہوتے تو کیا النار لا یضرہا کثرۃ الحطب (آگ کو لکڑی کی کثرت کچھہ نقصان نہین پہونچا سکتی) مین اگر تیرے جگہہ پر ہوتا تو میرے ہمت و جوانمردی کو دیکھتا۔ ان معدودے چند سے اسقدر خائف ہونا بالکل خلاف عقل ہے جبکہ ہمارا مسیح ہمارے مددپر ہے اوسنے گو ہمکو حلم اور تحمل کا سبق پڑہایا ہے لیکن یہ نہین کہا کہ جب یہ ملحد (مسلمان) ہمارے مقدس مقامات کا قصد کرین تو کچھہ تعرض نکرنا گو انسان خوری ممنوع ہے لیکن ہمارے نزدیک انکا کچا گوشت کہانا روا ہے۔

نصرانیون کی تیاری

تمص تو ہان ہون کرتا ہی رہا لیکن مسیحیون کے تن مردہ مین اس تقریر نے ایک تازہ روح پہونکدیا فوراً مسلح ہوکر اوٹھہ کھڑے ہوئے اور طبریہ کیطرف طوفان بے امتیازی کیطرح بڑھے۔

طلایہ اسلامیہ نے نصرانیون کی نقل و حرکت سے سلطان کو مطلع کیا سلطان فوراً طبریہ سے معاودت کرکے اپنے لشکر مین آملا۔ اور کمال تیزی سے لشکر کو مرتب کرکے بقصد مقابلہ روانہ ہوکر اسلامی کیمپ سے پورب اور طبریہ کے پچہم اس پہاڑی کے نیچے جس سے ایک شیرین پانی کا چشمہ کمال لطافت سے جاری تہا مقیم ہوا۔

مصاف

ابلوگون کو یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ اسلامی بہادرون اور مسیحی جوانون سے مڈبہیڑ اسی مقام پر ہونیوالا ہے اس مقام کا نام لوبیا ہے دس پانچ گہرون کا ایک گانون اسکے قریب ہے جسکو اہل قریہ بخوف جان چہوڑکر بہاگ گئے تھے خالی مکان پڑے تھے کتے بلی تک کی صورت نہین دیکہلای دیتی تہی اس سے اس گانون کے دیکہنے والے سمجہہ سکتے کہ اہل قریہ نے اس گانون کو کم از کم مہینہ بیس روز ضرور ہوئے ہونگے کہ خالی چہوڑکر چلے گئے ہین اس مقام کے چارونطرف پانچ پانچ چہہ چہہ کوس تک پانی نہین ملتا ہان ایک وہی چشمہ ہے کہ جسکے کنارے بہادر اسلامی لشکر پڑا ہوا ہے اور نصرانیون کا مورچہ اسکے مقابلہ مین برابر مستوی زمین ہے لیکن زمین ریتیلی ہے اور پانی کی کمی ہے کیونکہ بڑے چشمہ پر تو اسلامی لشکر پڑا ہے اور جو اس سے چہوٹے چہوٹے چشمے ادہر ادہر نکل گئے ہین وہ اتنے جم غفیر کو کفایت کرتے نظر نہین آتی فصل کا یہ حال ہے کہ گرمی شدت کی پڑرہی ہے بادصرصر کے جہونکے اطمینان سے ایک حالت پر نہین رہنے دیتے پرندے تک اپنے اپنے گہونسلے چہوڑ چہوڑکر سایہ دار مقام ڈہونڈہتے پہرتے ہین۔

سلہ طلایہ اوس طلیعہ لشکر کے اوس حصہ کو کہتے ہین جو کہ کیمپ کی ہر چہار طرف سے محافظت کرے اور نیز مخالف کے نقل و حرکت کو دیکہتا رہے۔

پیاس سے ہونٹھ خشک ہوئے جاتے ہین گھڑون پانی پیتے جاتے ہین اور پیاس نہین بجھتی - اسلامیون کے چہرون سے بشاشت اور اطمینان کے آثار نمایان ہین غزا اور شہادت کے شوقین ایسے ہوے ہین کہ جا مین نہین سماتے ہر شخص مرنے اور مارنے پر مستعد ہو رہا ہے ع سالِ کہ نیکو راست از بہارش پیداست کے مصداق بنے ہوئے ہین نصرانیون کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھیے تو انپر عجیب قسم کی مایوسی چھائی ہے اگرچہ ہر شخص پر ایک خاص خوف طاری ہو رہا ہے لیکن علاوہ جان کے ایک ایسا خوف مہیب صورت دکھلا رہا ہے کہ جس سے بڑے بڑے مدبرون کے ہوش و حواس بجا نہین ہین ایک دوسرے کا حسرت سے منھہ دیکھہ رہے ہین کسی سے کچھہ بن نہین آتا - غالباً آپلوگ سمجھہ گئے ہونگے کہ پانی کی کمی کے سوا اور کسی چیز کا خوف مسیحی مدبرون کے زہرہ کو آب آب نہین کر سکتا - کیونکہ لڑائی اونکی بہی گھٹیون مین پڑی ہے لڑائی کے میدان کو یہی او نہین آنکھون سے دیکھتے ہین جن آنکھون سے لڑکے کھیل کود کے وسیع میدان کو دیکھتے ہین لیکن قدرتی مجبوری کا چارہ ہی کیا تہا شب بنہ تو فریقین لڑائی کے شوق اور انتظار مین جیون تیون گذر ائی صبح ہوتے ہی ادہر اسلامی لشکر سے اذان کی آواز آئی لشکری اوٹھے حوائج ضروری سے فارغ ہوکر اپنے تنکدل سلطان کے ساتھہ فریضہ صبح ادا کرکے پہرہ جمانے مین مصروف ہوے سلطان بہی اپنے معمولات ختم کرکے لشکر کے ترتیب مین مشغول ہوا ادہر نصرانیون کا بگل دنیا تہا کہ مسیحی فوج بہی تیار ہوکر مقابلہ پر اگئی - کچھہ دیر تک تو طرفین کے تیر انداز اپنے اپنے جوہر دکھاتے رہے - پہر دن نہ چڑھا ہوگا کہ ایک دوسرے سے دست بدست لڑنے لگے - اسلامی بہادرون نے جو کارنمایان اس لڑائی مین کئے وہ قابل اسکے ہین کہ اُس خیال سے

صفحۂ تاریخ پر سب سے پہلے صاحب السیف اہنین کو لکہا جاے تقریباً تین گہنٹہ کامل تلوار کی لڑائی ہوتی رہی دوپہر ڈہلنے کے بعد کسیقدر لڑائی کا بازار سرد ہوگیا تہا صرف دور ہی دور سے تیر اندازی ہو رہی تہی کہ اسی اثنا مین اذان کی اواز ائی اور ایک گروہ اسلامی لشکر کا ادا ے فریضۂ ظہر کے غرض سے مصاف سے پہر کر اپنے مورچہ کے قریب پہونچا اور وضو کر کے نماز پڑھنے مین مصروف ہوا دو رکعتین پڑھکر واپس گیا اور دوسرا گروہ آیا اور اوسنے بقیہ دو رکعتین پوری کر کے مصاف کیطرف رخ کیا۔ پہلا گروہ جو دو رکعتین پڑھکر حریف کے مقابلہ مین چلا گیا تہا پہر واپس آیا اور اپنی دو رکعتین باقی ادا کر کے اطمینان کے ساتہہ اپنے مد مقابل حریف سے مڈبہیڑ ہوگیا اسیطرح اسلامی لشکر کے اس پچہلے حصہ نے بہی اپنی نماز پوری کی اور سلطان وظیفہ سے فارغ ہو کر یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء ولکن لا تشعرون (اے ایمان والے بندو جو شخص کہ اللہ کے راہ مین قتل کیا جاے اوسکو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے تمکو اس کا امتیاز نہین ہے) پڑہتا ہوا مصاف کیطرف بڑھا اور لڑائی کا بازار پہر تہوڑی دیر کیلئے گرم ہوگیا مسیحی لشکر کل سوار و پیادہ ایکجا ہو کر اسلامی عساکر کے حملون کے جواب دیتے ہوے طبریہ کیطرف چلا۔ سلطان نصرانیون کے اس مقصد کو کہ یہ پانی کی طمع مین طبریہ کیطرف جا رہے ہین تاڑ گیا اور فوراً بنفس نفیس ایسا حملہ کیا کہ نصرانی مجبوراً اسطرف سے پہر کر میمنۂ سلطانی پر حملہ کیا تقی الدین عمر برادر زادہ سلطان نے مصلحتاً مقابلہ نہ کیا بلکہ قصداً نصرانیون کو نکل جانیکا موقع دیدیا نصرانی یہ سمجہکر کہ موقع بہاگ جانیکا اچہا ہے بہت تیزی سے آگے بڑھے۔ اسلامی لشکر کا ایک دستہ جو کہ پہلے ہی سے کمین مین بیٹہا ہوا تہا اوسنے

گہاس کے اون انبار وینین جنکو نصرانیون نے دہس کے طور پر قایم کر رکہا تہا
آگ لگا دیا مسیحی تو پہلی ہی سے گرمی اور پیاس کے شدت سے بیتاب ہو رہے تہے
اس آتش زنی سے اور زیادہ پریشان ہو گئے فصل اور پیاس کی گرمی پریشانی
اور دہوان کی کثرت نے صلیبیون کو بہاگنے پر آمادہ کر دیا تہا لیکن شب نے
بالفعل نصاریٰ کو ہزیمت سے اور مسلمانون کو تعاقب و قتل سے روک لیا
رات بہر فریقین اپنے اپنے مورچون مین ہوشیاری سے جاگتے رہے جسقدر
مسلمانون کو اپنی کامیابی کا یقین تہا اوسیقدر عجب نہین کہ نصرانیون کو اپنی
زیست سے ناامیدی تہی۔

ہزیمت قمص اور واقعہ حطین

دوسرے دن صبح ہوتے ہی ہنوز آفتاب کے روشنی سے مصاف کا وسیع
میدان روشن نہ ہونے پایا تہا کہ اسلامی لشکر مرتب ہو کر لڑائی کے میدان
مین آگیا چار ناچار مسیحی لشکر بہی مقابلہ کیلئے مسلح ہو کر نکلا۔ لڑائی چہڑتے ہی
قمص مع چند دستہ فوج کے جان چہپا کر مصاف سے صور کیطرف بہاگا
تہوڑی دور تک اسلامیون نے تعاقب تو کیا لیکن قمص ایسا بہاگا کہ اوسکے
گرد تک نہ پونہچے بقیہ نصرانیون نے جب اپنے کو محاصرہ مین دیکہا اور زیست سے
ناامید ہوئے تو سبہون نے ایسے متعدد حملے کئے جس سے یہ امید کیجا سکتی تہی
کہ مسلمان عنقریب اپنے موقف سے پیچہے ہٹ جائینگے لیکن چونکہ لطف الٰہی
شامل حال تہا اسلامی لشکر نے دایرہ کیطرح نصرانیون کو اپنے محاصرہ مین کر لیا
اور اپنی چمکتی ہوی جوہر دار تلوارون سے ایک کو دو اور دو کو چار کرنے لگے
اگر ہمارا رحمدل سلطان ترس کہا کر نصرانیون کو حطین تک چلے جانیکا
موقع نہ دیتا تو ہم یقین کر سکتے ہین کہ اون محصور نصرانیون مین سے
کوئی بہی جانبر نہوتا نصرانیون نے حطین مین پونہچکر خیمون کے نصب کرنیکی

سلہ حطین ایک قریہ یا مین طبریہ اور عکا کے واقع ہے طبریہ اور حطین مین دو کوس کا فاصلہ ہے۔ اسکے قریب
ایک گانون ہے جسکو حارہ کہتے ہین اور وہان شعیب علیہ السلام کی قبر ہے۔

بہت کچھہ کوشش کیا لیکن اسلامی لشکر کے حملون نے اسقدر مہلت ندی
ہان بڑے جد و جہد سے ایک خیمہ اپنے بادشاہ کیلیئے نصب کر لیا تھا اس گروہ میں جو کہ
حطین مین پونہچگیا تھا ڈیڑہ سو کے قریب عیسائی تھے یہ سب کے سب مشہور
اور شجاع نصرانیون مین سے تھے ان جیدلیس ماندون نے بہت بڑی
دلیری سے اسلامیون کا مقابلہ کیا ـ ملک الافضل کا یہ بیان ہے کہ یہ پہلی
لڑائی تھی کہ جسمین مین بذاتہ شریک ہوا تھا مینے اپنے آنکھون سے دیکھا ہے
کہ ان ڈیڑہ سو نصرانیون نے مسلمانون کے اوس گروہ پر جو کہ انکے قریب
تھا ایسا نابرداشتنی حملہ کیا کہ یہ گروہ قلب لشکر سے آملا سلطان نے ایک
ہیبت ناک آواز سے اللہ اکبر کہا اور لشکر کو آگے بڑہایا جبکہ نصرانی لوٹ چلے
تھے نصرانیون نے پہر دوبارہ ایسا ہی حملہ کیا اور مسلمانون کو پیچھے ہٹادیا
سلطان نے دوبارہ پسپا ہونیوالون کو آگے بڑہایا نصرانیون نے موڑکر
جب یہ دیکھا کہ اسلامی لشکر تعاقب مین آرہا ہے پہر لوٹ پڑے اور اس
مرتبہ پہلے سے زیادہ قوی حملہ کیا سلطان نے بدستور سابق لشکر کو مقابلہ
اور تعاقب کیطرف متوجہ کیا مرا بزرگ مربی پدر مجہسے یہ کہہ ہی رہا تہا کہ
جب تک یہ خیمہ جو کہ حطین مین انلوگون نے نصب کر لیا ہے نہ گرے گا
اُسوقت تک نصرانیون کو شکست فاش نہوگی کہ ناگاہ اسلامی لشکر کا وہ دستہ
جسکو تعاقب اور مقابلہ کیطرف متوجہ کیا تہا خیمہ تک پونہچ گیا اور خیمہ کو گرادیا ـ
اور مسلمانون نے سب آنلوگون کو گرفتار کر لیا اور صلیب صلبوت کو چہین لیا ـ ،،

سلہ صلیب صلبوت نصرانیون کے نزدیک کل صلیبون سے زیادہ محترم تہی اُنکے زعم فاسد
مین اس صلیب مین اُس صلیب کی لکڑی کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تہا جسپر مسیح علیہ السلام مصلوب
ہوئے تہے ۔ اسیکو صلیب اعظم اور صلیب صلبوت کہتے تہے ۔

منجملہ اون نصرانیون کے جوکہ اس معرکہ مین گرفتار ہوگئے تھے پرنس ارناط (ارنلڈ) اور ہنری صاحب طبریہ اور صاحب جبیل تھے۔ انکے مقتولین کا کچھہ شمار صحیح معلوم نہین ہوسکتا ہان البتہ یہ کہہ سکتے ہین کہ جسطرح نصرانی مسلمانون سے تعداد مین زیادہ تھے اسیطرح اُنکے مقتولین بھی شش چند پڑے ہوئے تھے۔

نصرانیون پر ایسی مصیبت کبھی نہین آئی

نصرانیون پر ایسی مصیبت ۴۹۱ھ سے کہ یہی زمانہ بلاد ساحل کیطرف انکے خروج کا تھا ۵۸۳ھ تک کہ یہ زمانہ دولت ایوبیہ کی ترقی کا تھا نہین آئی اور نہ انکو ایسی زک ملی یہ ہمیشہ مسلمانون کے خون سے اپنے ہاتھون کو رنگتے تھے اسلامیون کی خونریزی یروشلیم سے مقدس مقام مین بھی مباح کر رکھا تھا۔

ایک سوار تیس عیسائی گرفتار کر لایا تھا

مورخ نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ بیان کرتا ہے کہ اگرچہ مین اس معرکہ مین سلطان کے ساتھہ نہ تھا لیکن مجھسے ایک معتبر شخص نے بیان کیا ہے کہ اس لڑائی مین بعد اسکے کہ مسلمانون کو کامیابی حاصل ہوئی تھی ایک سوار تیس نصرانیون کو ایک رسی سے جوکہ اوہنین کے خیمہ کی تھی بھیڑ بکریون کیطرح باندھہ لایا تھا اس واقعہ کی تصدیق اور مورخین بھی کر رہے ہین۔

پرنس ارناط کو خود سلطان نے قتل کیا

اس واقعہ کے بعد سلطان شب بھر اپنے خیمہ مین رہا صبح ہوتے ہی قیدی پیش کئے جانے لگے۔ سب سے پہلے پرنس ارناط (ارنلڈ) اور ملک جفری معہ چند معززین محبوسین نصاریٰ کے پیش کئے گئے۔ ملک جفری شدت پیاس تشنگی سے ایسا بیتاب ہو رہا تھا کہ بولنے تک کی تاب نہ تھی اشارہ سے پانی کی خواہش ظاہر کیا سلطان نے اسکو برف سے لگا ہوا

پانی پلوایا ملک جعفری نے بچا ہوا پانی پرنس ارناط کو دیدیا سلطان نے ملک جعفری سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس ملعون نے ہماری اجازت سے پانی نہین پیا اگر ہمارا دیا ہوا یا کہ ہماری اجازت سے پانی پیتا تو البتہ یہ بہی حسب دستور عرب مامون سمجہا جاتا بعد اسکے سلطان نے محافظین سے فرمایا کہ انکو لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکہو کلہ صبح پہر پیش کرنا۔ بعد ظہر سلطان نے شہداکے لاشین تلاش کراکے ایک قبر مین بعد نماز جنازہ دفن کرادیا۔ تیسرے روز پرنس ارناط (ارنلڈ) پہر پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس سے پہلے کہ اپنے نذر کا ایفاء کرتا عرض اسلام کیا اوسنے ہتمردانہ گردن ہلادی جس سے صریحی انکار پایا جاتا تہا سلطان نے ہا انا انتصر لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم (خبردار ہو مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا ہون) کہکر اوسپر ایسا ہاتہ مارا کہ اوسکی گردن سیدہے مونڈہے سے اتر گئی۔

ملک جعفری اور سلطان کی باتین

ملک جعفری اس واقعہ کو دیکہکر تہرا گیا ہمارا سلطان خود اوسکے پاس گیا اور بکمال نرمی سے یہ فرمایا کہ تم فضول گہبرا رہے ہو بادشاہون کے عادت سے یہ بالکل خلاف ہے کہ دوسرے بادشاہ کو قتل کرین پرنس ارناط (ارنلڈ) کا واقعہ اس سے مستثنی ہے وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اوسنے ہمارے نبی صلعم کے ساتہہ بہت بڑہی بے ادبی کی تہی علاوہ اسکے حالت صلح مین اوسنے غداری بہی کی تہی۔ علما کو جلا دیا تہا مسلمان تاجرونکو جو کہ بوجہ مصالحت اسکے ممالک مقبوضہ مین آتے جاتے تہے گرفتار کرکے بہت بری طرح سے قتل کیا تہا مینے اوسکے قتل کی دو مرتبہ نذر کی تہی ایک تو جس زمانہ مین اس ناپاک طینت نے حرمین کا قصد کیا تہا دوسرے جب اسنے بد عہدی سے علما اور تاجرین کو گرفتار کرکے جلوا دیا تہا اللہ جل وعلے ذکرہ نے آج مجہکو ایفاء نذر پر قادر کیا مینے اپنے ہی ہاتہون اوسکو اسفل السافلین تک پوہنچا دیا۔

قمص بعد چندے مرگیا

قمص معہ اُن لوگون کے جوکہ اسکے ساتہہ لڑائی کے میدان سے دوسری لڑائی شروع ہوتے ہی بہاگ گئے تہے صور ہوتا ہوا طرابلس مین پونہچا اور بعد چند دنون کے مرگیا موت نے اُسکو ایسی مہلت ہی ندی کہ آیندہ پہر کسی موقع پر سلطانی لشکر کے مقابلہ پر آتا۔

قلعہ طبریہ پر سلطان کا تصرف

آپلوگون کو یاد ہوگا کہ قلعہ طبریہ مین نصرانیون ہی کا قبضہ و دخل تہا یہی اسپر متصرف تہے البتہ شہر کو سلطان نے فتح کیا تہا اسیوجہ سے بعد اس خداداد کامیابی کے یکشنبہ کے صبح کو ہمارے نامی سلطان نے قلعہ طبریہ کیطرف رخ کیا۔ اہل قلعہ نے امان طلب کیا ذمی بننے کے مستدعی ہوئے اوسنے بہی حسب عادت امان دیدیا اور دوشنبہ تک مقیم رہا۔

نصرانی قیدیون کے بارہ مین آخری حکم

چارشنبہ کو نصرانی قیدیون کا ریویو پیش کیا گیا۔ سیول سرجن اور مقامی والٹی کے بارہ مین گردن زنی کا حکم صادر فرمایا علاوہ انکے اور دوسو قیدیون کی گردن ماری گئی جنکا نام ہمکو معلوم نہین ہوا اور باقی کو دمشق کیطرف روانہ کردیا اور نائب دمشق کو لکہدیا کہ جسوقت یہ گروہ عیسائیون کا پونہچے اگر فدیہ دیسکے تو اس سے کیا بہتر ہے پچاس پچاس دینار فدیہ لیکر آزاد کردینا ورنہ فوراً بلا انتظار دوسرے حکم کے واصل جہنم کردئے جائین۔

علامہ ابوالحسن کا بیان

علامہ ابوالحسن علی ابن ابی الکرم شیبانی تاریخ کامل مین تحریر کرتا ہے کہ مین اس واقعہ کے ایک برس کے بعد مصاف سے ہوکر گذرا ہڈیون کا ایک ڈہیر لگا ہوا تہا علاوہ اسکے تمام میدان مین قدم رکہنے کی جگہہ نہ تہی۔ یہ وہ ہڈیان تہین جوکہ سیلاب اور صحرائی جانورون کے کہانے سے بچگئی تہین۔

فتح عکا

شنبہ کے شام کو بعد نماز عصر طبریہ کے قلعے سے روانہ ہوکر چارشنبہ کو مقام عکا[1]

[1] عکا اورعکہ سواحل شام کے بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اس شہر مین ایک مسجد ہے جسکو صالح علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے ہین لیکن یہ امر قرین قیاس معلوم نہین ہوتا کیونکہ صالح علیہ السلام زمانہ عرب عاربہ مین جزیرۃ العرب مین مبعوث ہوئے تہے۔ طبریہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ہے شہر پناہ اسکا بارہ میل کا بنا ہوا تہا۔

مین پونہچا۔ اہل عکا شہر پناہ اور فصیلون سے مستعدی ظاہر کررہے تھے اور انکے
ظاہری طور سے معلوم ہوتا تھا کہ بغیر لڑائی کے یہ شہر بھی مفتوح نہ ہوگا۔ لیکن جسوقت
ان لوگون کو اس امر سے آگاہی ہوئی کہ عیسائیون کا وہ جم غفیر جو کہ طبریہ مین
لڑنے کو گیا تہا اور جنکی تعداد مسلمانون سے چوگنی پچگنی تھی اُنمین سے اکثر
قتل ہوئے اور بعضے قید کر لئے گئے اور شاذ و نادر بہاگ گئے مین ہوش و حواس
جاتے رہے۔ مقابلہ کا خیال ہی باقی نرہا چنانچہ پنجشبنہ کے صبح کو ہمارا دلیر سلطان معہ اپنے
جان بازون کے سوار ہوکر اپنے خیمہ سے موقع مصاف دیکھنے کے غرض سے باہر نکلا
اس اثنا مین کہ وہ بہادر سلطان لڑائی کا موقع دیکھہ رہا تہا اور دل ہی دل مین سوچ
رہا تہا کہ اسطرف منجنیقین نصب کیجائیگی اور اسطرف سے حملہ کیا جائیگا کہ اہل عکا کا ایک
گروہ جسمین ہر سن کے آدمی تھے الامان الامان چلاتے ہوئے سلطان کے خدمت مین
حاضر ہوئے۔ ہمارے رحیم و کریم سلطان نے امان دینے سے ہی انکو مطمئن نہین
کیا بلکہ اہل عکا کو اقامت اور ہجرت کا اختیار دیکر اپنے خیمہ مین واپس آیا۔

نصرانیون نے جلاوطنی کو اختیار کرلیا

نصرانیون نے جلا وطنی کو اختیار کرلیا اور تہوڑا یا بہت جسقدر مال و اسباب
اُٹہا سکے لیکر ادہر اُدہر چلے گئے۔ یکم جمادی الاول یوم جمعہ کو سلطان معہ اپنے جری
لشکر کے تکبیر کہتا ہوا مسرور و منصور عکا مین داخل ہوا اور جمعہ کی نماز جامع مسجد
مین ادا کیا۔

انتظام

بعد نماز جمعہ سلطان نے عکا کا اسطرح پر انتظام کیا کہ شہر تو ملک الافضل
کے سپرد کردیا اور مضافات عکا کا حاکم فقیہ عیسی کو مقرر کیا۔

لہ مورخ عبد اللہ بن یوسف بن عباس المغربی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عکا سے پنجشبنہ کے دن
ایک لڑائی ہوئی تہی بعد اسکے عکا والون نے امان طلب کیا تہا واللہ اعلم۔

اس لڑائی مین مسلمانون کو جسقدر مال و اسباب نقد و جنس و جواہرات ملے تھے شاید اس سے پہلے کبھی کسی لڑائی مین اسقدر مال غنیمت حاصل ہوا ہو اسوجسے کہ عکا اگرچہ بہت بڑا شہر نہ تھا لیکن ہر قسم کی تجارت یہان ہوتی تھی فرانس اور روم کے تاجر اس شہر مین موجود تھے۔

بعد ہزیمت نصاری ہمارے نامی سلطان نے اپنے بھائی ملک العادل کو جو کہ ان دنون مصر ہی مین تہا اس کامیابی کی روح افزا خبر سے مطلع کیا اور نیز بقیہ لشکر لیکر مجدل یابا اور یافا وغیرہ پر حملہ کرنیکو تحریر کیا چنانچہ ملک العادل مصر سے بقیہ لشکر مجدل یابا کیطرف روانہ ہوا۔

اس اثنا مین کہ انتظام کے غرض سے عکا مین سلطان قیام پذیر تہا اسنے اسلامی عساکر کو تین حصون پر منقسم کیا ایک حصہ کو تو عکا مین رہنے دیا اور دوسرے گروہ کو بسرگروہی تقی الدین عمر تبنین کیطرف روانہ کیا اور تیسرے حصہ کا کمان افسر حسام الدین ابن لاجین کو مقرر کرکے نابلس پر حملہ کرنیکو بھیجا۔

اس سے پہلے کہ ہم ان دونو حصون کی کامیابی کا سلسلہ شروع کرین مناسب سمجھتے ہین کہ اپنے ناظرین کو مجدل یابا کا سین دیکھلا دین تاکہ ملک العادل کے نمایان کامون سے بہی واقفیت ہو جاے۔ آپلوگون کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ملک العادل اپنے بھائی کا خط پاتے ہی مصر سے مجدل یابا کیطرف روانہ ہوگیا تہا لیکن شاید اسوقت تک اس امر سے آگاہی نہوی ہوگی کہ ملک العادل سنہ

لہ مجدل یابا (یا مجدل یا فا مجدلیابا) قریب رملہ کے مابین الظاکیہ اور بلاد روم کے ایک چھوٹا سا شہر ہے اسمین ایک مضبوط و خوبصورت سا قلعہ بھی ہے۔

۵۳ یافا بلاد ساحل شامی سے شمار کیا جاتا ہے۔

پہلے ہی حملہ مین مجدل یابا کے قلعہ کے بلند منار و نپر اپنی کامیابی کا پھریرا اوڑا دیا ہے اور بعد اسکے اُسنے اپنے بھائی کے خط کا جواب تحریر کیا ہے جسمین اپنی روانگی اور تہنیت دادِ کامیابی کو مفصلاً لکہا تھا۔

فتح یافا

اس کامیابی کے تیسرے دن ملک العادل صبحکو مجدل یابا سے روانہ ہوکر شہر یافا مین پہونچا شام کیوقت موقع مصاف دیکھ بہالکر اپنے خیمہ مین واپس آیا صبح ہوتے ہی ایسا قوی حملہ کیا کہ کسیکو جواب دینے کی بھی مہلت ندی دوپہر بھی ہونے نپائی تہی کہ مظفر و منصور یافا مین داخل ہوا۔ اس لڑائی مین مسلمانون کو نفع کے سوا ذرہ برابر بھی نقصان نہین پہونچا ہان یہ بابت ضرور ہوئی تہی کہ دو سپاہیون کے رانون مین کچھ خفیف سا زخم آگیا تہا۔ نصرانیون پر جو کچھ آفت آئی تہی اسکا اندازہ صاحب تاریخ کامل کے اس فقرہ وجری علی اہلہا ما لم یجر علی احد من اہل تلک البلاد (اہل یافا پر وہ حادثہ گذرا ہے کہ ان شہرکے کسی باشندون پر نہ گذرا ہوگا) سے مستفاد ہوسکتا ہے مال و اسباب تو کچھ یون ہی معمولی ملا تہا لیکن قیدیون کی وہ کثرت تہی جس سے یہ امید کیجاسکتی تھی کہ دو چار برسون تک غلامی کیلئے یہ کافی ہونگے۔

فتح سبسطیہ و نابلس

حسام الدین عمر ابن لاجین نے پہلے سبسطیہ پر حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین نصرانیون کو بیکار کرکے مسلمانون کے سپرد کردیا بعدہ قلعہ نابلس کیطرف بڑہا چونکہ بعد واقعہ حطین نصرانیون کے چہرون پر مردنی سی چہاگئی تھی اونکی ہمتین پست ہوگئی تہین اسوجہ سے اہل قلعہ نے بہ امان و صلح قلعہ نابلس حسام الدین عمر کے سپرد کردیا۔ اس قلعہ اور شہر کے رہنے والون نے اسلامی بہادرون کے معاہدہ پر وثوق کرکے جلاء وطنی نہ پسند کیا بلکہ معہ اپنے مال و اسباب و خاندان کے نابلس ہی مین بسے رہے

مہم تبنین

تقی الدین عمر جسوقت تبنین کے قریب پہونچا اور موقع مصاف کو غور و فکر

کی عینک لگا کر معاینہ کیا اُسوقت اسکی دوربین عقل نے یہی راے دی کہ تبنین کا
محاصرہ اور اسپر کامیابی کا پرچم اوڑانا آسان نہین ہے اور نہ یہ میرا کام ہے
تبنین کے اطراف و جوانب کو دیکھتا جاتا تھا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تھا کہ
اہل شہر نے بہت بڑی چالاکی سے کام لیا ہے میرے فتح کئے یہ فتح نہو گا جبتک
کہ اپنی کامیابی کا یقین نہو لے اسوقت تک بے سمجھے بوجھے حملہ کرنا بالکل
ناجایز ہے ـ مین ہرگز تن تنہا اسکا محاصرہ نکرونگا رفتہ رفتہ اس خیال نے اسقدر
ترقی کیا کہ تقی الدین عمر نے سلطان کو عکا سے تبنین کیطرف بلا ہی لیا چنانچہ
اٹھوین جمادی الاول ۵۸۳ھ کو عکا سے روانہ ہو کر گیارہوین ماہ مذکور کو
تبنین پر پونہچکر بارہوین کو اُسکا محاصرہ کر لیا ـ اگرچہ تبنین کا قلعہ معمولی قلعون
مین نہ تھا قدرۃً بھی اس سے کامیابی کی امید کم کیجا سکتی تھی اور ظاہر حال بھی اسکا
اسی امر کی شہادت دے رہا تھا لیکن ہمارے فاتح بیت المقدس کے پہلے ہی حملہ
نے نصرانیون پر یہ امر ثابت کر دیا کہ اس قلعہ کی کچھہ ہستی نہین ہے اگر ایسے ہی
سو قلعہ ہون تو بھی اس کے توانا بازوا در قوی حملون کے آگے ہیچ ہین ـ

جنگ تبنین

گو اس پہلی لڑائی مین جو کہ تقریباً صبح سے ٹھیک عصر کے وقت تک چھڑی رہی
نہ تو مسیحیون کے شکست کی صورت دکھلائی دی اور نہ اسلامیون کی کامیابیو
کے آثار نمایان ہوئے لیکن پھر بھی حطین کا واقعہ سن سنکر نصرانیون کے کلیجہ کا
زہرہ پانی ہو رہا تھا ـ سلطان نے بعد اس لڑائی کے جو کہ بارہوین جمادی الاول
کو ہوئی تھی پانچ روز تک پھر کوئی حملہ نہ کیا چھٹے روز اہل تبنین نے اون مسلمانون
کو جو کہ ایکمدت سے انکے پنجہ غضب مین گرفتار تھے آزاد کر دیا ـ جسوقت مسلمانون
کا یہ گروہ اسلامی مورچہ مین داخل ہوا سلطان نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور
سبھون کو زادراہ دیکر اُنکے گہرون کیطرف رخصت کر دیا ـ

نصرانیون کے خیالات

نصرانیون کو شاید ان قیدیون کے آزاد کرنے سے یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ شاید اسلامی لشکر ان قیدیون کے آزادی کے بعد تبنین کے محاصرہ سے دست کشی کریے لیکن انکا یہ خیال ہی خیال تہا چنانچہ اس واقعہ کے بعد پانچ روز تک کسی قسم کی چہیڑ چہاڑ نہ ہوئی البتہ محاصرہ بدستور قایم رہا - اخر الامر مجبور ہوکر چہٹے روز اہل تبنین نے امان طلب کیا اور یہ ضلع تبنین سلطان کے سپرد کردیا -

سلطان جانب صیدا روانہ ہوا

مہم تبنین سے ہمارا سلطان فارغ ہوکر صیدا[۵۱] کیطرف بڑہا اثنائے راہ مین صرفند کو بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے اپنے مفتوحات مین داخل کرکے صیدا کے قریب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا - والی صیدا پر چونکہ عساکر اسلامیہ کا خوف حد سے زیادہ غالب ہوگیا تہا ہنوز سلطانی لشکر پونہچنے ہی نہ پایا تہا کہ صیدا کو اہل صیدا خالی چہوڑ کر چلے گئے سلطان نے بلا کسی مزاحمت کے ۲۱ جمادی الاول ۵۸۳ھ یوم چہارشنبہ کو مقام مذکور پر قبضہ کرلیا

محاصرہ بیروت

اس کامیابی کے بعد صیدا سے ہمارا نامی سلطان روانہ ہوکر دوسرے روز صبح کے وقت بیروت[۵۲] کے قریب پونہچا - اہل بیروت پہلے ہی سے مقابلہ پر امادہ ہورہے تہے - شہر پناہ کے فصیلون پر کار ازمودہ سپاہیون کا پہرہ تہا شہر پناہ کے دروازہ بند تہے اہل شہر ہر طرح سے مستعد و امادہ ہورہے تہے اسلامیون نے متعدد حملے کئے لیکن کچہہ نتیجہ نہ پیدا ہوا تیسری یا چوتہی

---

[۵۱] صیدا بلاد ساحل کے مشہور شہرونین سے ایک شہر ہے -

[۵۲] بیروت ایک مشہور شہر شام کے ساحل پر واقع ہے مسلمانون نے اسکو سنہ ۱۴ھ مین فتح کیا تہا غالباً پانچوین صدی مین پہر عیسائی اسپر قابض ہوگئے تہے - پہلے اسکے مردم شماری جو کچہہ رہی ہو لیکن فی زمانہا ایک لاکہہ ساٹہ ہزار چار سو کی آبادی ہے جسمین تینتیس ہزار مسلمان ہین اور باقی عیسائی اور کچہہ یہودی اور کسیقدر دروزی ہین

لڑائی تھی کہ اہل شہر کے کانون تک شور وغل کی آواز حد سے زیادہ آنے لگی
زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اونکے کانون تک یہ خبر پہنچی کہ اسلامی لشکر شہر پناہ
کی جنوبی دیوار توڑ کر شہر مین آگئے ہین ایک عظیم بلوہ برپا ہو رہا ہے ان نصرانیون
نے جو کہ جان لینے اور دینے پر مستعد ہو رہے تھے اس خبر کی صحت و سقم دریافت
کرکے اہل شہر کے خیالات کے دفع کرنیکی کوششین کین لیکن اہل شہر کچھ ایسے
بدحواس ہو رہے تھے کہ انکے سمجھ مین یہ بات نہ آتی تھی - خواہ مخواہ اس
خبر کو وہ صحیح سمجھ رہے تھے حالانکہ اسکی کچھ بھی اصلیت نہ تھی - چار ناچار
یوم پنجشنبہ ۲۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو اہل شہر نے اطاعت کی گردنین
جھکا دین اور امان طلب کرکے سلطان کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین
ہو گئے -

والی جبیل آزاد کر دیا گیا

اس اثناء مین کہ سلطان بیروت ہی مین تھا ہنوز اُسکے انتظام سے
فارغ نہوا تھا کہ والی دمشق (یعنی سلطان کے نایب) کا ایک قاصد معہ والی
جبیل کے آیا اور اُسنے والی جبیل کی شرائط حرف بحرف گذارش کر دیے
سلطان نے پہلے تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کیا بعد اسکے سر مبارک اٹھا کر
فرمایا کہ اچھا والی جبیل کی شرایط ہمکو بھی منظور ہین قید کی زحمت سے اسکو آزاد
کر دو چنانچہ حسب اشارہ سلطان اسطرف سے تو والی جبیل آزاد کر دیا گیا اور اُسطرف
سے اہل جبیل نے مسلمان قیدیون کو رہا کر دیا اور شہر پر سلطانی کامیابی کا پھریرہ

سلہ والی جبیل جسوقت خاک بسر دمشق مین پہنچا - اسکے چند ہی روز کے بعد بیروت کے واقعہ کی خبر مشہور
ہو گئی - والی جبیل نے اس خیال سے کہ جبیل بھی دو ایک روز مین اسلامی لشکر کا جولانگاہ بن جایگا نایب دمشق
سے اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر سلطان ہمکو آزاد کر دے تو ہم علاوہ اسکے کہ جبیل سلطان کے سپرد کر دینگے ہم اون مسلمانون کو بھی
آزاد کرا دینگے جو کہ اہل جبیل کے قبضہ مین ہین نایب دمشق اسکے ان باتون مین آ گیا اور ایک قاصد کے ساتھ بحفاظت تمام اسکو

اوڑا دیا گیا۔

والی جبیل کی اس انسانی حرکت سے شاید ناظرین کو یہ گمان پیدا ہوا ہو گا کہ یہ بہت ہی بڑی انسانیت کا آدمی ہے۔ مزاجمین صلح پسندی بہی ہے عام عیسائیون کیطرح اسلام دشمن بہی نہوگا لیکن کسیقدر کیا بالکل یہ خیال غلط ہے والی جبیل بڑا ہی مکار۔ احسان فراموش پیمان شکن ہے اسوقت تو آپلوگون نے اسکے صورت دیکھہ ہی لی ہوگی جبکہ وہ پابہ زنجیر دربار شاہی مین قیدیونکیطرح کہڑا تہا اور پہر تہوڑے ہی دنون کے بعد اسکی وہ حالت بہی دیکھینگے گا جسوقت کہ اسکے ہاتہون سے اسلامیون پر ظلم ہوتا ہوگا۔ اسکی ایذا دہی سے جو کچہہ اسلام اور اسلامی لشکر کو نقصان پونہچایا ہے اسکو ہم آئندہ کسی موقع پر بیان کرنیوالے ہین۔

مہم عسقلان

ہمارے نامی سلطان فاتح بیت المقدس نے اس واقعہ کے بعد مہم عسقلان کیطرف اسوجہ سے توجہ کیا کہ اولاً عسقلان کے کامیابی کے بعد بیت المقدس کے فتح ہونیکی آسانی سے امید کیجا سکتی تہی ثانیاً کل وہ عیسائی جو کہ مختلف مقامات سے جلاء وطنی اختیار کرکے چلے گئے ہین وہان لڑائیون کے خوفناک میدان کو نہین دیکہہ سکے اور بزدلی سے بہاگ گئے ہین سب کے سب صور مین جمع ہین اور سلطانی فتوحات کے سلسلہ کو حسرت کے آنکہون سے دیکہہ رہے ہین قمص صاحب طرابلس جو کہ حطین کے میدان سے ہزیمت پاکر صور کیطرف آیا تہا وہ قبل اس اجتماع کے سلطان کے خوف سے صور کو خالی چہوڑ کر چلا گیا تہا اگر ہمارا سلطان قبل اسکے کہ تہنین پر حملہ کرتا صور کیطرف بڑہتا تو بہت ہی آسانی سے ایک لحظہ مین فتح کر لیتا لیکن چونکہ تقدیر الہی اسکے خلاف تہی اسوقت سلطان کو صور کا خیال ہی نہ آیا اور اب چونکہ اسکے وہ حالت نہین رہی اور علاوہ اسکے مہم عسقلان

ہو جہ زیادہ اہم اور ضروری اور آسانی سے سر ہوتا نظر آرہا ہے اسوجہ سے عسقلان کیطرف تیزی سے قدم بڑہائے چلا جارہا ہے۔ اتفاقات حسنہ سے ملک العادل لشکر مصری کے ساتھہ اور یہ نامی اسلامی ہیرو ایک ہی دن یعنی یوم یکشنبہ ۱۶ رجمادی الثانی ۵۸۳ھ کے شام کو عسقلان[1] کے قریب پونہچے رات بہر انتظام اور فوج کے ترتیب مین دونو سپاہی معروف رہے صبح ہوتے ہی موقع مصاف دیکھنے کے غرض سے سوار ہوکر خیمون سے نکلے لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکھہ ہی رہے تھے کہ اہل عسقلان نے لڑائی کی ابتدا کردی شہرپناہ کے دیوارون سے تیر بازی کرنے لگے۔ سلطانی جان نثارون نے حسب اشارہ سلطان اُسوقت تو انکے حملون کا جواب ندیا لیکن ظہر کے وقت تک منجنیقین نصب کرلیا اور مورچہ بہی باندھہ لیا ظہر کا اخری وقت تہا کہ اسلامی لشکر نے حملے شروع کردیئے اگرچہ عیسائی نہایت ہی محفوظ مقام مین تہے لیکن پہر بہی مسلمانون کے بہ نسبت اُنکے مقتولین کی تعداد زیادہ تہی چودہ روز تک برابر لڑائی کا سلسلہ جاری رہا نہ اسلامی لشکر پسپا ہوتا نظر آتا تہا اور نہ عسقلان کی مضبوط دیوارونکو کسی قسم کی جنبش ہوئی تہی لیکن پندرہوین روز صبح ہوتے ہی جسوقت کہ نصرانیون کو اپنے ضعف کا یقین ہوگیا اور ایک دوسرے سے بد دلی کی باتین کرنے لگے بمجبوری اہل عسقلان نے ہمارے رحمدل سلطان کے پاس صلح کا پیغام بہیجا۔

[1] عسقلان ایک مشہور شہر دریا کے کنارہ واقع ہے اس شہر مین آثار قدیمہ بہت زیادہ تہے یہ بہت ہی آباد اور سرسبز تہا اسیوجہ سے اسکو عروس الشام کہا کرتے تہے۔ نصرانیون نے اسکو ستائیسوین جمادی الثانی ۵۴۸ھ ہجری مین مسلمانون سے فتح کرلیا تہا۔

اور امن کے خواستگار ہوئے سلطان نے فوراً قبول کرلیا چنانچہ یوم شنبہ ۳۰ رجمادی الثانی سنہ مذکور کو اہل عسقلان شہر سلطانی لشکر کے سپرد کرکے معہ اپنے بی بی بچون مال واسباب کے بیت المقدس کیطرف چلے گئے۔

بعد اسکے سلطان عسقلان کے باہر ہی مقیم رہا اور مختلف اوقات مین متعدد سرایا اطراف وجوانب کیطرف روانہ کیا چنانچہ رملہ اور داروم اور غزہ اور مشہد ابراہیم خلیل اللہ اور بیت لحم اور بیت جبریل اور نطرون وغیرہ مفتوحات سلطان مین داخل ہوگئے۔

ہان اونہین دنون مین جبکہ سلطان اس خداداد کامیابی کے بعد جوکہ اسکو حاصل ہوئی تہی مقام عکا مین مقیم تہا اسلامی بہادرون نے بلا مزاحمت ومقابلہ مقامات الناصرہ قیساریہ حیفا صفوریہ پر باسانی قبضہ کرلیا تہا

۱؎ داروم یا داوران ایک قلعہ غزہ سے مصر کیطرف جاتے ہوئے ملتا ہے دریا سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔

۲؎ مشہد ابراہیم ایک مقام کا نام ہے جوکہ بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔

۳؎ بیت اللحم بیت المقدس کے قریب ایک مشہور مقام کا نام ہے عیسی علیہ السلام یہین پیدا ہوئے تہے۔

۴؎ بیت جبریل یا بیت جبرون ایک چہوٹا سا شہر بیت المقدس اور غزہ کے درمیان مین بیت لحم کے جنوبی جانب واقع ہے

۵؎ قاضی ابن خلکان اور نوادر سلطانیہ کے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب غزہ و بیت جبریل اور نطرون نے بغیر کسی مقابلہ اور مزاحمت کے اطاعت قبول کرلی تہی باقی رہا رملہ اوسکے نسبت یہ تحریر کرتے ہین کہ جسوقت سلطان عسقلان کیطرف جارہا تہا اثناء راہ مین مقامات رملہ اور دارون اور یبنا وغیرہ کو اونکے حکام نے سلطان کے سپرد کردیا تہا۔

۶؎ ناصرہ ایک قریہ ہے جوکہ طبریہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ناصرہ ہی سے لفظ نصاریٰ مشتق کیا گیا ہے کیونکہ جناب مسیح اس مقام مین سکونت پذیر ہوئے تہے۔

۷؎ قیساریہ دریائے شام کے ساحل پر ایک شہر ہے جکہ مضافات فلسطین سے شمار کیا جاتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مین مفتوح ہوا تہا نصرانیون نے اسکو پانچوین صدی کے اول مین پہر لے لیا تہا۔

۸؎ حیفا بحر شام کے ساحل پر یافا کے قریب ایک قلعہ ہے۔

کیونکہ تمام نصرانیون نے جان کے خوف سے ان مقامات کو خالی کردیا تہا۔ اور جو مقابلہ پر آنے والے تہے انمین سے اکثر تو واقعہ سابقہ مین کام آچکے تہے اور بعضے قید ہو گئے تہے اور جوان دونو حالتون سے بچگئے تہے وہ صورتین پناہ گزین ہو رہے تہے انکو اسقدر ہوش و حواس ہی نہ تہا کہ وہ ان مقامات پر قبضہ کرنیکے حالتمین اسلامیون سے تعرض کرتے۔

قدس شریف

اللہ اللہ یہ وہی متبرک مقام ہے جسکو ہم لوگ عام طور سے بیت المقدس اور یہود و نصاریٰ یروشلیم یا ایلیا کہتے ہین اسیکو جناب باری نے ارض مقدسہ سے اپنے کتاب مبین مین تعبیر کیا ہے یہی ابتدا اسلام مین اسلامیون کا قبلہ تہا اسی محترم مکان کی عظمت کل اہل ملت کرتے آئے ہین حشر و نشر اسی پاک زمین مین ہوگا جل جلالہ کیا مقدس مقام ہے کہ جسکے تصور سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اسکا ایک وہ زمانہ تہا کہ یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا مقر اور مقام تہا اسکے در و دیوار افتاب وحدت کے نور سے منور ہو رہے تہے کفر و الحاد کی تاریکیون کا ہین نام و نشان بہی نہ تہا۔ یہین فرشتے آتے تہے یہین وحی نازل ہوتی ہتی یہین توحید کی تعلیم ہوتی ہتی نہ شرک سے کوئی واقف تہا اور نہ کوئی الحاد و زندقہ سے اگاہ تہا جو تہا وہ توحید ہی مین ڈوبا ہوا نظر آتا تہا۔

بعد چندے جو زمانہ نے پلٹا کہا یا اسمان نے کئی رنگ بدلے تو پہر اسی مقدس مقام مین بجاے اصلی توحید کے مصنوعی توحید (تثلیث) کی تعلیم ہونیلگی نہ وہ توحید اور حق پرستی کا نشانہ رہا اور نہ اسکی وہ سچی کیفیت رہی نور کے جگہہ نار ہتی اور بجاے وحدت کے شرکت ہتی کسی نے اپنے کو (عیاذاً باللہ) شریعت کی لعنت سے ازاد کرلیا تہا اور تثلیث کا نام توحید رکہا تہا اور کسی نے

کسیکو ابن اللہ مان لیا تھا اور امر الٰہی کی برائے نام پابندی تھی اور نواہی سے قطع کیا انکو
احتراز کرتے تھے وقتاً فوقتاً اُسکے نورانی در و دیوار اللہ کے بندون کے خون سے رنگے
بھی جاتے تھے فریق غالب بھی چاہتا تھا کہ مغلوب کے خون سے اُس مقدس مقام مین ایک
نئی عمارت بنا دے غرضکہ اس متبرک مقام مین طرح طرح کی بدعت و الحاد کی بھی ایجاد
اور فسق و ہوائی نفسانی کی کثرت ہو رہی تھی کہ سرزمین عرب مین فاران کی بلند
چوٹیان آفتاب رسالت و ہدایت (یعنی خاتم رسل ہادی سبل محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم) کی شعاعوں سے چمک اُٹھین اُسکی شعاعین اور کرنین کچھ ایسی تیز
اور نورانی تھین کہ جیسے بیت المقدس بھی جو کہ مدتون سے الحاد و شرک کے گرد
غبار سے ظلمتکدہ ہو رہا تھا انا النور کہہ اُٹھا اور اُسکی وہ در و دیوارین جنکو بدعتی
کی کثافتون نے تاریک کر رکھا تھا چم چم چمکنے لگین اگرچہ اس نور الٰہی کے ترقی کے
مانعات زیادہ اور کثرت سے پیدا ہوتے رہتے لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون
(یعنی اللہ اپنے نور کو پورا اور کامل کر دیگا اگرچہ کفار کو شاق گذرے) وہ نور کرامت ظہور
ترقی پذیر اور عالم کے اطراف و جوانب کو شرک و الحاد کے غبار سے صاف کرنیمین
ساعی رہا تا آنکہ امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین
قدس شریف بھی جیسا کہ کسی زمانہ مین تھا مقدس اور بمصداق کلام ربانی بارکنا
حولہ متبرک و نورانی بنا دیا گیا سبحان اللہ و بحمدہ۔

کروسیڈ

اگرچہ بعد اسکے سنہ ۹۱ ہجری تک یہ مقدس مقام مقدس ہی بندون کے
قبضہ مین رہا اور وہی اسکی خدمت کرتے رہے لیکن اصل تو یہ ہے کہ نصرانی جسوقت
کہ سنہ ۹۰ھ مین کروسیڈ کے خیال مین اپنے اپنے بلاد سے نکلے بعضون کی پہلے سے
یہ رائے قرار پائی تھی کہ افریقیہ پر حملہ کرنا چاہیئے جسوقت یہ رائے پیش کیگئی تو ایک
اونمین سے کہنے لگا کہ اگر افریقیہ پر فوجکشی سے مسلمانون پر جہاد کرنا مقصود ہے

ہی یکم ماہ رجب ۵۸۳ھ میں محاصرہ کرلیا۔ مسلمانوں میں آپس کی ناچاقیوں سے اسقدر طاقت تھی ہی نہیں کہ نصرانیوں سے مقابلہ کرتے اور اس مقدس مقام کو اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیتے ہائے بے بسی تیرا برا ہو تو جو چاہے کرے۔ ایک وہ دن تھا اسیکو مسلمانوں کے روحی پیشوا نے فتح کیا تھا اور اسکو شرک و الحاد کے نجاستوں سے پاک کیا تھا اور ایک یہ دن ہے کہ صیہون کیجانب کے حملہ آور نصرانی چالیسویں روز ۲۳ شعبان سنہ مذکور جمعہ کے روز دوپہر کے وقت کامیابی کے ساتھ اس مقدس شہر میں چلے آرہے ہیں اور اسلامی پھریرہ کے بدلے صلیبی پرچم اوڑائے جانیکی تیاری ہو رہی ہے مسلمانوں کے مقدس لوگ جان کے خوف سے مسجد اقصیٰ میں جا چھپے ہیں لیکن عیسائی انکے خون کے ایسے پیاسے ہو رہے ہیں کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مسلمانوں کے بچہ بچہ کو قتل کر رہے ہیں ایک گروہ مسلمانوں کا محراب داؤد میں جا چھپا ہے ظاہر انکے اطمینان کے صورت پیدا ضرور ہوگئی ہے لیکن یہ سب خیالی باتیں تھیں چنانچہ جسوقت نصرانی بیت المقدس کے شمالی دیوار توڑکر اندر آگئے ایک قیامت برپا ہوگئی۔ آٹھ روز تک برابر خونریزی کا بازار گرم رہا۔ حاملہ عورتوں کے پیٹوں سے بچہ نکال نکال کر مارے گئے چھوٹے بچے فصیلوں پر اوٹھا اوٹھا کر ایسی بری طرح سے پٹکے گئے کہ کسیکی ہڈی تک کا پتہ نہ ملتا تھا۔ بیت المقدس کی وہ دیواریں جنپر خداوند عالم کے نور کا سایہ پڑتا تھا مسلمانوں کے خون سے رنگی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ علماء کرام تیل اور نفط چھڑک چھڑک کر جلائے گئے ساٹھ ہزار سے کچھ زاید ہی مسلمان تھے جو کہ محراب داؤد اور مسجد اقصیٰ میں شہید کئے گئے تین روز تک برابر مسجد حرام میں خونریزی کا بازار گرم رہا۔ اللہ اکبر۔ دم مارنیکا مقام نہیں ہے۔

اس واقعہ جانکاہ میں جو کچھ مصیبتیں مسلمانوں پر نازل ہوئیں اونکا کچھ

انداز نہین ہوسکتا جانی نقصان اس حد تک پونہچگیا تہا کہ بیت المقدس مین مسلمانون کا ایک بچہ تک زندہ نہ رہا تہا مالی مضرت کا یہ حال تہا کہ چالیس قندیلین چاندی کی صخرہ سے جوکہ ہر ایک چالیس چالیس رطل شامی وزن مین تہین اور چہوٹی چہوٹی قندیلین سونے چاندی کی دوسوکے قریب مختلف مقامات سے لوٹ لیا۔ علاوہ اسکے بہت ایسے مال و اسباب لفرانہون کے ہاتہہ آے کہ جنکو زمانہ کے آنکہون نے کبہی نہ دیکہا ہوگا۔

مسلمانون کا بغداد مین پونہچنا

تہوڑے سے مسلمان جو اس عظیم الشان واقعہ سے بچگئے تہے وہ حال پریشان بغداد مین پونہچے اور قاضی ابوسعد ہروی سے ملے جمعہ کے روز جامع مسجد مین سارا حادثہ بیان کیا حاضرین جلسہ کے دل بہر آئے زار زار رونے لگے۔ تہوڑی مدت تک مجلس کا یہی رنگ رہا۔ بعد چند ساعت کے خلیفہ ابوالعباس[1] احمد المستظہر باللہ نے قاضی ابومحمد دامغانی۔ ابوبکر شاسی۔ ابوالقاسم زنجانی۔ ابوالوفا بن عقیل۔ ابوسعد حلوانی۔ ابوالحسین بن سماک وغیرہ معززین و روسا ملت اسلامیہ کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتہہ روانہ کیا۔ جسوقت یہ لوگ حلوان مین پونہچے اور مجد الملک بلاسانی کے قتل کا واقعہ سنا گہبراگئے بغیر اسکے کہ بیت المقدس تک پونہچتے اور وہان کا رنگ و ڈہنگ دیکہتے بےنیل مرام واپس آئے۔

[illegible] افضل

بعد اسکے اسی سنہ اور اسی مہینہ مبارک رمضان مین مصریون کو جسوقت

---

[1] خلیفہ ابوالعباس احمد المستظہر باللہ ۴۸۷ھ مین بعد انتقال خلیفہ المقتدی بامر اللہ سولہ برس دو مہینہ کے عمر مین سریر خلافت پر متمکن ہوا اور سولہوین ربیع الثانی ۵۱۲ھ مین اکتالیس برس چہہ مہینہ چہہ دن کا ہوکر انتقال کرگیا۔

اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو سب کے سب مجتمع ہوکر افضل[۱] شاہنشاہ امیر الجیوش کے پاس ہیگئے اور اوسکو اس امر سے آگاہ کرکے نصرانیون کی گوشمالی پر امادہ کیا چنانچہ افضل شاہنشاہ عساکر مصریہ کے ہمراہ مصر سے روانہ ہوکر عسقلان کے قریب پوہنچا اور نصرانیون کے پاس ایک قاصد معہ اپنے ایک دستخطی خط کے بہیجا نصرانیون نے خط کا جواب لکہکر قاصد کو دیا اور اوسکے پیچہے پیچہے روانہ ہوئے۔ مصریون کو انکی نقل وحرکت اور ارادہ سے واقفیت نہ تہی اسوجہ سے لڑائی کا میدان عیسائیون ہی کے ہاتہہ مین رہا۔ افضل ہزیمت اوٹہاکر عسقلان مین چلا گیا اور ایک گروہ مسلمانون کا ایک گنجان باغ مین چہپ رہا نصرانیون نے اوسمین اگ لگا دیا جو اس باغمین رہگئے وہ تو جلگئے اور جسنے اوس باغسے باہر قدم نکالا اوسکو ان نصرانیون شہید کرڈالا۔

مراجعت افضل

افضل بعد اس واقعہ کے دوسرے ہی روز معہ چند جان نثارون کے عسقلان سے کوچ کرکے مصر کیطرف روانہ ہوا اور نصرانیون نے عسقلان کا محاصرہ کرلیا بارہ ہزار یا کہ بیس ہزار دنیار تلوان جنگ لیکر قدس شریف کیطرف چلے آئے۔

مسلمانون پر جو حادثات اس ۴۹۲ھ مین نصرانیون کے ہاتہون گذرے ہین اونسے شاید ہی کوئی ناواقف ہوگا۔ ایک زمانہ اسکی شہادت دیسکتا ہے کہ

---

[۱] ابو القاسم شاہنشاہ الملقب بہ ملک الافضل ابن امیر الجیوش بدر الجمالی بڑا ہی صاحب تدبیر اور ذی عقل تہا اسکے باپ بدر ارمنی الاصل کو جمال الدولہ بن عمار نے خرید کیا تہا اور اپنے ہی پاس کہلا پلا کر بڑا کیا تہا شاید اسی وجہ سے جمال کیطرف منسوب کیا گیا۔ مدینہ صور یا عکا کا یہ حاکم تہا جسوقت المستنصر باللہ کا کاروبار ضعیف ہوگیا تو بدر جمالی کے کہنے سے خلیفہ المستنصر باللہ نے اسکو بلوا کر جمادی الاول یا جمادی الثانی ۴۶۶ھ مین اسکو اپنا نائب مقرر کرلیا تہا اسنے شعبان ۴۸۷ھ مین انتقال کیا۔

نصرانیون نے جسوقت ایلیا یا یروشیلم (بیت المقدس) کو مسلمانون کے ہاتہہ
سے لیلیا تہا مدتون وہ وہ خونریزیان کی تہین کہ جنکے دیکہنے اور سننے سے دشمن کا
بہی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ یہ وہ قوم تہی جو کہ اپنے کو مہذب
اور رحیم کہہ رہی ہے اور جسکے نبی نے یہ تعلیم کیا تہا کہ اگر کوئی شخص ہمکو مارے
تو دوسرا گلہ بہی اوسکے سامنے کر دینا۔ کیا اس سے زیادہ اور بہی کوئی ظلم
ہو سکتا ہے کہ مقدس مقام اور اسمین خونریزی! معصوم بچے اور اونکا خون
بہانا! علما و فضلا اور انکو قتل چہڑک چہڑک کے جلانا۔ یروشیلم کے نورانی مقامات
اور وہان خونریزی! یہ سب باتین آواز بلند سے کہہ رہی ہین کہ اس سے بڑھکر
کوئی وحشی بہی ظلم نہین کر سکتا۔

آپلوگ یہ اچہی طرح سے سمجہہ رکہیئے کہ ہمنے ان واقعات کو بہت ہی اختصار
کے ساتہہ تحریر کیا ہے اور انکے کریکٹر کو اس عنوان سے نہین دکہلایا جیسا کہ
بعض دوسری قومین اپنی نا فہمی اور تعصب سے کیا کرتی ہین۔ ہمکو انکے اس
مصنوعی رحم اور مسلمانون کے افترائی ظلم کے موازنہ کرنیکی ضرورت نہین ہے
آپلوگ ہمارے الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کے حالات سے جسوقت
کہ اسنے ۵۸۳ھ مین اس متبرک مقام کو دوبارہ شرک والحاد کی کثافتون سے
صاف و پاک کیا ہے اسکا اندازہ خود کر سکتے ہین آگے اب ہم اس نوحہ خوانی
سے قطع نظر کر کے اپنے نامی ہیرو کا وہ نمایان کام دکہلاتے ہین کہ جس سے دنیائے اسلام
مین اسکو دوبارہ فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب دیا گیا تہا۔

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف مہم عسقلان
سے فارغ ہوکر جسوقت کہ بیت المقدس کے اطراف و جوانب کے قلعون اور مقامات
پر قابض و متصرف ہوگیا اور انکو اسنے اپنے مفتوحات مین داخل کر لیا اسوقت

محاصرہ قدس شریف

محاصرہ قدس شریف

یہ ہمہ تن بیت المقدس کے قبضہ کر لینے پر مستعد و آمادہ ہوا۔

اس سے پہلے کہ سلطان بیت المقدس کا محاصرہ کرتا اسنے مصر سے
جنگی جہازوں کا بیڑہ طلب کر لیا تھا اسوجہ سے دریا کا راستہ رکا ہوا تھا
اثناء راہ مین نصرانیون کی جو چھوٹی یا بڑی کشتی آتی تھی مل جاتی تھی اسکو
اسلامی بہادر اپنے قوی حملون سے غارت کرتے ہوئے عسقلان کے
راہ سے بیت المقدس کے طرف روانہ ہوئے اس جنگی جہازونکے بیڑہ کا
افسر اعلے حسام الدین لولو تھا جو کہ شجاعت اور دلیری مین مشہور ہو چلا تھا
علاوہ اسکے عساکر اسلامیہ جو کہ بلاد ساحل مین چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے سبھون
کو طلب کر لیا تھا سوا ے ان چند لوگون کے جو کہ مفتوحات جدیدہ اور بلاد
اسلامیہ کے سرحد پر محافظت کر رہے تھے ۔ ۱۵ رجب ۵۸۳ ہجری قدسی
کو سلطان معہ اپنے جری لشکر کے بیت المقدس کے غربی جانب خیمہ زن ہوا
اسوقت بیت المقدس مین علاوہ ان نصرانیون کے جو کہ معزز و ممتاز
تھے بطرس اعظم اور بالیان بن بیرزان والی رملہ بھی موجود تھا اور یہ
گروہ جو کہ لڑائی کے وقت میدان کارزار مین مسلح آسکتا تھا ساٹھ ہزار
سے زیادہ ہی تھا جسوقت انلوگون کے کان اس خبر سے آشنا ہوئے کہ
اسلامی لشکر یروشلم کے غربی جانب پڑا ہوا ہے سبھون نے موت کو بہت
آسان اور افضل اس سے سمجھ لیا کہ بیت المقدس پھر مسلمانون کے
قبضہ مین چلا جائے ۔ مال و اولاد کی محبت انلوگون کے دلون سے اوٹھ گئی
پوری طور سے اپنی حفاظت کا انتظام کر لیا اور کامل طریقے سے قلعہ بندی کر لی
شہر پناہ کے فصیلون پر منجنیقیں نصب کی گئین ۔ کثیر التعداد نصرانی ہر طرف
سے یروسلم کے ارد گرد پھرنے لگے ۔ آنکھون مین نام کو نیند باقی نہ رہی گل

مقابلہ

ارام جاتا رہا۔

قبل لڑائی چہڑنیکے اتفاقاً اسلامی مقدمۃ الجیش سے نصرانیون کے فوج کا ایک دستہ جوکہ بطور طلایہ کے پہرتا ہتا مقابل ہوگیا طرفین سے پہلے تیر بازی کیگئی بعد چند ساعت کے دونون فریق دست بدست لڑنے لگے پانچ گہنٹہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی اگرچہ اس لڑائی مین عام نصرانی بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مارے گئے لیکن افسوس اسکا ہے کہ اس واقعہ مین اسلامی مقدمۃ الجیش کا افسر اعلی شہید ہوگیا۔ یہی وجہ اسلامیون کی زیادہ پریشانی کی ہوئی ورنہ عجب نہ تہا کہ یہ لڑائی زیادہ عرصہ تک قایم رہتی۔

لڑائیون کا سلسلہ

پانچ روز تک ہمارا انجام بین سلطان شہر کے اطراف وجوانب کو دیکھتا بہالتا رہا شہرپناہ کی مضبوطی کیوجہ سے کسیطرف سے حملہ کرنیکی اجازت نہ دیتی تہی اخیر الامر بیسوین رجب کو بیت المقدس کے شمالی جانب کلیسہ صیہون کیطرف مورچہ قایم کیا۔ ایک ہی شب مین دمدمہ بہی باندھے گئے منجنیقین بہی نصب کردی گئین۔ صبح ہوتے ہی سنگ باری اور تیرون کی بارش شروع ہوگئی۔ فریقین اپنے اپنے دین کی حمایت جی توڑ کر کرنے لگے۔ نصرانیون نے یہ وطیرہ اختیار کرلیا تہا کہ دن مین کسیوقت شہر کے کسی دروازہ سے باہر آجاتے تہے اور اسلامیون سے دست بدست مقابلہ کرتے تہے۔ موقع کچہہ ایسا تہا کہ اسلامی لشکر تو شہرپناہ کے دیوارون کے قریب نہ پہونچنے پاتا تہا اور نصرانیون کے نکلنے کو کوئی روک نہ سکتا تہا تین روز تک ایسا ہی سلسلہ جاری رہا اور سنگ باری برابر ہوتی رہی لیکن شہرپناہ کے دیوار و نیز ذرہ سی بہی جنبش نہ آئی اور نہ نصرانیون کے

منجنیقون نے اسلامیون کو شہر پناہ کے دیوارونکے قریب پونچنے دیا جو تھے روز بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی لیکن نتیجہ آخری کچھہ بھی نہ پیدا ہوا ہان یہ بات ضرور ہوئی کہ مسیحی لشکر کا ایک حصہ اس مقابلہ مین کام آگیا اور اسلامی لشکر کیطرف سے علاوہ معدودے چند عام سپاہیون کے امیر عزالدین عیسے ابن مالک بھی شہید ہوا۔

مسلمانون کو اس امیر کی شہادت نے جس حد تک رنج پونچایا ہوگا اسکا اندازہ آپلوگ اس امر سے خود کر سکتے ہین کہ موصوف الصدر محبوب القلوب اور ہر دل عزیز اور جری اور نامی گرامی امراء دولت صلاحیہ سے شمار کیا جاتا تھا۔

بعد اس واقعہ کے مسلمانون مین دفعۃً بہت بڑا جوش پہیل گیا اور سبھون نے متفق ہوکر پانچوین روز ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کو مارتے مارتے شہر پناہ کے اندر داخل کر دیا۔ اس موقع پر اگر مسیحی عجلت سے کام نہ لیتے اور شہر پناہ کا دروازہ نہ بند کر لیتے تو یقیناً آج ہی بیت المقدس فتح ہو جاتا اور اوسکے بلند اور شاندار مینارون پر اسلامی پرچم اوڑا دیا جاتا لیکن مسیحی کمال تیزی سے شہر مین داخل ہوگئے اور اسلامی لشکر باہر ہی رہگیا۔ تھوڑی دیر تک سنگ باری ہوتی رہی۔ مسلمانون کو اس لڑائی سے اسقدر فایدہ ضرور پونچا یا کہ انکے مورچہ شہر پناہ کے دیوارون کے نیچے قایم کر دیئے گئے۔

نصرانیون کی مجبوری

اس لڑائی کے بعد جسقدر اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو رہا تھا اوس سے بدرجہا عیسائیون پر خوف غالب ہوگیا بڑے بڑے مدبرون کے ہوش و حواس جاتے رہے ایسمین مشورے ہونے لگے ایک نے اونمین سے کہا کہ مرجانا گوارا ہے لیکن یہ منظور نہین ہے کہ یروشلیم سے مقدس مقام پر ہندیون (مسلمانون) کا قبضہ و تصرف ہو دوسرا بولا کہ نہین صلح افضل ہے۔ امن و امان طلب کرکے یروشلیم سپرد کر دینا چاہئے۔ تھوڑی دیر تک ایسمین بھی بحث و تکرار

ہوتی رہی اخیر الامر سبہون نے اخری رائے سے اتفاق کیا چنانچہ اپنے چند
معززین روساءکو سلطان کیخدمتمین امان وصلح طلب کرنے اور بیت المقدس
سپرد کردینکے غرض سے بہیجا - جسوقت یہ گروہ دربار سلطانی مین حاضر ہوکر
عرض معروض کرنے لگا سلطان نے چونکہ اوسکی نورانی انکہون مین اگن
واقعات کا نقشہ پہر رہا تہا نے تامل کہہ اوٹہا کہ لا افعل بکم الا کما فعلتم باہلہ حین
ملکتموہ سنۃ اثنین وتسعین دار بعمایتہ (مین تمہارے ساتہہ کوئی فعل سوائے
اسکے نکرونگا جوکہ تمنے اسکے اہل کے ساتہہ کیا تہا اوسوقت مین جبکہ تمنے اسپر قبضہ
کیا تہا سنہ چارسو بانوے مین) نصرانی یہ جواب سنکر خائب نامراد شہر مین
واپس آئے -

اسکے بعد بالیان بن بیرزان یروشلم سے باہر نکلا اور اوسنے ذاتی امن
طلب کیا اور دربار سلطانی مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی سلطان نے کمال
خندہ پیشانی سے اسکا خیر مقدم کیا - پہلے تو اسمین معمولی باتین ہوتی رہین
بعد تہوڑی دیر کے امان وصلح کی گفتگو آگئی - سلطان نے پہر وہی جواب
دیا جوکہ ہم پہلے لکہہ چکے ہین لیکن عنوان بدلا ہوا تہا -

جسوقت بالیان ابن بیرزان کو ناامیدی اور مایوسی نے صورت دیکہلائی
اور سلطان نے اوسکو خلاف معمول جواب دیا تو تہوڑی دیر تک خاموش
بیٹہا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹہاکر پہلے اوسنے اپنے پیشانی سے عرق خجالت کو
پونچہا بعد اسکے کچہہ سوچکر کہنے لگا کہ اے سلطان اس شہر مین ہماری قوم اس
کثرت سے ہے کہ جسکی تعداد صحیح ہمکو بہی معلوم نہین ہوسکتی - ہملوگون نے اسلئے
امید پر قتل وجنگ سے دست کشی کرلیا تہا کہ آپ ہماری التجا قبول فرمالینگے
اہل شہر اپنی حماقت سے موت اور خونریزی سے ڈرتے ہین اور زیست کے

خواہان ہین لیکن جسوقت کہ یہ دیکھینگے کہ موت سرون پر کہیل رہی ہے تو اسوقت
روح القدس کی قسم ہے کہ پہلے ہملوگ اپنے لڑکے اور عورتون کو اپنے ہاتہون سے
قتل کرڈالینگے اور کل مال واسباب مین آگ لگا دینگے ایک درم اور ایک گز
کپڑا بہی باقی نہ رہینگے کہ اسکو اسلامی لشکر لوٹین یا لونڈی غلام بنائین
بعد اسکے صخرہ ۔ مسجد اقصے اور بالمقامات متبرکہ کو ویران اور مسمار کرڈالینگے اور
ان مسلمانون کو بہی جو کہ پانچہزار سے زیادہ ہمارے قیدخانہ مین ہین
قتل کرکے نیست ونابود کردینگے ایک جانور بہی زندہ نہ چہوڑینگے جب اس سے
فراغت پائینگے تو تمہارے مقابلہ پر آئینگے اور جی توڑ کر لڑینگے۔ جب تک کہ ہم
سے اپنے مقابل کو فنا نکر لیگا نہ مریگا۔ اسکے بعد دو ہی صورت ہوگی یا تو ہمارا
نام ونشان یروشلم کے مقدس زمین مین نہ رہجائیگا و باہم مظفر ومنصور ہونگے
اور اسکے خدمت ہمارے ہی قبضہ مین رہیگی"

سلطان بہت غور وفکر سے بالیان ابن بیرزان کی تقریر سنتا رہا کبہی اسکے
دل مین یہ خیال پیدا ہوجاتا تہا کہ بحکم جزاء السیئۃ مثلہا (برائی کا بدلہ ویسا ہی ہونا چاہیے)
ان نصرانیون کے ساتہہ وہی برتاو کرنا چاہئے جو کہ انلوگون نے مسلمانون کے
ساتہہ ۴۹۲ھ مین کیا تہا اور کبہی اُسکا رحم والطاف احسن الی من اساء
(نیکی کر اوسکے ساتہہ جو کہ بدی کرے) کیطرف اشارہ کرتا تہا۔ تہوڑی دیر تک
انہین خیالات مین سلطان ہیچاپن رہا آخر الامر اصحاب شوریٰ کو مشورے کیلئے طلب فرمایا
بعضون نے سلطان کے پہلے خیال سے اختلاف کیا اور اکثر نے پہلے خیال کے
مخالف اور دوسرے خیال سے اتفاق ظاہر کیا سلطان نے کثرت رای سے
اتفاق کیا اور بالیان ابن بیرزان سے فرمایا کہ اچہا جاؤ بیت المقدس ہمارے سپرد
کردو تمکو اور تمہاری قوم کو امن دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ چالیس دن کے اندر

دس دس دینار ہر مرد نے خواہ غریب ہو یا کہ امیر اور پانچ پانچ دینار عورتون نے
اور دو دو دینار لڑکے اور لڑکیون نے فدیہ دیدیا تو آزاد ورنہ بعد انقضاء مدت
معینہ مملوک سمجھے جاینگے۔

صلح

بالیان ابن بیرزان نے اس شرط کو منظور کرلیا چنانچہ سب سے پہلے اسنے
اپنا فدیہ ادا کیا بعد اسکے تیس ہزار دینار فدیہ دیکر اٹھارہ ہزار ساکین اور غربا
مسیحیون کو عمر بھر کی غلامی کی زحمت سے آزاد کردیا۔ اور شہر امن و امان کے
ساتھ ستائیسوین رجب ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف
فاتح بیت المقدس کے سپرد کردیا۔ جل جلالہ و عم نوالہ۔

رات ہی کو بیت المقدس کے بترک اور شاندار مینار و نیز اسلامی پھریرہ
اوڑادیا گیا صبح ہوتے ہی ہمارا فاتح بیت المقدس مظفر و منصور سر جھکائے ہوئے
ادب سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے یروشلیم مین داخل ہوا شہر پناہ کے ہر دروازہ
پر زر فدیہ وصول کرنیکو ایک معتمد امین مقرر کردیا گیا۔ نصرانیون کی کثرت زبان
خلائق بتلا رہی تھی کہ خزانہ عامرہ فدیہ سے معمور ہوجائیگا۔ اسلامی لشکر کا سپاہی
دو چار پشت تک فقر و فکر معیشت سے مستغنی ہوکر فارغ البالی سے عمر بسر کریگا لیکن
نصرانیون نے بہت بڑی بد دیانتی سے کام لیا یہ نسبت اون نصرانیون کے جوکہ
اسوقت بیت المقدس مین موجود تھے بہت ہی کم ایسی نصرانی تھے جنھون نے
اپنا فدیہ ایمانداری سے دیدیا تھا۔ سولہ ہزار مسیحی جسمین بڑے چھوٹے مرد و عورت
ہر سن و سال کے تھے قید کرلئے گئے علاوہ اسکے کثیر التعداد نصرانیون کو محض بعض
معززین مسیحیون کے کہنے سے بلا فدیہ قید کی زحمت سے آزاد کردیا۔

والیان ملک کی آزادی

اس مقدس زمین کے قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے رئیس اور والیان
ملک جو بالفعل وہان مقیم تھے اونلوگون نے خوشی سے اپنے مقبوضات کو اسلامیون

کے سپرد کر دیا اور ازاد ہوکر خود مختاری کے ساتھہ یروشلیم کے مقدس در و دیوار کو حسرت و افسوس سے دیکھتے ہوے چلے گئے۔

ملوک روم کی بیگمات ازاد کر دی گئین

ملوک روم کی بعض بیگمات جو زیارت کیلیے آئی ہوئی تہین وہ اس واقعہ سے نہایت درجہ پریشانی اور خوف زدہ ہو رہی تہین اگرچہ اس سے دو ہی چار گہنٹہ بیشتر ہمارے فاتح بیت المقدس کی سیر چشمی رحمدلی کی سیر کر چکی تہین تاہم انکو وہی ظلم و ستم جو ۱۰۹۹ء مین وقت استیلا انکی قوم نے اسلامیون پر کئے تہے اپنی ڈراونی صورت دیکہلا رہے تہے۔ لیکن انلوگون نے جسوقت اپنی معہ اپنے مال و اسباب و خدام کے ازادی چاہی فوراً بے جد و کد رہا کر دی گئین ملکہ قدس شریف جسکا شوہر قلعہ نابلس مین محبوس تہا اوسنے ازادی کیوقت اپنے شوہر کے پاس جانیکی خواستگاری ظاہر کی۔ اسلام پناہ سلطان فاتح بیت المقدس نے کمال کشادہ پیشانی سے اجازت دیدیا اور اوسکے وہانتک جانیکا معقول اہتمام کر دیا۔

سلطان اور پرنس کی بی بی

پرنس ارناط (ارنلڈ) جسکو اس سے کچہہ دنون پہلے سلطان نے اپنے ہاتہون سے اوسکے دار القرار تک پہونچایا تہا اوسکی بی بی بہی اندنون یہین موجود تہی وہ اپنے لڑکے کی رہائی کے بارے مین ہمارے فاتح بیت المقدس سے کچہہ باتین کر رہی تہی اثنا گفتگو مین سلطان نے فرمایا کہ کچہہ مضائقہ نہین ہے ہم تمہارے لڑکے کو قید کی زحمتون سے آزاد کر دینگے بشرطیکہ تم کرک ہمکو دیدو آپ جانتے ہین کہ اولاد کی محبت بہت ہی بیڈہب ہوتی ہے یہ عورت فوراً سلطان سے رخصت ہوکر کرک کیطرف گئے۔ اہل کرک سے بہت کچہہ کہا سنا لیکن کرک والون نے اوسکی باتون کو غور سے نہ سنا اور نہ اوسکے کہنے پر عمل کیا یہی وجہ تہی کہ پرنس ارناط کی بی بی معہ اپنے مال و اسباب کے ازاد ہو گئی۔

اور لڑکا بدستور قید ہی مین رہا۔

دیکھئے عہد و پیمان کی پابندی قول و اقرار کی استواری اسکو کہتے ہین کہ جسوقت پطرش اعظم لاکہون کا مال و اسباب مقامات مسجد اقصے اور صخرہ سے لیکر بیت المقدس سے نکلکر جارہا تہا بعضون کا یہ ارادہ ہوا کہ اس سے متعرض ہون لیکن اس سیر چشم صادق الاقرار فاتح بیت المقدس نے یہی فرمایا کہ لا اغدر بہ (مین اسکے ساتھ غداری نکرونگا) واہ رے ایمانداری حق پرستی کہ سواے فرار و ادفدیہ یعنی دس ۱۰ ہزار کے اُس سے ایک حبہ بہی زیادہ نہ لیا۔

اس اثنا مین کہ مسیحی جانیکی تیاریان کر رہے تہے قیمتی اور قابل نقل اسباب جمع کرتے تہے چند آدمی اسلامی لشکر کے صخرہ پر چڑھگئے اور صخرہ کے قبہ سے اُس صلیب کو جو کہ تقریبًا ایک صدی سے کمال احترام اور اہتمام سے نصب تہی توڑ کر گرایا اسوقت اسلامیون کے گروہ سے اللہ اکبر کی آوازآرہی تہی جس سے دفعتہً بیت المقدس کی پہاڑیان گونج اٹہین تہین اور نصرانی واویلا وامصیبتاہ کے شور وغل سے کائنات کا دماغ پریشان کر رہے تہے۔ واقعی وہ وقت عجیب دلچسپی اور دیکھنے کے قابل تہا۔

رفتہ رفتہ تہوڑی دیر کے بعد بیت المقدس مین اسلامیون کی صورت بکثرت نظر آنی لگی جیون جیون دن چڑھتا جاتا تہا نصرانیون کی تعداد گہٹتی جاتی تہی چنانچہ دوپہر ہونے پای تہی نصف عیسائیون سے زیادہ یروشیلم چہوڑ کر صور کیطرف چلے گئے اور باقی ماندہ مین سے بعض تو جانیکی تیاری کر رہے تہے اور بعض بے بسی بے زری سے محبس کیطرف روانہ ہونیکو تہے کہ اس اثناء مین اسلامیون کو اسلام پناہ کا یہ فرمان ملا کہ مسجد اقصی

اور صخرہ کو نصرانیون کی ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک کرو تصویرین
جو جا بجا زینت کیلئے منصوب ہین انکو توڑ پھوڑ کر علیحدہ کرو وہ پھر ڈہلا
چاہتے ہین یا خالق اکبر منعم حقیقی کے سامنے سر جہکانیکا وقت آیا چاہتا ہے
چلو کل کامون کو چھوڑ و غسل کرو کپڑے بدلو خوشبو لگاؤ آج مسجد اقصیٰ
مین نماز جمعہ ادا کرو جہانکہ اسی ستائیسوین رجب مین تمہارے نبی اکرم
رسول معظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات
مین نماز ادا کی تہی جسکا ذکر تمہارے مقدس کتاب مین بہی آگیا ہے۔

اس پہلے جمعہ مین سلطان نے معمولاً غسل کرکے کپڑے بدل
لئے اور نماز جمعہ کے پہلے مسجد اقصیٰ مین پونہچکر دوگانہ شکریہ ادا کرکے
نماز ادا کرلی اور نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ جسقدر جلد ممکن ہو مذبح
اور مستراح جوکہ نصرانیون نے مسجد اقصیٰ مین بنا لیا تہا منہدم کردیا
جاے اور بدستور مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی عمارتین درست کردی
جائین۔

بعد اسکے دوسرا جمعہ نہ آنے پایا تہا کہ موذن خطیب۔ امام مقرر کردے
گئے اور مسجد اقصیٰ کی کسیقدر درستی بہی ہوگئی ہمارے فاتح بیت المقدس نے
ایک منبر بنانیکا حکم دیا بعض حاضرین نے گذارش کیا کہ ملک العادل نورالدین
زنگی مرحوم نے ایک منبر[1] نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی اسی مقدس مسجد مین
رکہے جانیکے غرض سے دو برس کے عرصہ مین بنوایا تہا اگر وہ حلب سے منگواکر
یہان رکہدیا جاے تو بہت ہی موزون ہو سلطان نے یہ سنتے ہی حلب
سے اس منبر کو منگوا لیا اور مسجد اقصیٰ مین رکہوادیا۔

---

[1] اس منبر کو اس سے بیس برس پہلے ملک العادل زنگی نے دمشق کے نامی صناعون سے بنوایا تہا کئے ہزار
کے لاگت کا تہا۔

قاضی فاضل[۵۱]

قاضی فاضل اپنے رسالہ معروفہ قدسیہ مین جو کہ اوسنے بشعر فتوح قدس
شریف لکھکر خلیفۃ[۵۲] الناصر لدین اللہ کیخدمت مین بعد اس کامیابی کے روانہ کیا
تھا تحریر کرتا ہے کہ بعد فتح بیت المقدس اطراف و جوانب کے علما و فضلا و قضاۃ
بڑے بڑے بلیغ خطبات لکھکر لائے لیکن چونکہ قاضی[۵۳] محی الدین محمد ابن علی
معروف بہ ابن الزکی کا خطبہ نہایت ہی بلیغ اور پر مضمون تھا اسیوجہ سے وہی
خطبہ چوتھی شعبان ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو پڑھا گیا اور قاضی موصوف ہی نے امامت
کی یہ جمعہ بہ نسبت سابق جمعہ کے بہت بڑے اہتمام اور دہوم دہام سے ہوا۔
گو اسمین بعضون نے اختلاف بہی کیا ہے لیکن صحیح اور قرین قیاس یہی امر
معلوم ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ اطالت کلام کے خیال سے ہم نہ اوس رسالہ
کا ترجمہ ہدیہ نظر ناظرین کرسکتے ہین اور نہ اس خطبہ کا ترجمہ لکہہ سکتے ہین۔
بعد سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے یہ پہلا شخص ہے کہ جسکو یہ
شرف و فخر حاصل ہوا کہ اسنے بیت المقدس کو دوبارہ شرک و الحاد کی نجاستون سے
صاف و پاک کرکے اپنے کو اس امر کا مستحق ثابت کردیا کہ صفحہ تاریخ پر اسکو بہی فاتح

---

[۵۱] ابو علی عبد الرحیم ابن قاضی اشرف بہاء الدین عسقلانی مصری معروف بہ قاضی فاضل ملقب بہ مجیر الدین
سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا بہت بڑا معتمد علیہ و وزیر تھا۔ ادب و فطانت مین اپنے معاصرین
سے بدرجہا بڑہا ہوا تھا۔ پندرہوین جمادی الثانی ۵۲۹ھ بمقام عسقلان مین پیدا ہوا اور بمقام
قاہرہ مین شب چارشنبہ ساتوین ربیع الثانی ۵۹۶ھ کو انتقال کیا۔

[۵۲] خلیفہ الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد اپنے باپ خلیفہ مستضی بامر اللہ کے انتقال کے بعد دوسری ذیقعدہ
۵۷۵ھ مین سریر خلافت پر بیٹھا۔ ستر برس کی عمر پائی۔ چہیالیس برس دس مہینہ اٹھارہ دن اسنے
خلافت کیا۔ آخری شب ماہ رمضان ۶۲۲ھ مین انتقال کیا۔ پچھلے تین برس مین یہ بالکل نقل و حرکت
نہ کرسکتا تہا ایک آنکہ جاتی رہی تہی اور دوسری سے بہی نہایت ہی کم نظر آتا تہا۔

[۵۳] ابو المعالی محمد ابن ابو الحسن علی عثمانی قرشی ملقب بہ محی الدین معروف بہ ابن الزکی دمشقی شافعی بمقام دمشق
۵۵۰ھ مین پیدا ہوا اور ساتوین شعبان ۵۹۸ھ بمقام دمشق مین انتقال کیا۔ سلطان اسکو عزت کی آنکہون سے
دیکہتا تہا اور بہت بڑی عزت کرتا تہا۔

بیت المقدس کا مبارک لقب دیا جاے اور دنیا ہی اسلام تا قیام قیامت اسکا نام نیکی کے ساتھہ لیتی رہے۔

اسنے بعد صلح کسیکے ساتھہ مطلقاً غداری کا خیال تک نہین کیا اور نہ پہر کسیکو کسی قسم کی ایذا پونہچانیکا ارادہ کیا اور نہ اسنے اس مقدس مکان کو انسانون کے خون سے رنگا۔ اس سے آپلوگ اندازہ کر سکتے ہین کہ ہمارے سلطان کی رحمدلی رقیق القلبی بڑھی ہوی تھی یا کہ اون فرانسیسی نصرانیون کی جنہون نے کہ ۱۰۹۹ء مین اسکو فتح کیا تہا ہمکو ہرگز ہرگز نہین یاد آتا کہ اسنے یا کہ اسکے لشکریون مین سے کسی نے بیت المقدس مین داخل ہوتے ہوئے کسی عیسائی پر ہاتھہ اوٹھایا ہو یا اونکی خونریزی روا رکہی ہو یا اونکو مال و اسباب اوٹھانے لیجانے فروخت کرنے سے روکا ہو۔ ہمکو اگر ہمارا حافظہ صحیح بتلا رہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ فرانسیسیون کے اکثر اسباب و ظروف کو خود اسکے بعض ان لشکریون نے خرید کیا تہا جو کہ تجارت بہی کیا کرتے تھے اور نیز ان یروشلیم کے اور دوسرے عیسائیون نے بہی مول لیا تہا جو کہ فرانسیسی نہ تھے اور انہون نے جزیہ دینا منظور کر لیا تہا اور بیت المقدس مین رہنی کی اجازت پائی تہی۔

سلطان بقصد صور روانہ ہوا

بعد اسکے انتظام اور انصرام کے غرض سے چوبیسوین شعبان تک ہمارا فاتح بیت المقدس قدس شریف ہی مین مقیم رہا اور اثناء قیام مین متعدد سرائین مدرسے شفا خانہ بنوائے اور فرانسیسی اسپتال کو کسیقدر ترمیم کرکے شافعیہ کا مدرسہ بنا دیا۔ پچیسوین شعبان کو بعد نماز جمعہ بقصد فتح صور بیت المقدس کی نورانی دیوارین اور منور پہاڑیان دیکہتا ہوا روانہ ہوا۔

اہل صور کی تعداد

اپلوگون کو یہ تو یاد ہی ہوگا کہ اطراف و جوانب سے جو فرانسیسی خواہ لڑائی کے میدان سے جان بچاکر بہاگتا تہا و یا فدیہ دیکر گلو خلاصی اپنے کراتا تہا وہ سیدہا صور مین جاکر پناہ گزین ہوتا تہا اسیوجہ سے رفتہ رفتہ وہان کثیر التعداد مسیحی مجتمع ہوگئے

تھے اور اوس شہر میں مرکیتش نامی ایک نصرانی حکومت کرتا تھا۔ اسنے اونکو بہت ہی دم دلاسا دے رکھا تھا اور شہر کی باضابطہ قلعہ بندی کرلی۔

جسوقت ہمارا فتح نصیب سلطان مقام عکا مین پوہنچا اور لشکر کی ترتیب مین مصروف ہوا مرکیتش اس امر سے آگاہ ہوکر زمین کو قلعہ بندی کرنے لگا چنانچہ اس سے پہلے کہ سلطان صور کے قریب پوہنچا اوسنے صور کے چارون طرف بڑی بڑی عمیق خندقین کہودائین اور صور کے اون دونو دریاؤن کو جو کہ تین طرف سے اوسکو گہیرے ہوئے تھے ایک نے دوسرے کو نہر کے ذریعہ سے ملا دیا۔

مقابلہ

چند دنون کے بعد عکا سے ہمارا فتح نصیب سلطان روانہ ہوکر نوین رمضان ۵۸۳ھ کو صور کے قریب اوسی نہر کے کنارہ پر جسکو مرکیتش نے حال ہی مین بنوایا تھا مقیم ہوا ایک ہفتہ کامل لڑائی کا موقع دیکھتا رہا یہانتک کہ بقیہ لشکر بھی جو کہ بطور ساقہ کے آرہا تھا اسلامی کیمپ مین داخل ہوگیا بائیسوین رمضان کو اس مقام سے ہٹکر ایک ٹیلہ پر مورچہ قایم کیا جو کہ شہر پناہ سے بہت ہی قریب تہا اور لشکر کو چند حصون پر منقسم کرکے ہر ایک کے لئے وقت مقابلہ اور مقام متعین فرمایا تیئسوین ۲۳ کے شام سے لڑائی شروع ہوئی شب بہر سنگ باری ہوتی رہی صبح ہوتے ہی بعد نماز فجر جانبین سے تیر کی بارش شروع ہوگئی باوجودیکہ ان لڑائیون مین خود سلطان اور اوسکے لڑکے ملک الافضل اور ملک الظاہر غازی اور اسکا بہائی ملک العادل بن ایوب اور بہتیجا تقی الدین عمر شامل تہا پہر بہی کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تہی۔ ظاہرا اسکی وجہ یہ تہی کہ اسلامیون پر کچھ لوگ تو شہر پناہ کے فصیلون سے حملہ کر رہے تہے اور کچھ لوگ جنگی کشتیون پر سے تیر باری کرتے تہے۔ مسلمانون کے زیادہ شہید اور زخمی ہونیکا

باعث یہی تہا لیکن باین ہمہ مسلمانون نے مقابلہ سے مُنہ موڑا اور نہ شہر پناہ کے قریب پونہچنے پائے تا آنکہ شام ہوگئی۔ دونو فریق لڑائی کے خونناک میدان سے واپس گئے سلطان تہوڑی دیر تک ان واقعات کو پیش نظر کرکے کچھہ سوچتا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹہا کر ارشاد فرمایا کہ وہ جنگی جہازون کا بیڑہ جو کہ مصر سے آیا ہے اور مقام عکا مین لنگر ڈالے ہوئے ہے فوراً طلب کر لیا جاے اور اہل صور سے بری اور بحری دو لڑائیان چہیڑی جائین۔

اسلامی جہازون کا بیڑہ آگیا

غالباً اہل صور کی یہ رات جسقدر اطمینان سے گذری اسیقدر شاید اسلامیون کی شب غور و فکر مین بسر ہوئی صبح ہوتے ہی دن بہر کے تہکے ماندے سپاہی ادہر اللہ اکبر کے آواز سے اوٹہہ کہڑے ہوئے نماز کی تیاری کرنے لگے ادہر ناقوس اور گہنٹون کے آواز سے لوگ بیدار کیے جانے لگے آفتاب نکلتے نکلتے فریقین کے جانباز سپاہی مسلح ہوگئے۔ لڑائی کے جوش مین بعض ٹہلتے تہے اور بعض لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکھہ رہے تہے۔ ظاہری حال تو اسی امر کا مقتضی تہا کہ لڑائی دو ایک لحظہ مین ضرور چہڑا چاہتی ہے لیکن معلوم نہین کہ کیا باعث ہوا کہ فریقین کے سپاہی پہر دن چڑہے تک تو لڑائی کے انتظار مین ادہر ادہر ٹہلتے رہے آخرکار جب مقابلہ ہوتا نظر نہ آیا تو اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے۔ یہ دن گذر کر دوسرے دن کا تڑکا ہونے پایا تہا کہ اسلامی جنگی جہازون کا بیڑہ جسکا کپتان یا افسر اعلے عبد السلام مغربی تہا آپونہچا۔

اسلامی کشتیون کی گرفتاری

صبح ہوتے ہی لڑائی چہڑ گئی بری اور بحری مقابلہ ہونے لگا ان جنگی جہازون کے بیڑے نے مسیحیون کے جنگی کشتی کی آمد و رفت روک دیا تہا اسی وجہ سے اس لڑائی مین اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو رہا تہا عجب نہ تہا

کہ صور کے بہی شاندار مینار اسلامی پہریرہ کے اوڑائے جانیسے ممتاز ہو جاتے

لیکن چونکہ تقدیر الہی اسکے خلاف تہی رات نے فیصلہ نہ ہونے دیا خاکی سے

لڑنے والے سپاہی مصاف سے اپنے مورچہ مین آئے اور جنگی جہازون کا

بیڑہ صور کے مینار کے مقابلہ مین لنگر انداز رہا - اونمین سے پانچ کشتیان نو

بزک کا کام کر رہی تہین اور پانچ اہل صور کے کشتیون کا محاصرہ کئے ہوئے تہین

رات بہر اسلامی بحری فوج جاگتی رہی لیکن اتفاقات سے صبح ہوتے ہوتے

ان پانچون کشتیون کے محافظین کی آنکہین لگ گئین چند لمحہ کے بعد جو چونکے

تو اپنے کو نصرانیون کے کشتیون کے محاصرہ مین پایا - گو خلاصی کی کوششین کین

مقابلہ بہی کیا لیکن تقدیر سے مجبور تہے - اسلامی لشکر کے ایک کثیر تعداد کو مسیحیون

نے شہید کیا اور باقی کو معہ کشتیون کے گرفتار کر لیگئے اسلامی بری فوج ان واقعات

کو جسطرح حسرت و افسوس کی آنکہون سے دیکہہ رہی تہی اسیطرح وہ بیچارے بہی یوہی آنکو غیر آباد کہتے ہوے چلے جاتے تہے

اس اثناء مین کہ فرانسیسی کشتیان اسلامیون کی کشتیون کو گرفتار

کئے ہوئے لئے جا رہی تہین مسلمانون کی ایک جماعت دریا مین کود پڑی

بعض تو تیر کر اسلامی کیمپ مین آملے اور بعض جنگی موت آگئی تہی ڈوب گئے

صور سے بے نیل مرام واپس ہوا

بعد اس واقعہ کے بقیہ پانچ کشتیان چونکہ محاصرہ کا کام پورے طور سے انجام

نہ دیسکتی تہین اسوجہ سے حسب حکم سلطان بیروت کیطرف روانہ ہوئین - نصرانیون کی

جنگی کشتیون نے اونکا تعاقب کیا - اہل کشتی نے جب نصرانیون کی جنگی کشتیون کا بیڑہ

آتے ہوئے دیکہا فوراً کشتیان چہوڑ کر خشکی پر اوتر آئے اور یہی باعث اونلوگون کے

جان بری کا ہوا ورنہ اوسوقت یہی خیال کیا جا سکتا تہا کہ یہ لوگ بہی انکی پنجہ غضب سے

نہ بچینگے - سلطان نے اس سے پہلے کہ نصرانی کشتیان اسلامی کشتیون کے قریب

تو پہنچین اون کشتیون کو جلا کر دیا اور بکمال تیزی سے اپنے مورچہ پر واپس آیا -

چند دنون معمولی لڑائیان ہوتی رہین نہ اسلامیون ہی کو اسمین کچھ منفعت پوہچتی نظر آتی تہی اور نہ نصرانیون کا نقصان محسوس ہو رہا تہا اخیر اخیر ایک بہت سخت لڑائی صبح سے تقریباً شام تک ہوتی رہی لیکن نتیجہ کچھہ بہی نہ ظاہر ہوا۔ ان لڑائیون کے سلسلہ سے یہ مفہوم ہو رہا تہا کہ جسقدر اسلامی لشکر صور کے فتح کرنے مین عرق ریزی کر رہا ہے اگر اس سے زیادہ نہین تو اسیقدر ضرور اہل صور بہی کوشش کر رہے ہین۔ جاڑہ کا موسم دریا کا کنارہ بارش کی کثرت اور اسپر یہ لڑائیان جنسے کچھہ نتیجہ ظاہر نہوتا تہا ایک مصیبت کا سامنا تہا چار ناچار یہ رائین پیش ہونے لگین کہ بالفعل صور کا محاصرہ توڑ دیا جائے جاڑہ بہر محفوظ مقامات مین چلکر آرام کرین اور جب جاڑہ کی فصل ختم ہو جائے اور ایام ربیع آئین تو سب کے سب یکجا ہو کر پہر اسپر حملہ کرین۔ یہ خیال اون لوگون کا تہا جنکو اسلامی لشکر مین تمول اور دولتمندی حاصل تہی۔ اور ایک گروہ یہ کہہ رہا تہا کہ نہین یہ سب خیالات باطلہ ہین ہم بہوک پیاس پر صبر کرینگے اور جی توڑ کر لڑینگے آن واحد مین خندق اور نہر پر پل بنا کر عبور کر جائینگے اور جبکہ ہم شہر پناہ کے فصیلون تک پوہنچ جائینگے تو شہر کا فتح کر لینا اور اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دینا بہت ہی آسان ہو جائیگا۔ یہ اون لوگون کی رائے تہی جنہون نے موت کو حیات سے افضل سمجہہ لیا تہا سلطان کو ان رایون کے سننے سے پہلے کیقدر تردد ضرور ہوا اور اسکے دماغ مین یہ باتین پہر رہی تہین کہ رسالہ والون نے کمی رسد اور آدمیون کے زخمی ہونیکا عذر پیش کر کے محاصرہ توڑ دینے پر آمادہ ہی کر لیا۔ چنانچہ شوال ۵۸۳ھ کی ستائیسوین یا اٹھائیسوین کو صور کے محاصرہ سے دست کش ہو کر عکا مین پوہنچا اور حسب دستور لشکر کو باستثنا باڈی گارڈ اور مخصوص امرا کے بہ نظر استراحت رخصت کیا اور عکا کا حاکم امیر عزالدین جہردیک کو مقرر کیا اور خود تا اختتام سرما یہین مقیم رہا۔

فتح ہونین

اس سے پہلے کہ ہم ۵۸۴ھ کے واقعات احاطہ تحریر مین لائین مناسب سمجھتے ہین کہ گذرنے والے ۵۸۳ھ کے وہ واقعات بہی سرسری طور سے اپنے ناظرین کو سنادین جوکہ سنہ مذکور مین ہمارے فاتح بیت المقدس نے جب عسقلین کو فتح کیا تہا واقع ہوئے تہے۔ اِن واقعات مین ہمارا فتح نصیب سلطان بذاتہ شریک نہ تہا بلکہ اوس نے جسوقت تبنین پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا یا تہا اوسی اثنا مین اوس نے ایک دستہ فوج جسمین نامی اور تجربہ کار امرا شریک تہے ہونین کے طرف روانہ کیا تہا اوسوقت سے یہہ گروہ برابر ہونین کا محاصرہ کئے رہا نہ تو اہل شہر ہی پورے طور سے باہر نکلکر مقابلہ کرتے تہے اور نہ اون تک رسد وغلہ وغیرہ پہونچ سکتا تہا آخر الامر اہل ہونین نے تنگ آکر اون دنون امان طلب کیا اور قلعہ کو بصلح اسلامی لشکر کو سپرد کردیا جسوقت کہ ہمارا فتح نصیب سلطان شہر صور پر حملہ کررہا تہا۔

روانگی مہم کوکب

ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور مین جبکہ ہمارا فتح نصیب سلطان مہم عسقلان کی تیاری کررہا تہا اوسوقت اوس نے ایک دستہ فوج جسکا کمان افسر سیف الدین تہا قلعہ کوکب کیطرف اس غرض سے روانہ کیا کہ نصرانیونکی آمدورفت کو روکین اور کامل طور سے اوسکو اپنے محاصرہ مین رکہین اور ایک گروہ کو قلعہ صفد کے جانب روانہ کیا یہ دونون قلعہ مقام حطین سے بہت ہی قریب ہین قلعہ کوکب پر سرجن جنرل حکومت کررہا تہا اور قلعہ صفد کا حاکم ایک دوسرا نصرانی تہا اِن دونون اسلامی فوجون نے جسوقت اِن قلعونکا محاصرہ کرلیا اوس سے یہہ بات تو ضرور پیدا ہوگئی کہ نصرانیونکا سلسلہ آمدورفت بالکل منقطع ہوگیا تہا لیکن قلعہ کوکب مین یہ عجیب قیامت خیز واقعہ ہوا کہ جس سے دنیاء السلام کو بہت سخت صدمہ اوٹہانا اور سلطان کو اسقدر رنج گذرا کہ یقینی اتنا قلق اسکو اوسوقت نہین ہوا جبکہ اسلامی کشتیون کو

اہل صور کی جنگی کشتیوں نے معہ مسلمان کے گرفتار کر لیا تہا۔

واقعہ کوکب

ماہ شوال کی آخری راتین تہین کسیقدر بارش بہی ہو رہی تھی اندہیرا اسقدر تہا کہ ایک کو دوسرے کا چہرہ نظر نہ آتا تہا۔ وقتاً فوقتاً بادل بہی گرج اوٹہتے تہے ہوا کی تیزی نے سردی کو چمکا دیا تہا۔ پہرہ دینے والے باری باری سوتے جاگتے تہے اتفاقات سے پچہلی شب مین ادہر تو سبہون کی آنکہین لگ گئین اُدہر نصرانی چونکہ موقع اور وقت دیکہہ ہی رہے تہے یہ حالت دیکہکر فوراً مسلح ہو کر اسلامی مورچہ مین گہس آئے۔ اور اوسی غفلت کے حالتہین اکثر کو شہید اور بعضون کو گرفتار کر لیا اور جو کچہہ مال و اسباب و آلات حرب پایا لوٹ کر اپنے قلعہ مین واپس چلے گئے۔ اسیوجہ سے انہین ایسی قوت آگئی کہ اخیر ۵۸۴ھ تک یہ قلعہ مفتوحات سلطانی مین نہ داخل ہوا۔

یہ واقعہ سلطان کے کانون تک اُسوقت پوہنچا جبکہ وہ صور سے روانہ ہو کر عکا کیطرف آرہا تہا اُسنے اُسیوقت ایک چہوٹا سا لشکر مرتب کر کے کرد وہی قایماز نجمی قلعہ کوکب کے محاصرہ کیلئے روانہ کیا۔

چلہ کا جاڑہ ختم ہوگیا تہا کسیقدر گلابی ہلکا جاڑہ پڑ رہا تہا ہنوز وہ لشکری جنکو رضا دیگئی تھی اپنے اپنے وطن سے واپس نہین ہوئے تہے محرم ۵۸۴ھ کی دوسری یا تیسری تاریخ تھی کہ ہمارا فتح نصیب سلطان فاتح بیت المقدس معہ اپنے جان نثارون کے عکا سے روانہ ہو کر قلعہ کوکب کے قریب پوہنچا بادی النظر مین تو اُسکو بہی نظر آیا کہ یہ قلعہ بہی آسانی سے جلد فتح ہو جائیگا لیکن جب اُسنے غور و فکر سے اُسکی مضبوط فصیلون اور انتظامات کو دیکہا تو یہی امر ذہن نشین ہوا کہ یہ قلعہ دشواری سے اور مدتون مین فتح ہوگا معدودے چند آدمیون کا یہ کام نہین ہے کہ اسکے بلند برجون پر کامیابی کا پہریرہ اوڑا ئین اسیوجہ سے بعد چند دلائل

کے جا یماز بخمی کو بدستور محاصرہ پر چھوڑ کر کوکب سے روانہ ہوا اور چھٹی ربیع الاول ۵۸۴ھ ہجری کو دمشق مین داخل ہوا۔ پانچوین روز سیج یا جہورت یہ خبر مشہور ہوی کہ فرانسیسی بقصد جبیل آرہے ہین باوجودیکہ اُن دنون سلطان کی طبیعت جادہ اعتدال سے منحرف تہی لیکن اُسکو یہ تاب کہان تھی کہ نصرانیون کی آمد سنتا اور اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرتا فوراً معہ اپنے جان نثارون کے دمشق سے روانہ ہوا وقت روانگی قاضی فاضل رخصت کرنیکو آیا اور تہوڑی دیر تک دو چار باتین ضروری عرض معروض کرکے واپس گیا اور سلطان دمشق سے حمص کیجانب روانہ ہوا۔

ہمارا خیال و حافظہ شہادت دے رہا ہے کہ سلطان حمص ہی نہ پہونچنے پایا تہا کہ فرانسیسیون نے اسکی روانگی کی خبر سنکر مراجعت کو مقابلہ اور مقاتلہ سے بہتر سمجہا اور خواہ مخواہ بلا کسی خوف و خطر کے واپس گئے۔

تقریباً نصف ربیع الاول ۵۸۴ھ ہجری گذر چکا ہوگا کہ ہمارا فتح نصیب سلطان حمص کے قریب پونہچکر اوسکے غربی جانب مقیم ہوا اگرچہ علامہ عبد الله بن یوسف اور فاضل ابن خلکان کے تحریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسی مقام پر سلطان کے کانون تک یہ خبر پونہچی تہی کہ عماد الدین صاحب سنجار اور مظفر الدین بن زین الدین معہ لشکر موصل حلب مین بقصد جہاد آے ہین بعد اسکے سلطان حصن اکراد کیطرف روانہ ہوا لیکن علامہ ابو الحسن علی ابن ابو الکرم محمد معروف ابن اثیر کی تحریر شہادت دیتی ہے کہ عماد الدین زنگی ابن مودود صاحب سنجار و نصیبین و خابور معہ اپنے لشکر کے سلطان سے مقام حمص مین ملا اور یہین موصل اور جزیرہ کے جبری فوج بھی کیمپ سلطانی مین داخل ہوی واللہ اعلم

لہ حصن اکراد غربی جانب حمص کے واقع ہے یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر نہایت مستحکم بنا ہوا ہے

فتح انطرسوس

جسوقت ان لوگون کی جمعیت نے سلطانی جان نثارون کی تعداد بڑہادی سلطان اس مقام سے روانہ ہوکر حصن اکراد کے شرقی جانب خیمہ زن ہوا چوتہی جمادی الاول ۵۸۴ھ یوم جمعہ کو سلطان نے اپنے لشکر کو اسطرح سے مرتب کیا کہ میمنہ کو پہلے روانہ کیا جسکا کمانافسر عماد الدین زنگی تہا اور قلب کو وسط مین رکہا اور میسرہ کو جسکا افسر اعلے مظفر الدین تہا اخیر مین روانگی کا حکم دیا اور خود پورے لشکر کا کمان کرتا ہوا چہٹی جمادی الاول یوم یکشنبہ کو دوپہر کیوقت انطرسوس[1] کے قریب پونہچکر چند ساعت توقف کیا بعد نماز ظہر میمنہ کو دریا کے جانب اور میسرہ کو دوسریطرف دریا کے روانہ کیا اور خود معہ اپنے جان نثارون کے انطرسوس کے مقابلہ مین رہا۔ ظہر کا اخیری وقت تہا کہ اسلامی لشکر نے ہر سمت سے ایک قوی حملہ کیا کہ پہلے ہی حملہ مین انطرسوس پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑادیا۔

انطرسوس مین دو برج مثل قلعہ کے تہے ایک تو پہلے ہی دن فتح ہوگیا تہا اور اسکو سلطان نے مظفر الدین کے سپرد کردیا تہا باقی رہا دوسرا برج وہ برابر مقابلہ کرتا رہا تاآنکہ مظفر الدین کے قوی حملون کے ہاتہون خراب اور مسمار ہوگیا۔

فتح مرقیہ و جبلہ

اوسی اثنار مین کہ مظفر الدین اور انطرسوس کے دوسرے برج والون سے صف آرای ہورہی تہی سلطان معہ منصور ابن نبیل[2] قاضی جبلہ کے بارتو

---

[1] انطرسوس ایک شہر بحر شام کے ساحل پر واقع ہے بعض لوگ اسکو اعمال حمص سے شمار کرتے ہین اور بعض طرابلس کے مضافات سے کہتے ہین۔

[2] منصور ابن نبیل مسلمانان جبلہ کا فرانسیسیون کے طرف سے حاکم تہا یہی اسلامیان جبلہ کے مقدمات فیصلہ کرتا تہا۔ سلطان جسوقت حصن اکراد کے قریب خیمہ زن تہا قاضی موصوف دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور اپنے منظر حمایت دین فتح جبلہ مین مدد دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اسیکی سعی سے جبلہ بہت جلد کلفت سے قبضہ ہوگیا۔

جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس سے روانہ ہوکر مرقیہ مین پونہچا اہل مرقیہ نے پہلے ہی سے شہر چہوڑ دیا تہا خالی مکانات پڑے ہتے دو پہر تک سلطان نے یہان قیام کیا بعد نماز ظہر مرقیہ سے روانہ ہوکر اٹہارہوین جمادی الاول ۵۸۴ھ جبلہ مین پونہچا۔ شہر پر تو پونہچتے ہی اسلامی پرچم اوڑا دیا گیا باقی رہا قلعہ وہ البتہ نصرانیون ہی کے قبضہ مین رہا۔ قاضی جبلہ برابر انلوگون کو سمجہاتا رہا در چار روز کے بعد اہل قلعہ سے اس شرط پر صلح ہوگئی کہ اہل جبلہ کے مسلمانون کے مال واسباب نصرانی واپس دیدین اور علے ہذا مسلمان بہی نصرانیون کا مال واسباب لوٹا دین

فتح بکسرائیل

بعد اسکے حاکم قلعہ بکسرائیل معہ روساء جبل سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسنے بخوشی خاطر اطاعت قبول کر لی یہ قلعہ حماۃ اور جبلہ کے درمیان مین واقع ہے راستہ اسکا نہایت دشوار گذار ہے سلطان کے یہ بہی ایک فتح نصیب ہونیکی دلیل کامل ہے کہ یہ مقامات بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوگئے ورنہ اونکے ظاہری مضبوطی یہ کہہ رہی تہی کہ یہ مقامات ہفتہ دو ہفتہ کے محاصرہ اور لڑائی سے ہرگز فتح نہونگے۔

فتح لاذقیہ

بعد فتح جبلہ ہمارا فتح نصیب سلطان لاذقیہ[۱] کیطرف بڑہا چنانچہ چوبیسوین جمادی الاول ۵۸۴ھ یوم پنجشنبہ کو بلا تعرض شہر پر قبضہ کر لیا کیونکہ فرانسیسی شہر پناہ نہونیکے وجہ سے مسلمانون کے حملون کو روک نہ سکتے تہے اسیوجہ سے شہر کو چہوڑ کر اسکے اُن دونو قلعون مین پناہ گزین ہورہے تہے جو کہ ایک

---

[۱] لاذقیہ ساحل بحر پر ایک نہایت خوبصورت شہر اباد ہے شہر پناہ اسمین نہین ہے البتہ اسکے مقابلہ مین ایک پہاڑی پر دو متصل قلعہ بنے ہوئے ہتے لاذقیہ اور جبلہ مین اٹہارہ کوس کا فاصلہ ہے تقی الدین عمر نے اسکے قلعہ کو از سر نو بنوایا تہا۔

پہاڑی پر ایک دوسرے سے متصل بنے ہوئے تھے۔ اسلامی بہادرون نے شہر پر تو پوہنچتے ہی اسلامی پھریرہ اوڑا دیا باقی رہا قلعہ اُسکا محاصرہ کرکے فوراً اوسی روز سرنگ کھودنی شروع کردی۔ صبح ہوتے ہوتے ساٹھہ گز لمبی اور چار گز چوڑی سرنگ کھدگئی اور لڑائی بھی شروع ہوگئی۔ جمعہ کا وقت گذر کر عصر کا وقت آگیا تہا کہ نصرانی قلعہ چہوڑکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دور سے تیر باری کرنے لگے مغرب کا آخری وقت تہا کہ نصرانیون نے امان طلب کیا ہمارے رحمدل فتح نصیب سلطان نے امان دیدیا اور باہم مصالحت ہوگئی۔ صبح شنبہ چھبیسوین جمادی الاول کو قلعون کے مینارون پر بھی اسلامی پرچم اوڑا دیا گیا

ستائیسوین جمادی الاول یوم یکشنبہ کے بعد سلطان نے اس شہر کو اپنے بہتیجے تقی الدین عمر کے سپرد کیا اور خود چند دستہ فوج لیکر لاذقیہ سے روانہ ہوکر بعد دو روز کے یوم سہ شنبہ انتیسوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو صیہون کے قریب پوہنچا۔

فتح صیہون

علامہ عبداللہ ابن یوسف صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ چشم دید بیان کرتا ہے کہ قلعہ صیہون پر ایک بہت بڑا صلیبی نشان اوڑ رہا تہا لیکن جس وقت اسلامی لشکر اسکے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا فوراً گر پڑا۔ اسلامیون

سلہ فریقین مین بتوسط قاضی جبلہ یہ شرط قرار پائی تھی کہ نصرانیون کو مع انکے بی بی بچون کے امان دیدیگا مال و اسباب و آلات حرب سے انکو کچھہ تعلق نہوگا۔

سلہ صیہون ایک شہر دریائے شام کے کنارہ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہے قلعہ کے ایک دیوار دریا سے متصل ہے اور شمال جانب اسکے پہاڑ ہے لاذقیہ سے پورب کیطرف ایک مرحلہ پر واقع ہے قلعہ کے چارونطرف خندقین کھودی ہوئی ہین۔

نے حسن تفاول سپاسکو محمول کیا اور مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا ایک ہی شب مین منجنیقین نصب کردی گیئن دمدمے باندھہ لئے گئے۔ صبح ہوتے ہی چار و نظر سے حملہ شروع ہوگئے منجنیقون سے سنگ باری ہونے لگی۔ ملک الظاہر نے اس لڑائی مین بہت بڑا حصہ نیکنامی کا لیا۔ ادسیکی کوششون نے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کردیا تہا صبح جمعہ دوسری جمادی الثانی کو سلطان نے اپنے جبری لشکر کو آگے بڑہایا اور منجنیقون کو شہر پناہ کے دیوارون کے قریب نصب کیا تہوڑی دیر تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا دوپہر نہ ہونی پائی تہی کہ اسلامی لشکر دل ہلادینے والی تکبیرین کہتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے اور کل مسیحی لشکر صلیبی پہریرہ لیے ہوئے قلعہ مین چہپ گئے۔ ان مین سے کچہہ لوگ فصیلون سے مقابلہ کررہے تہے اور اکثر قلعہ کے مینارون سے تیر باری کرتے تہے عصر کیوقت تک یہی سلسلہ جاری رہا لیکن جب مسیحیون کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا تو الامان الامان چلانے لگے سلطان نے حسب عادت طبعی اسی شرط سے امان دیا اور صلح کرلیا جس سے نصارا سے قدس سے مصالحت کیا تہا۔

صبح بلاطنس وغیرہ

قلعہ صیہون مین ہمارا فتح نصیب سلطان دم لینے کے غرض سے چار پانچ روز تک مقیم رہا اور اس اثناء مین اسلامیون نے قلعات بلاطنس۔ عید۔ فیحہ جماہرتین وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ فیحہ اور جماہرتین والون نے تو خود سلطانی دربار مین حاضر ہوکر مصالحت کرلیا اسوجہ سے یہ قلعہ مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوگئے اور بلاطنس و عید جان کے خوف سے قلعہ چہوڑکر انہین دنون بہاگ گئے تہے جبوقت کہ قلعہ صیہون لڑ رہا تہا۔

فتح بکاس

بعد اس خداداد کامیابی کے ہمارا فتح نصیب سلطان صیہون سے روانہ ہوکر چہٹی جمادی الثانی ۵۸۴ھ یوم شنبہ کو قلعہ بکاس[1] پر پہنچا اور قلعہ بکاس کے بلند

[1] قلعہ بکاس ایک مستطیل پہاڑ پر ایک تیر کے فاصلہ پر بنے ہوئے ہین بکاس تک تو آدمی پہنچ بہی سکتا ہے لیکن شغر کا راستہ نہایت ہی دشوار گذار ہے۔ انطاکیہ اور حامیہ کے درمیان مین نصف راستہ پر واقع ہین۔

مناروں پر پونہچتے ہی بلا جدال وقتال اپنے کامیابی کا پھریرہ اوڑا دیا اسوجہ سے کہ
اہل کاس قلعہ چھوڑکر قلعہ شغر مین پناہ گزین ہو رہے تھے۔ رات بہر سلطان اس
فکر مین غلطان پیچان رہا کہ قلعہ شغر پر کسطرف سے حملہ کرنا چاہئے اسکی کامیابی کی
کیا صورت ہوگی ظاہرا اسکا راستہ سوائے اس ایک پل کے جسکو مسیحیوں نے
توڑ ڈالا ہے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ کروٹیں بدل رہا تہا آنکھوں میں نام کو نیند
نہ آئی تہی کہ اسی اثناؤ مین صبح ہوگئی حسب دستور بعد قضاء حاجت نماز میں مشغول
ہوا آفتاب نکلتے نکلتے وظیفہ و نماز سے فارغ ہوکر منجنیقین نصب کرنیکا حکم دیا
چنانچہ دوسرے وقت سے سنگ باری ہونے لگی۔ اہل قلعہ نہ تو انکے مقابلہ مین
منجنیقین نصب کرتے گئے اور نہ اپنے اونلوگوں نے حملہ کرنیکا انتظام کیا

فتح شغر

وجہ اسکے یہ تہی کہ قلعہ نہایت مستحکم اور محفوظ مقام مین بنایا گیا تہا قلعہ تک
کم ایسے پتہر تھے جو کہ اوسکے فصیلوں تک پونہچتے تھے تین روز تک متواتر اسلامی
لشکر سنگ باری کرتا رہا لیکن اوسکے مضبوط فصیلوں کو ذری سی بہی جنبش نہ ہوئی
قدرتی کامیابی اسکو کہتے ہیں کہ ایک روز سلطان اپنے حلقہ خاص مین بیٹھا ہوا
اسکی کامیابی کا تذکرہ کر رہا تہا تدابیرین سوچی جارہی تہین کہ اسی اثنا مین نصرانیوں
کا ایک قاصد صلح و امان کیلئے حاضر ہوا اور اوسنے اس امر کی خواہش ظاہر کیا کہ
اہل قلعہ تین روز کی مہلت مانگتے ہیں تین روز تک کسی قسم کا حملہ نہ کیا جاتے تیسرے
روز بصلح ہونا ان قلعہ سپرد کر دیا جایگا سلطان نے اس شرط کو منظور فرمالیا
چنانچہ تین روز تک نہ تو اسلامیوں نے سنگ باری کیا اور نہ گولہ برسائے

۱؎ قلعہ والوں نے صاحب انطاکیہ سے مدد و اعانت کی درخواست کی تہی اور اسی بنا پر تین دن
کی مہلت چاہی تہی لیکن جب صاحب انطاکیہ نے اعانت نہ کیا تو مجبوری تیسرے روز صلح و امان
سے قلعہ مسلمانوں کے سپرد کر دیا۔ یہ بہی خدا کا ایک احسان تہا کہ ایسے قلعہ جو کہ مدتوں کے حصار
بہی مفتوح نہوتا اور اس آسانی سے فتح ہوگیا۔

تیسرے روز نصرانیون نے بخوشی و رضامندی حسب وعدہ بصلح و آمان قلعہ کا دروازہ کھولدیا اسلامی تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے اسلامی پھریرہ بجائے صلیبی نشان کے قبل از جمعہ سولہوین جمادی الثانی ۵۸۴ھ کو اوڑا دیا گیا۔

انتظام

اس سے پہلے کہ ہم اور آپ سلطان کے ساتھ ساتھ قلعہ برزیہ کیطرف چلین اور اُسکے دلچسپ سین کا نظارہ کرتے ہوئے دایرۂ اسلام کے توسیع کی کیفیت دیکھنے کیطرف متوجہ ہون مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مفتوحہ قلعون کا انتظام بھی دیکھتے جائین۔ قلعہ صہیون اور اُسکے قرب و جوار کے قلعات امیر ناصر الدین منکورس کے سپرد کیا گیا اور امیر قلج کو قلعہ بکاس اور شغر کی حکومت دیگئی اور نیز از سر نو تعمیر کرنیکا حکم دیا گیا۔

فتح سرمینیہ

ہان انہین ایام مین جبکہ یہ فتح نصیب سلطان ان قلعون کے مہم کے سر کرنے مین مشغول تھا اسکا لڑکا ملک الظاہر غازی قلعہ سرمینیہ[1] کیطرف بڑھا۔ اگرچہ یہ قلعہ اعمال انطاکیہ کے مشہور اور مضبوط قلعون مین شمار کیا جاتا تھا لیکن خداداد کامیابی اسکو کہتے ہین کہ دو روز کی لڑائی مین قلعہ سرمینیہ کو یوم جمعہ تیسوین جمادی الثانی ۵۸۴ھ کو فتح بھی کر لیا اور اہل قلعہ کو جزیہ لیکر آزاد کر دیا علاوہ اسکے سب سے بڑا کام یہ ہوا کہ مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت جو کہ مدتون سے اس قلعہ مین قید تھے آزاد کر دیگئی۔

اس کامیابی کے بعد ملک الظاہر غازی چند آدمیون کو قلعے کے مسمار کرنیکے غرض سے چھوڑ کر خود مع اپنے ساتھیون کے اس مقام سے کوچ کرکے حدود سرمینیہ کو طے کرتا ہوا سلطانی کیمپ مین داخل ہوا۔ اور سلطان کے

[1] سرمینیہ ایک شہر مشہور ہے جسکے اکثر باشندہ اسماعیلی مذہب ہین۔ اسکا قلعہ ہے تو چھوٹا لیکن نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ بنا ہوا تھا۔

ساتھہ ساتھہ قلعہ برزیہ کیطرف روانہ ہوا۔

مصاف برزیہ

قلعہ برزیہ نہایت مستحکم قلعہ افامیہ کے مقابلہ مین واقع ہے دونو قلعون کے درمیان مین ایک چھوٹا سا دریا ہے جسمین برزیہ کے پہاڑیونکے چشمہ ہی آملے ہین شمال اور جنوب کیطرف ایسے دشوار گذار پہاڑ ہین کہ اوس طرف سے کوئی بشر گذر کر حملہ نہین کر سکتا اور پورب کیجانب اسکے خندق اور نہر ہے اہل قلعہ نہایت ہی سخت دل دشمن اسلام ہین مسلمانون کے عداوت مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے ہین۔ اسلام اور اسلامیون سے انکو اسیقدر عداوت ہے جسقدر اسلامیون کو کفر و کافر سے ہونی چاہیے

چوبیسوین جمادی الثانی ۵۸۴ھ کے شام کو سلطان اس قلعہ کے قریب پونہچکر قلعہ سے پورب تھوڑی دور پر مقیم ہوا صبح ہوتے ہی چند جان نثارون کو ہمراہ لیکر قلعہ کے چارونطرف پھر آیا کسیطرف سے موقع حملہ کرنیکا نظر نہ آیا البتہ قلعہ کے غربی جانب سے لڑائی کا سلسلہ چھڑ سکتا تھا لیکن میدان اسقدر وسیع نہ تھا کہ اسلامی لشکر وہان اپنا مورچہ قایم کر سکتا اسیوجہ سے صرف ایک چھوٹا سا خیمہ سلطان کیلیئے نصب کر دیا گیا۔ سلطان معہ چند جان نثارون کے اس مقام پر ٹھہرا اور یہین منجنیقین نصب کی گیئن دوسرے دن سے لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا دو چار پتھر ہی قلعہ تک نہ پونہچنے پائے کہ اہل قلعہ نے ایک برج پر جو کہ اس وادی کے مقابلہ مین تھا صرف ایک منجنیق نصب کیا۔ موقع اچھا تھا دو ہی چار مرتبہ مین مسلمانون کی منجنیقین نکمی ہو گیئن۔

سلہ قلعہ برزیہ ساحل شامی کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ اسکے چارونطرف خندقین اور نہرین بنی ہوی ہین پانچ سو سترگز بلند ہے اوس زمانہ مین اس سے مضبوط ساحل شامی پر کوئی قلعہ نہ تھا۔

سلطان کے ساتھیوں مین سے ایک شخص چشم دید بیان کرتا ہے کہ مینے پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکھا ہے کہ قلعہ کے برج پر سے ایک عورت تنہا سنگ باری کر رہی ہے پہلے تو مجھکو اسکے دیکھنے سے تعجب ہوا لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ مسلمانوں کی منجنیقین ٹوٹ گئین۔

مجمع برزیہ

بعد اسکے سلطان نے اپنے لشکر کو تین حصوں مین منقسم کیا ایک کا کمان افسر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا اور دوسرے والیم کی افسری ملک الظاہر غازی کے سپرد کیا اور تیسرے حصہ کا کمان اپنے قبضہ اقتدار مین رکھا رات بھر لوگوں کو جہاد اور غزا کی ترغیب دیتا رہا ستائیسوین جمادی الثانی کی سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے ہی اذان ہوئی لشکریوں نے اپنے نیکدل سلطان کے ساتھ نماز ادا کیا سب سے پہلے عماد الدین زنگی معہ اپنے ہمراہیوں کے میدان مین آیا اسکے ہمراہیوں نے اللہ اکبر کے پر ہیبت نعرہ سے نصرانیوں کو اپنی مستعدی سے آگاہ کر دیا چھوٹی بڑی پہاڑیاں اس آواز سے گونج اٹھین نصرانی بھی قلعہ سے نکلکر فصیلوں پر آرہے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ عماد الدین زنگی معمولی آدمی تو تھا نہیں اوسنے کمال مردانگی سے حملہ کیا اور اپنے فوج کو قلعہ کے فصیلوں تک پونچا دیا۔ لیکن چونکہ نصاری بلند مقام پر تھے اور زمین ناہموار تھی اس وجہ سے سلطان چڑھ نہ سکتے تھے علاوہ اسکے نصرانیوں نے اوپر سے سنگ باری شروع کر دی کچھ دیر تک تو یہ گروہ مقابلہ کرتا رہا آخرکار جب مجبور ہوتا نظر آیا تو اسلامی لشکر کا دوسرا حصہ اٹھا جسکا افسر اعلیٰ خود ہمارا سلطان تھا۔ باوجودیکہ آفتاب کی تیزی زمین کی گرمی تیز ہواؤن کے جھونکے آگے بڑھنے کی اجازت ندیتے تھے لیکن یہ گروہ

تہا جو کہ موت کو حیات سے زیادہ محبوب جانتا تہا مرنیکو شادی پر ترجیح دیتا تہا
جسکے مذہب نے پہلا سبق موت ہی کا پڑہایا تہا جسکا افسر اعلی ابو المظفر الملک الناصر
سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس تہا - وانکی جرات مردانگی اوران
بلند سے کہہ رہی تہی کہ اگر اس زمین کے بدلے زمین محشر ہوتی اور اس افتاب کے عوض
افتاب قیامت بہی ہوتا تو یہ گروہ ایک ہی لمحہ مین کمال تیزی سے طے کرجانا اپنے
ہاتہہ کا کہیل سمجہتا - چشم زدن مین یہ گروہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے گروہ سابق
کے پاس پہونچگیا - عماد الدین زنگی تو معہ اپنے ساتہیون کے واپس ہوا اور سلطان
نے حملہ شروع کردیا - ظہر کا وقت قریب تہا کہ اس گروہ پر بہی تکان اور ماندگی
کے اثار پیدا ہو چلے کچہہ لوگ معاودت پر آمادہ ہوے سلطان انکو گونکو موقع
موقع سے بڑہاتا اور لوٹاتا تہا - جسوقت تیسرا والیم جسکا کمان افسر ملک الظاہر
غازی تہا تکبیر کہتا ہوا آگے بڑہا عماد الدین زنگی اپنے اُس جوش کو جو کہ
ہر دیندار کے دلمین دین کے حمیت وحمایت کا ہوتا ہے ضبط نہ کرسکا بیتاب ہو تلوار
کہینچکر الجہاد الجہاد کہتا ہوا اوٹہہ کہڑا ہوا اور ملک الظاہر کے ساتہہ ساتہہ نصرانیون
کے مقابلہ پر پہونچگیا دو گہنٹہ کامل بہت سخت اور خوفناک لڑائی ہوتی رہی اخر الامر
نصرانیون کے پاون اکہڑ گئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے قلعہ کیطرف بہاگے -
بدحواسی کے عالم مین قلعہ کا دروازہ نہ بند کرسکے وہا مسلمانون نے انکو اسقدر مہلت
ہی ندی اسوجہ سے اسلامی بہی تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین اسطرف سے داخل ہوے
جسطرف لڑائی اور خونریزی کا بازار گرم ہورہا تہا اسی اثناء مین وہ بقیہ
مسلمان بہی بلا تعرض ومزاحمت قلعہ مین چلے آے جو کہ قلعہ کے پورب جانب
خیمون کی محافظت کررہے تہے ان دونو گروہون کے مل جانے سے نصرانیون
پر زیست کا دایرہ تنگ ہوگیا مجبوراً کل قلعہ خالی کرکے معہ اون مسلمانون کے

جو کہ ایکدرت سے انکے پنجہ غضب مین گرفتار تہے ایک برج پر چڑہ گئے۔ جسوقت ان مسلمانون کے کانون تک تکبیر کی خوش کرنیوالی ملحدین کو ڈرانے والی آواز آئی یہ لوگ بہی اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ اٹہے۔ نصرانی یہ سمجہکر کہ لشکر اسلامیہ اس برج پر بہی چڑھہ آیا بید کیطرح تہرا گئے اور چار ناچار اپنے ہاتہون کو ہتکڑیون مین دیدیا اسلامیون نے خوب جی کہولکر لوٹا۔ حاکم برزیہ معہ اپنے اہل وعیال کے گرفتار کرلیاگیا۔ اور اسلامی پہریرہ خوشی اور کامیابی کے ہوا مین برزیہ کے بلند اور شاندار مینارون پر اُسی روز قریب غروب آفتاب اوڑا دیا گیا۔ الحمد اللہ علے احسانہ۔

فتح دربساک

اس مہم سے فارغ ہوکر ہمارا فتح نصیب سلطان دوسرے ہی دن قلعہ برزیہ سے روانہ ہوکر جسر حدید پر پونہچا اور اس مقام پر اُسوقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اسکا بقیہ لشکر نہ آیا۔ دو چار کا ہیکو ایک ہفتہ کے بعد اس مقام سے روانہ ہوا اور اٹہارہوین رجب یوم جمعہ کو قلعہ دربساک کے مقابلہ مین ایک چہوٹے ٹیلہ پر مقیم ہوا یہ قلعہ انطاکیہ سے بہت ہی قریب تہا علاوہ اسکے یہ قلعہ نہایت مضبوط اور بلند بنایا گیا تہا۔ انیسوین ماہ مذکور مین لڑائی کا سلسلہ نہین چہڑا بلکہ طرفین اپنی اپنی تیاریون مین مصروف رہے اسلام پناہ سلطان نے قلعہ کے جنوب اور شمال مین منجنیقین نصب کین اور غربی جانب زنبورات کو لگایا تب یکشنبہ سے گولہ باری سنگ باری ہونے لگی ظہر کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ قلعہ کی شمالی دیوار ٹوٹ گئی لیکن نہ ایسی کہ جس سے ایک آدمی بہی بخوبی آجاسکتا تاہم ہوتے ہوتے قلعہ کے جنوبی برج تک سرنگ تیار ہوگئی۔ اسلامیون نے حملہ کرکے برج کے اندر داخل ہونیکی کوشش کی لیکن چند عرصہ تک ناکام رہے۔

بیلصر دربساک کا قلعہ نہایت ہی مضبوط اور بلند بنا ہوا تہا بغراس سے جانب شمال اس کوہ پر جسکا نام لکام واقع ہے عہ زنبورا ایک قسم کی توپ ہے جو اس زمانہ مین استعمال کیجاتی تہی

اسوجہ سے کہ سرنگ کا دروازہ چھوٹا تھا دو آدمی برابر نکل نہ سکتے تھے اور اہل قلعہ نے
یہ انتظام کر لیا تھا کہ اندنین سے سرنگ کے دروازہ پر ایک شخص مسلح آکر کھڑا ہو جاتا
جب وہ مارا جاتا تو دوسرا اوسکا قایم مقام ہو جاتا دوشنبہ کے شام تک یہی طریقہ
لڑائی کا جاری رہا رات کو سہ شنبہ کے تھوڑی ہی دیر کیلیے سنگ باری اور گولہ باری
موقوف رہی لیکن یہ سلسلہ قایم رہا تا انکہ سہ شنبہ کو پہر دن چڑھے جب یہ سلسلہ
منقطع ہوتا نظر آیا تو ہمارا نامی فاتح بیت المقدس خود بذاتہ سرنگ کے راستہ سے
قلعے کے برج تک پونہچا اور اسنے تیزی سے اوس نصرانی کو جوکہ سرنگ کے دروازہ پر کھڑا تھا
قتل کرکے اندر داخل ہوا کہ دوسرے کو اوسکی قایم مقامی کی مہلت ہی نہ دی سلطان
کا قلعہ مین داخل ہونا تھا کہ اسلامی لشکر تکبیرین کہتا ہوا کچھ تو قلعے کے شمالی جانب سے
اور کچھ اسے سرنگ سے داخل ہو گیا - اور تھوڑی دیر تک اوس ظلمت گاہ مین تلوارین
بجلی کیطرح کوندتی رہین آخر الامر نصرانیون نے الامان الامان چلانا شروع کر دیا
سلطان نے انکو اس شرط سے امان دیا کہ وہ لوگ سوائے اوس لباس کے جوکہ
انکے بدن پر ہے کسی دوسرے اسباب کو ہاتھہ تک نہ لگائین اور کسی قسم کا مال ہمراہ نہ
لیجائین - چنانچہ کل اہل قلعہ خاک مذلت بر سر خالی ہاتھہ قلعہ سے نکلکر انطاکیہ کیطرف
چلے گئے اور قلعے کے شاندار مینار پر خوشنما اسلامی پھریرہ اوڑا دیا گیا سلطان نے
اس قلعہ کا حاکم علم الدین سلیمان کو مقرر کیا اور خود تئیسوین رجب کو قلعہ بغراس
کے طرف روانہ ہوا -

فتح بغراس

چونکہ قلعہ بغراس[1] انطاکیہ کے اور قلعون کے نسبت نہایت ہی مضبوط
بنا ہوا تھا معہذا یہان نصرانیون کے فوج بہی زیادہ رہتی تھی اسوجہ سے امراء سلطانی
نے اس قلعہ کے محاصرہ کرنے اور فتح کرنے مین اپنے نامی سلطان کے راے سے اختلاف

[1] بغراس کا قلعہ شام کے شمالی قلعون مین سے شمار کیا جاتا ہے یہ انطاکیہ سے بہت ہی قریب ہے -

کیا لیکن ہمارے شیر دل سلطان نے اونکی اختلاف آرا کیطرف توجہ نہ کیا قبل اسکے کہ وہ
قلعہ بغراس پر گولہ باری کرتا یا اوسکے محاصرہ مین سعی کرتا اسنے انطاکیہ کے راستہ کو روکنا
ہمکو یاد پڑتا ہے کہ اس قلعہ پر حملہ کرنیوالون کی تعداد چار سو سے ہرگز زیادہ نہ تھی کل
فوج انطاکیہ کے سرحد پر پڑی ہوی تھی سلطانی جان نثارون نے گولہ باری سنگ
باری شروع کردی لیکن اوسکے بلند دیوار و نہر الکانستان تک نہ پڑتا تھا باین
ہمہ پانچ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اتفاقاً دروازہ قلعہ کا کھلا مسلمانون
نے یہ سمجھکر کہ شاید نصرانی قلعہ سے نکلکر مقابلہ کرینگے زنبورون کو چھوڑکر تلوارین کھینچ
لین لیکن جب غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص تن تنہا دور سے کھڑا
ہوا امان طلب کر رہا ہے سلطان نے اوسکو حاضر ہونیکی اجازت دی اوس قاصد
نے حاضر ہوکر صلح کی گفتگو پیش کی فریقین مین شروط مصالحت وہی قرار پائے جو کہ
انصارائے دربساک سے طے ہوے تھے۔ دوسری شعبان المعظم ۵۸۴ھ
کو اسکے بلند برجون پر کامیابی کے ہوا مین اسلامی پھریرا اوڑایا گیا۔

صلح انطاکیہ

بعد اسکے سلطان مہم انطاکیہ کی تیاری کرنیوالا تھا کہ اہل انطاکیہ مصالحت کے
ملتجی ہوے چنانچہ سلطان نے اس شرط پر صلح کیا کہ اہل انطاکیہ کل مسلمان
قیدیون کو آزاد کردین اور یہ صلح سات یا اٹھ مہینہ تک علی اختلاف القول قایم
رہے بعد انقضاء میعاد یا تو اہل انطاکیہ اطاعت قبول کرینگے و یا مقابلہ سے
لڑینگے۔

دمشق کیطرف سلطان روانہ ہوا

بعد تکمیل صلحنامہ شعبان کے پہلے ہی ہفتہ مین ہمارا نامی ہیرو بغراس
سے روانہ ہوکر گیارہوین شعبان کو حلب مین پہونچا ملک الظاہر نے بڑے
دھوم دھام کی دعوت کی تیسرے روز یہانسے روانہ ہوکر حسب استدعا
تقی الدین عمر ایک شب قلعہ حماۃ مین رہا دوسرے دن حماۃ سے روانہ ہوکر

بعلبک کی سیر کرتا ہوا ۱۲ ہی رمضان المبارک کو دمشق مین داخل ہوا۔
ہان اسی سفر مین جبکہ سلطان قلعہ حماۃ مین ایک شب کیلئے ٹہرا تہا تقی الدین عمر کو جبلا اور لاذقیہ کی حکومت مرحمت فرمائی تھی۔

فتح صفد

بعض ناظرین کو یہ خیال گذر رہا ہوگا کہ اس مرتبہ دمشق مین سلطان کا قیام کم از کم ماہ مبارک رمضان تک ضرور رہیگا لیکن شاید انکو اس سے اگاہی نہین ہے کہ اسکے نورانی انکہو نمین قلعجات کوکب و صفد و کرک کا فرانسیسیون کے قبضہ مین رہنا کانٹا سا کہٹک رہا ہے اُسکے متحمل اور قوی دل کو ان قلعون کا نہ فتح ہونا بیحد شاق گذر رہا ہے اُسنے قبل ردانگی کسی موقع پر یہ ضرور فرمایا تہا ''
ان العمر قصیر والاجل غیر مامون وقد بقی بید الفرنج ہذہ الحصون کوکب وصفد وکرک وغیرہ (بلا شبہ عمر قصیر ہے اور موت غیر مامون ہے اور حال یہ ہے کہ فرانسیسیون کے قبضہ مین یہ قلعہ کوکب اور صفد اور کرک باقی ہین '' اُسکے اس قول سے اپلوگ خوب اندازہ کر سکتے ہین کہ اسکو ارام و عیش عزیز نہ تہا بلکہ اسکے مد نظر یہی امر تہا کہ ممالک اسلامیہ کی توسیع ہو چنانچہ اسی خیال نے اسکو ماہ رمضان مین بہی آرام سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ دمشق مین نہ رہنے دیا تقریباً ماہ صیام کا پہلا عشرہ گذر چکا ہوگا کہ یہ اپنے جری اور بہادر جان نثارون کو لیکر دمشق سے روانہ ہوکر پندرہوین یا سولہوین ماہ مذکور کو قلعہ صفد پر پہنچگیا باوجودیکہ شدائد سفر اور شبانہ روزی محنت سے اسکی طبعیت جادۂ اعتدال سے منحرف ہو ہی تہی لیکن باین ہمہ رات بہر نہ سویا کبہی تو سپاہیون کے خیمہ کیطرف آتا اور دو چار آتین صد شین جہاد کی فضیلت کی سناتا اور کبہی منجنیقون کے نصب کرنیکی تدبیرین تبلاتا صبح ہوتے ہوتے پانچ جدید منجنیقین خود اسنے نصب کین اور بعد نماز فجر سنگ باری کا حکم دیا۔ تقریباً ایک مہینہ کامل لڑائی کا یہی سلسلہ جاری رہا۔ نتیجہ

نصرانی ہی قلعہ سے باہر نکلکر مقابلہ پر آئے اور نہ اسلامیون نے سوائے سنگ باری
اور گولہ باری کے کسی دوسرے قسم کا حملہ کیا آخر الامر نصرانی اس طول حصار سے
تنگ آکر قلعہ کو بصلح و امان اسلامیون کے سپرد کرکے صور کیجانب چلے گئے۔

فتح کرک و شوبک و صفد

اسی اثناء مین جبکہ سلطان بذاتہ مہم صفد کے سرکرنے مین مشغول تہا ہنوز
ماہ مبارک رمضان ختم ہونے پایا تہا کہ اہل کرک نے بہی مجبور ہوکر ملک العادل
سے امان طلب کرکے صلح کرلیا اور ساتہہ ہی اوسکے قلعات شوبک و ہرمز اور
وسینع وغیرہ کو بہی بخوشی یا بہ مجبوری سپرد کردیا۔ آپلوگون کو یہ تو یاد ہی ہوگا کہ
قلعہ کوکب مین کوئی آسکتا ہے اور نہ جاسکتا ہے قایماز نجمی چارونطرف سے
محاصرہ کیئے ہوئے ہے اگرچہ بہ نسبت اہل قلعہ کے جمعیت اسکی کم ہے لیکن انتظام
کچہہ ایسا معقول ہے کہ قلعہ سے ایک متنفس بہی نہین نکل سکتا اہل قلعہ اس طویل
حصار سے گہبرا رہے ہین غلہ وغیرہ بہی غالباً ختم ہوچکا ہے فاقہ کشی کی نوبت
پونہچگئی ہے اہل صور نے اہل کوکب کے امداد کے غرض سے دو سو مسلح سوارونکو
کچہہ غلہ اور رسد لیکر چور روانہ کیا تہا اونپر یہ واقعہ گذرا کہ یہ مسلح سوار دنکا چہپا
رات بہر تو سفر کرتا تہا اور صبح ہوتے ہی کسی غار مین چہپ جاتا تہا رفتہ رفتہ
قلعہ کوکب کے قریب پونہچگئے تہے ایک یا دو منزل اور باقی تہی کہ قایماز نجمی کے
کسی سپاہی سے جو کہ شکار کہیلنے کو گیا تہا ان سوارونمین سے ایک سوار سے
جو کہ قضائے حاجت یا کسی اور کام کے غرض سے غار سے باہر نکلا تہا ملاقات
ہوگئی۔ اسلامی سپاہی اسکو اجنبی اور مشتبہ سمجہکر اپنے کیمپ مین گرفتار کرلایا
قایماز نجمی نے پہلے تو اسکو دم دلاسا دیا جب اسنے اپنے راز کو ظاہر نہ کیا تو
کسیقدر تہدید سے کام لیا۔ چور کا دل ہوتا ہی کتنا ہے اوس مسیحی سوار نے کل
قصہ بتلادیا قایماز نجمی اسیوقت چند مخصوص آدمیون کو لیکر موت کیطرح

اونکے سر و نپر پونہچگیا اور ایکدم مین سبکو فنا کردیا ادہر تو یہ واقعہ ہوا اُدہر بہارا
نامی سلطان مہم صفد سے فارغ ہوکر قایماز نجمی سے آملا - اہل قلعہ کے کانون تک
جسوقت یہ خبر پونہچی گہبرا گئے - رہی سہی توانائی جاتی رہی تاہم دو ایک مقابلہ
کیا آخر الامر مجبور ہوکر نصف ذیقعدہ کو امان طلب کرکے قلعہ اسلامیون
کے سپرد کر دیا اور خود بحال پریشان خاک مذلت برسر صور کیطرف روانہ
ہوگئے -

ایکہفتہ کے بعد سلطان اپنے تجربہ کار سپہ سالار قایماز نجمی کو یہین
چہوڑکر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا اٹہوین ذی حجہ ۵۸۴ھ کو بیت المقدس
مین پونہچا اور نماز جمعہ قبہ صخرہ مین پڑہی - عید الضحیٰ کے نماز پڑہکر
اگیارہوین ذی حجہ کو عکا کیطرف روانہ ہوا اور تا اختتام سنہ مذکور وہین مقیم رہا
ماہ محرم ۵۸۵ھ کے کسی تاریخ مین سلطان نے بعد ترتیب و اصلاح
امور سیاست عکا کی حکومت سے امیر بہاء الدین قراقوس کو سرفراز فرمایا اور اسکے
شہر پناہ بنانیکا حکم دیکر دمشق کیطرف روانہ ہوا - پہلی صفر سنہ مذکور سے تیسری
ربیع الاول تک دمشق ہی مین مقیم رہا -

مہم شقیف

چوتہی ربیع الاول کو بقصد غزاے شقیف[1] ارنون دمشق سے روانہ
ہوکر مقام مرج برغوث مین بانتظار اجتماع عساکر اسلامیہ اگیارہوین ماہ مذکور
تک مقیم رہا - بارہوین تاریخ کو اس مقام سے کوچ کرکے بانیاس ہوتا ہوا سترہوین
ماہ مذکور کو مرج علون مین پونہچکر خیمہ زن ہوا -

مرج عیون اور شقیف ارنون مین کچہ زیادہ فاصلہ نہ تہا مان اسقدر مسافت

[1] شقیف ایک مقام کا نام ہے ارنون کیطرف جو کہ ایک آدمی کا نام تہا مضاف کردیا گیا یہ مقام بانیاس
کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مستحکم اور محفوظ ہے -

مزدور تھی کہ روزانہ آدمی آجاسکتا تھا۔ موجودہ اسلامی لشکر کی مستعدی اور
اپنے اسلامی مجاہدین کی کثرت نے والی شقیف ارنون کو چونکہ ایک تجربہ کار جہان
دیدہ آدمی تھا اس امر پر آمادہ کردیا کہ ایکروز وہ تن تنہا سلطان کی خدمت مین حاضر
ہوا اور تملق و چاپلوسی سے کہنے لگا:- کہ آپ نے اسقدر زحمت کیون گوارا فرمائی
مین تو آپکا مطیع ہون آپ کے احسانات عمیم کا اعتراف کرتا ہون مجھکو اس امر کا
خوف و اندیشہ ہے کہ کہین مرکیش اس مراسم سے جو کہ میرے اور آپ کے درمیان
مین ہین واقف نہو جاے اور یہ میرے اہل و عیال تک تکلیف کے پوہنچنے
کا باعث ہو اسوجہ سے مین آپ سے تین مہینہ کی مہلت چاہتا ہون اس اثنا
مین اپنے اہل و عیال کو جو مین صور سے لے اونگا اسوقت بخوشی و طیب خاطر قلعہ
آپکے سپرد کردونگا لیکن شرط یہ ہے کہ مین معہ اپنے اہل و عیال کے آپ ہی
کے خدمتین رہونگا اور جو آپ مرحمت فرمائینگے اوسی پر قانع ہونگا،، سلطان
چونکہ ایک سچا اور پکا صاف دل کا مسلمان تھا اسکو ان چالون سے کیا واقفیت
تھی صاحب شقیف کے ان بہولی بہولی باتون مین آگیا اور باہم یہ امر طے ہو گیا
کہ شقیف کو ماہ جمادی الثانی مین والی شقیف اسلامی مفتوحات مین داخل کردیگا۔
سلطان والی شقیف کے ان فقرون مین آکر بانتظار انقضاے مدت
مرج عیون ہی مین مقیم رہا اور اسی اثنا مین صاحب انطاکیہ کی مدت صلح منقضی ہونیکی
وجہ سے تقی الدین عمر کو معہ شرقی فوج کے حدود انطاکیہ کیطرف مجبورانہ بہیجدیا
بعد چندے اسکے کانون تک یہ خبر پوہنچی کہ کل وہ ناحق شناس نصرانی
جو کہ مختلف لڑائیون مین متعدد مقامات سے گرفتار ہو ہو کر آزاد کردیے گئے تھے
صور سے مجتمع ہو کر نکلے ہین عجب نہین کہ بلاد اسلامیہ پر قتل و غارت کے ہاتھ بڑھائین
اپلوگ بخوبی اسکا اندازہ کرسکتے ہین کہ اسکے دل پر اس خبر سے کتنا بڑا اثر پہونچ سکتا ہے

جسنے کہ عیش وارام کو چہوڑکر ممالک اسلامیہ کے توسیع مین عرق ریزی شب و روز کی لڑائی سے کام لیا ہوا اور پہر یہ خیال پیدا ہورہا ہو کہ اگر مین صور کیجانب بڑہتا ہون تو صاحب شقیف بدعہدی نکرجاے اور اگر صور والون کے جلوگیری نہین کیجاتی تو اندیشہ بہت بڑے نقصانات کا سامنا نظر آتا ہے یہ وہی حالت ہے جس سے ہر انسان کے استقلال واستقامت مین فرق آسکتا ہے بہرکیف اگرچہ سلطان اندنون اسیطرح کے دو چار پیچیدہ معاملات مین مبتلا تہا لیکن اسنے صاحب شقیف کو درفتنہ تک پوہنچا ہی دیا۔ تین روز مدت معینہ کو اور باقی تہے کہ والی شقیف سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا اور پہر تملق وچالاکی سے مدت بڑہانیکی کوشش کی۔ لیکن چونکہ سلطان کے نزدیک مشتبہ ہوگیا تہا فوراً گرفتار کرلیا اور شقیف کی سپردگی کا حکم صادر فرمایا پہلے تو والی شقیف کچہہ حیلہ حوالہ کرتا رہا آخر الامر ایک قسیس کو بلاکر اہل شقیف کے پاس بہیجا شقیف والون نے اطاعت سے انکار کیا مقابلہ پر آمادہ ہوئے سلطان نے اسکو تیرہوین رجب سنہ مذکور یوم دوشنبہ کو دمشق کیطرف روانہ کیا اور مرج عیون سے اگے بڑھکر شقیف کا محاصرہ کرلیا۔

یزک اسلامی کی کامیابی

اسی اثناء مین جبکہ سلطان مرج عیون مین مقیم تہا یزک اسلامیہ نے جو کہ نصرانیان صور کے مقابلہ مین متعین تہے نصاراے صور کے اس قصد سے اپنے نامی سلطان کو اگاہ کیا کہ یہ ناحق شناس گروہ صور سے نکلکر صیدا پر حملہ کیا چاہتا ہے اسیوجہ سے ہمارا سلطان چند منتخب جان نثارون کو ہمراہ لیکر صور کیطرف روانہ ہوا لیکن اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ سلطان کے پوہنچنے سے کچہہ دنون پہلے جوقت کہ صور سے نصرانیون کا گروہ نکلکر صیدا کیطرف جارہا تہا اسلامی یزک سے مقابلہ ہوگیا۔ اسلامی سوار گو تہوڑے تہے لیکن انکی ہمت و مردانگی نے نصرانیون کو

صرف آگے ہی نہین بڑھنے دیا بلکہ نصرانیون کو بہت بڑے نقصان کے ساتھہ پسپا کر دیا اور صور کیطرف لوٹ جانے پر مجبور کر دیا اس واقعہ مین نصارے بہت مارے گئے اور ایک کثیر تعداد گرفتار کیئے گئے اسلامی بزرگ مین سے صرف سلطان کا مملوک ایبک اخشش نامی شہید ہوا۔

اتفاقی واقعہ

بعد اس واقعہ کے سلطان اسلامی ٹیک مین پونہچا اور بانتظار انتظام ایک چہوٹے سے خیمہ مین مقیم ہوا۔ نوین جمادی الاول ۵۸۶ھ مین یہ واقعہ ہوا کہ سلطان حسب دستور تہوڑے سے سوار لیکر بغرض معاینہ موقع ایک پہاڑی پر چڑھہ گیا جہان سے نصرانیون کے خیمہ دکھلائی دیتے تہے مجاہدین عرب و عجم یہ سمجہکر کہ سلطان لڑائی کے قصد سے جارہا ہے مسلح ہوکر دوسرے راستہ سے سلطان کے بعد روانہ ہوے سلطان تو پیچہے رہگیا اور یہ گروہ رفتہ رفتہ نصرانیون سے بہت ہی قریب ہوگیا اگرچہ اس نامی ہیرو نے چند امرا کو ان جوشیلے مجاہدین کے پاس اس غرض سے بہیجا کہ وہ انکو لوٹا لائین لیکن ایک تو تندی امر دوسرے شہادت و غزا کے جوش نے انکو لوٹنے ندیا پہلے تو نصرانیون کو انکی بیباکی سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید انکے پیچہے کمین مین کچہہ لوگ چہپے ضرور ہونگے لیکن جب انکو حقیقت حال سے آگاہی تو دفعتہً بلاے ناگہانی کیطرح ٹوٹ پڑے فریقین مین لڑائی ہونے لگی سلطان کو یہ امر نہایت ہی شاق گذرا آن واحد مین اُس پہاڑی سے اوتر کر بقیہ لشکر کو ہمراہ لیکر نصرانیون کے اس راستہ کو روک لیا جس راہ سے یہ صور مین جانیوالے تہے۔ پہلے حملہ مین ضرور مسلمان بہ نسبت نصرانیون کے زیادہ کام آے لیکن جسوقت سلطان پونہچگیا اُسوقت نصرانی اسقدر بدحواس ہورہے تہے کہ آپس کے آدمیون کو

نہ پہچان سکتے تھیں دوسرے حملہ مین ایک مسلمان کے بدلے غالباً دس نصرانی فرد مارے گئے ہونگے۔ مسیحی خائب خاطر گرتے پڑتے صور کیطرف لوٹے اور بیچارا جبری سلطان معہ اسلامی گروہ کے تبنین اور عکا کی سیر کرتا ہوا اپنے کیمپ مین پونہچگیا۔

یہ تو اپلوگون کو ان واقعات سے جو کہ ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہین معلوم ہی ہوگیا ہوگا کہ ہمارا نامی سلطان جس شہر یا قلعہ کو فتح کرتا تھا اسکے رہنے والون کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیتا تھا بلکہ اکثر اوقات اونلوگون کو معہ مال و اسباب وا واا دازاد کردیتا تھا اور یہ لوگ قید کی زحمتون سے ازاد ہوکر سیدہے صور کیطرف چلے جاتے تہے رفتہ رفتہ اس گروہ نے اسقدر ترقی کی کہ جس سے انکو پھر اسلامی بلاد پر حملہ کرنیکی جرأت ہوئی اور انکو یقین قدس شریف پر اسلامیون کا قبضہ کھٹکنے لگا۔ اپس مین سرگوشیان ہونے لگین۔ قسیس و رہبان ماتمی کپڑے پہنے ہوئے ممالک مسیحیہ مین پھرنے لگے ایک ہاتھ مین انجیل اور دوسرے مین ایک تختہ لئے ہوئے تہے جس پر ایک مرد عربی اور مسیح علیہ السلام کی تصویر بنائی تہی اور لوگون کو یہ سمجھاتے تہے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانون کے نبی مسیح (علیہ السلام) کو مارتے ہین تملوگ انکی مدد کرو دیکھو کسقدر مسیح کا چہرہ زخمی ہوگیا ہے۔ نصرانیون کو یہ امر بہت ہی شاق گذرا دفعتہً ایسا جوش پھیلا کہ عورتین تک لڑائیون مین شریک ہوئین اور جو لوگ ازکار رفتہ تہے اونلوگون نے دوسرے ادمیون کو اجرت پر لڑنے کو بہیجا۔

اس لڑائی مین دنیا بھر کے نصاریٰ شریک تہے رسد اور غلہ کا بھی معقول انتظام تھا الات حرب بیشمار تہے پہلے انلوگون نے صیدا کا

قصد تہا لیکن وہانسے خائب خاطر واپس ہوئے جیساکہ ہم اس سے پہلے لکہہ چکے ہین بعد سرے کا کے محاصرہ کی رای قرار پائی چنانچہ اٹہوین رجب ۵۸۵ھ کو صور سے نکلکر عکا کیطرف روانہ ہوے خشکی مین سوار ون اور پیادون کا لشکر جارہا تہا اور انکے مقابلہ مین براہ دریا جنگی جہازات اور مال و اسباب کی کشتیان روانہ ہوئین۔

سلطان بہی عکا کیطرف روانہ ہوا

سلطان کے کانون تک جسوقت یہ خبر پونہچی ہے تو اسکو ضرور یہ خیال پیدا ہوا کہ نصارے کی یہ نقل و حرکت عجب نہین اس غرض سے ہو کہ شقیف کیطرف سے اسلامیون کی توجہ منقسم ہو جائے لیکن جب بارہوین رجب کو دوسرے سوار نے پونہچکر کل حالات گذارش کیے اُسکے تیز آنکہون مین خون اُتر آیا فوراً چند منتخب آدمیون کو شقیف کے محاصرہ مین چہوڑکر تیرہوین رجب کو طبریہ کے راہ سے عکا کیطرف روانہ ہوا اثنا راہ مین اصحاب شورے سے نصرانیون سے مقابلہ کرنیکے بارہ مین مشورہ کیا سبہون نے باتفاق یہی راے دی کہ اثناء راہ مین نصرانیون سے تعرض نہ کیا جاے بلکہ جسوقت وہ عکا پر پونہچ جائین اُسوقت پورے طور سے انکا مقابلہ کیا جاے گو ہمارا سلطان اس راے کے مخالف تہا لیکن اوسنے کثرت راے کا لحاظ دبایس کیا حالانکہ یہ سراسر غلطی ہتی اگر سلطان کثرت راے پر عمل نکرتا تو بیشک کامیابی کا میدان اسلامیون ہی کے ہاتہہ رہتا جسوقت ہمارا سلطان مقام عکا مین پونہچا نصرانی چونکہ اس سے چار پانچ روز پہلے پندرہوین رجب کو پونہچکر محاصرہ کر چکے تہے اسوجہ سے عکا مین تو داخل نہو سکا عکا کے سامنے ایک ٹیلہ پر جسکو کیسان کہتے تہے اسکا خیمہ نصب کیا گیا اور میمنہ عیاضیہ کے ٹیلہ پر اور میسرہ نہر کے کنارے اور ساقہ صفوریہ مین ٹہرا۔

سلطان نے قبل روانگی شقیف ہی سے اپنے کمانڈرون کو طلبی کے

خطوط لکھے تھے چنانچہ سب سے پہلے والی موصل و دیار بکر و سنجار معہ اپنے فوج
کے آیا بعد ان تقی الدین عمر صاحب حماۃ اور مظفر الدین ابن زین الدین والی
حران یکے بعد دیگرے اسلامی کیمپ مین داخل ہوئے۔

نصرانیون کے کل لشکر کا کمانڈر انچیف شاہ فرانسس تھا اسکا خیمہ ایک ایسے
ٹیلہ پر جو کہ عکا کے شہر پناہ کے دروازہ کے مقابلہ مین تھا جسکو تل مصلین کہتے
ہین نصب ہے اور باقی لشکر کل شہر کو اسطرح سے گھیرے ہوئے ہے جسطرح
سے کہ دایرہ مرکز کے نقطہ کو محیط ہوتا ہے۔ ابتداً یہ تعداد مین چندان
زیادہ نہ تھے لیکن رفتہ رفتہ اسقدر بڑھ گئے کہ جسکا شمار کرنا اور صحیح تعداد بتلانا
محالات سے ہے دریا کا راستہ بالکل رکا ہوا ہے اسلامیون کی ایک کشتی بھی
صحیح سلامت آتی جاتی نظر نہین آتی۔ البتہ خشکی کا راستہ اسلامیون کے قبضہ
مین ہے۔

مذہبی لڑائی

تیسوین رجب تک تو ایسی معمولی لڑائیان ہوتی رہین کہ جنمین سے
اکثر غیر مشہور اور بعض بعض معروف بھی ہین لیکن پہلے شعبان ۵۸۵ھ کو بعد
نماز جمعہ بہت بڑی لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی
فریقین مین سے کسیکو نہ اپنی کامیابی کا یقین تھا اور نہ فریق مخالف کے ناکامی کا توقع
ہوا رات بھر گو لڑائی موقوف رہی لیکن طرفین نے مسلح جاگ کر صبح کیا۔

اسلامیہ

دوسری شعبان ۵۸۵ھ یوم شنبہ کو اچھی طرح سے صبح بھی ہونے
پائی تھی کہ لڑائی چھڑ گئی کبھی دو قدم اسلامی لشکر پیچھے ہٹ آتا تھا اور کبھی
دس قدم بڑھکر نصرانیون کو انکے خیمون تک پہونچا دیتا تھا صبح سے ظہر تک
تو لڑائی کا یہی نقشہ رہا اخر الامر ظہر کے وقت تقی الدین عمر نے جو کہ اسلامی
لشکر کے میمنہ کا کمان کر رہا تھا عکا کے شمالی جانب سے ایسا قوی حملہ کیا کہ

کہ نصرانیون کو اونکے مورچہ سے ناکامی کے ساتھہ پسپا کر دیا اور خود اونکے مورچون پر قابض ہوگیا لیکن اس حملہ سے عکا کا پورا راستہ نہ کھلا اسیوجہ سے اوسنے پھر دوبارہ اس تیزی سے حملہ کیا کہ نصرانیون کو جواب دینے تک کی مہلت ندی، اور اونکا وہ حصار جو کہ عکا مین آنے جانیسے روک رہا تھا توڑ دیا ہسکے بعد لڑائی کا بازار کسیقدر سرد ہو چلا تا انکہ تھوڑی دیر کے بعد خونریزی کا اثر تک نہ رہا۔

سلطان مع چند امراء کے عکا مین داخل ہوا اور شہر پناہ کے فصیلون سے نصارے کے لشکر کی کثرت کو غور کی انکھون سے ملاحظہ کیا عکا مین خاطر خواہ جسکو چاہا داخل کیا اور جسکو نہ چاہا اسکو تبدیل کر کے عکا کے باہر جو لشکر مقیم تھا اوسمین شامل کر لیا۔ منجملہ اونلوگون کے جو کہ عکا مین داخل کئے گئے تھے حسام الدین ابو الہیجا تھا جو کہ مطانت اور دلیری مین ہمندون میں منتظر ہو رہا تھا

اکثر مورخین اور اونلوگون کا جنکو کہ فنون جنگ سے آگاہی ہے یہ بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد اگر اسلامی لشکر زیادہ سے زیادہ شام ہی تک لڑتا رہتا تو بے شبہ فایز المرام ہو جاتا اور نصرانیون کو شکست فاش ہو جاتی لیکن چونکہ مشیت ایزدی نہ تھی اسلامی لشکر اس کامیابی کے بعد سکون کیطرف مایل ہوگیا لڑائی اور خونریزی کو جسکے وہ خوگیر ہو رہا تھا بھول گیا۔ ہونیوالی بات سبھون کے دل مین یہ آئی کہ کل تیسری شعبان یوم یکشنبہ کو صبح ہی سے لڑینگے لیکن جب تیسری تاریخ ہوئی اور سپاہی کمرین باندھکر مسلح ہوکر نکلے تو امراء لشکر کے یہ امر ذہن نشین ہوا کہ آج توقف کرنا مناسب ہے کلہ چوتھی شعبان کو چارشنبہ کا دن ہوگا صبح ہی سے یہ انتظام کیا جاے کہ عکا کا لشکر تو شہر پناہ کے دروازہ سے نصرانیون پر حملہ کریگا اور سلطان کے ہمراہی باہر سے لڑینگے چار نا چار

سپاہی اپنے اپنے ڈیرونمین لوٹ گئے اسیطرح امراء سلطان ایک ایک بات میں نزدی نکال لیتے تہے یہانتک کہ امروز فرداکرتے ہوئے دوسرا جمعہ آگیا۔

سلطان انلوگون کی اس پس وپیش اور ابرام طلبی کو خاموشی کی آنکھون سے ملاحظہ فرما رہا تہا گو ان کے اس لیت ولعل کیسے دل ہی دلمین پیچ وتاب کہا رہا تہا لیکن بمصلحت کچھہ بولتا نہ تہا۔ کامل اور سچے ذریعہ سے ہمارے کانون تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہمارے نامی سلطان نے اس اثناء مین کہ لڑائی کچھہ نہ کچھہ چہڑی ہوی ہتی پہلی شعبان یوم جمعہ سے تیسری شعبان یوم یکشنبہ تک فرط اہتمام اور مشغولیت کیوجہ سے کچھہ بہی نہین کہایا الاماشاء اللہ قدرے قلیل۔

نصرانیون کی ناکامی

آٹھوین شعبان یوم جمعہ کو مسیحی اپنے خیمون سے نکلے اور صفوف مرتب کرکے اسلامیون کے مورچہ کیطرف چلے قریب تہا کہ لشکر اسلامی کے خیمون تک پہنچ جاتے اسلامیون نے بہی کمر بستہ تو پہلے ہی سے ہتے تلوارین کہیچ لین نیزہ سنبہال لئے اور اپنے آنے والے حریف کا شمشیر اور نیزون سے استقبال کیا اس اثناء مین کہ لڑائی کا بازار اچہی طرحسے گرم ہو رہا تہا سلطان کے اس ایہ اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ (اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمکو ثابت قدم رکہیگا) کے پڑہنے نے شجاعان اسلام مین برقی قوت پیدا کردی۔ سبہون نے ملکر ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کو باوجود فراخی زمین بہاگنے کو کافی نہ ہولی تہی جو اوس دن سے صحیح وسالم ہتے وہ زخمی ہوکر خاک وخون مین لوٹ رہے تہے اور جنکی روحین پرواز کرگئی تہین وہ پامال ہو رہے ہتے اسلامی بہادرون نے اون مسیحیون کو جو اپنی بدقسمتی سے انکے تیز تلوارونکی نذر نہ ہوسکے پا سکے تہے

اونکو مارتے مارتے خیمون تک پونہچا دیا۔

بعد اسکے اسلامی لشکر کے اس حصہ نے جو کہ سلطان کے ہمراہ تہے چند روز تک نہ تو نصرانیون پر حملہ کیا اور نہ نصرانیون ہی نے کچہہ پیشقدمی کی البتہ اہل عکا شہر پناہ کے فصیلون سے نصرانیون پر حملہ کرتے رہے اور یہ اونکا جواب دیتے رہے اس اثنا مین کوی ایسی بڑہی لڑائی نہین ہوئی کہ جنکے دیکہنے اور دیکہانیمین ہم مصروف ہوکر مصاف اعظم کے سیر کرنے بہول جائین۔

مصاف اعظم

شعبان کی بیسوین تاریخ ہے ماہتاب کے نور کی ترقی کی وہ کیفیت نہین رہی روز بروز اسکی روشنی گہٹتی جاتی ہے اندہیری راتین آگئی ہین صلیبی لشکر مین ایک عجیب ہل چل مچی ہے اسمین مشورہ ہورہا ہے لڑائی کے نام سے کانون پر ہاتہ رکہتے ہین۔ نامی نامی جنرل ایک خاص جلسہ مین بیٹہے ہوئے مشورہ کررہے ہین اپنی پیہم ناکامیون سے متعجب ہوکر کہہ رہے ہین کہ اسلامی لشکر ابہی پورا اس مہم مین نہین آیا اکثر اور زیادہ حصہ اسکا حدود انطاکیہ وحمص وطرابلس مین پڑا ہوا ہے اور لشکر مصری دمیاط واسکندریہ کے حدود کی حفاظت کررہا ہے یہ معدودے چند تو یہ غضب ڈہا رہے ہین اگر وہ بہی ایمن آکر ملجائینگے تو کیا کچہہ آفت برپا ہوگی تہوڑی دیر کے مشورہ کے بعد یہ راے قرار پائی کہ کل صبح سب کے سب دفعتہً مسلمانون پر حملہ کرین جسکو فتک وہ تیار بہی نہونے ہون۔ رات ہی کو کل انتظام کرلین صبحکو کوئی انتظاری حالت نرہجائے غالباً نصف شب گذری ہوگی کہ یہ مشورہ ختم ہوا صبح ہوتے ہی شاہ فرانس نے صلیبی لشکر کو مرتب کیا اور خود قلب فوج مین پوری فوج کا کمان کرتا ہوا داہنے ہاتہہ مین

صلیبی نشان لیے ہوئے اگے بڑہا۔ ہان اسکے آگے آگے چار قسیس اطلس کے
غلافون مین انجیل کو لپٹے ہوے لیچلے کیا آپلوگون کو اس ہیئت کذائی کے
دیکھنے سے یہ شبہ پیدا ہوا ہوگا کہ مسیحی دنیا مین ایسا کوئی نصرانی نظر کیلئے
ملجائیگا جو کہ اس حالت کو دیکھکر خاموش رہگیا ہو اور اسکے دلمین تعصب کا
جوش نہ آیا ہو ہمارے علم و خیال یہ شہادت دے رہے ہین کہ اسوقت
کوئی مسیحی اپنے گہر وغیرہ مین باقی نہین رہے تہے یہان تک عورتین بہی کرسٹیڈ کے
غرض سے آئی تہین۔

یہ تو اس انتظام و شان سے نکلے اب اسلامیون کا حال ملاحظہ
فرمائیے کہ بیفکری سے بعض تو اپنے دوستون سے ملنے گئے تہے اور بعض
کسی ضروری حاجت کے رفع کرنیکے غرض سے خیمون سے نکلکر ادہر اُدہر
چلے گئے تہے اور کچہہ لشکری پہرہ پر تہے اور اکثر خیمون مین بیٹہے ہوئے چاے
نوشی کر رہے تہے کہ اسی اثنا مین نصرانیون کا ٹڈی دل لشکر سامنے سے
آتا دیکہلائی دیا سلطان نے اس تیزی سے اپنی فوج کو مرتب کیا کہ
نصرانی دس قدم بہی آگے نہ بڑھنے پائے کہ اسلامی لشکر خیمون سے مرتب
اور صف بستہ و مسلح نکلکر مقابلہ پر آگیا۔

اسلامی فوج کے میمنہ کا کمانڈر تقی الدین عمر ہے اور میسرہ کا
افسر سیف الدین بازکج اور قلب کا کمان فقیہ عیسٰی کے قبضہ مین ہے
سلطان صفوف لشکر مین پہر رہا ہے لوگون کو جہاد کی ترغیب دے
رہا ہے ایک مقام پر اسکا قیام نہین ہے ابہی میمنہ والون سے مخاطب ہوکر
باتین کر رہا تہا تہوڑی دیر کے بعد دیکہا تو میسرہ کے آخری حصہ مین جہاد
کی فضیلت بیان کر رہا ہے پہر دن چڑہا ہوگا کہ میسرہ فریق مخالف نے

اسلامی میمنہ پر حملہ کیا چار گھنٹہ تک طرفین سے جان باز سپاہی جانبازیان دکہلاتے رہی تقی الدین عمر کمال مردانگی سے لڑ رہا تہا۔ نصرانیون کے کثرت سے یہ لوگ خائف تو نہ ہوئے لیکن کسیقدر کمزور ضرور پڑ گئے اسوجہ سے سلطان نے قلب کی ایک کمپنی کو میمنہ مین ملا دیا تہوڑی دیر تک باہم تلوار اور نیزون کی لڑائی ہوتی رہی رفتہ رفتہ نصرانیان کے حملون کا اثر جسوقت لشکر دیار بکر پر پونہچا اور قطب الدین ابن نور الدین نے جو کہ انکا کمانڈر تہا اپنے فوج کو آگے بڑہایا دو چار ہاتہ تو اچہے لڑے لیکن معلوم نہین کہ کس وجہ سے لشکر بے قابو ہوگیا اور ایسے پسپا ہوکر بہاگے کہ بعض انمین سے طبریہ پو نہچے اور بعضون نے دمشق مین پونہچکر دم لیا۔ نصرانیون نے انکا تعاقب عیاضیہ کے ٹیلہ تک کیا جب یہ لوگ پہاڑ پر چڑھگئے تو نصرانی واپس ہوکر سلطانی خیمہ کے قریب پونہچے اور تہوڑی دیر تک خونریزی کا بازار بہت روز شور سے گرم رہا بعض نامی اور معزز افسر اسلامی فوج کے اس مقام پر شہید ہوئے بعد اسکے نصرانی لوٹتے ہوئے اسلامی کیمپ بازار کیطرف آئے بازار اور بازاریون کے قتل وغارت مین مصروف ہوئے۔ اسی اثناء مین میمنہ کے بعض وہ کمپنیان بہی جو کہ پسپا ہوکر تل عیاضیہ پر چڑھگئی تہین میسرہ کو جب ثابت قدم دیکہا تو خواہ مخواہ جوش ہمدردی وحمیت اسلامی مین میسرہ سے آکر ملگئین سلطان اسوقت ایک ٹیلہ کے نیچے کہڑا ہوا پسپا ہوکر بہاگنے والون کو مجتمع کر رہا تہا جسوقت یہ گروہ ٹیلہ سے اتر آیا اور ایک کافی جماعت ہوگئی فوراً اسنے نصرانیون پر حملہ کیا کہان تو وہ اپنی اُس عارضی کامیابی سے جو کہ اتفاقیہ انکو حاصل ہوگئی تہی خوش ہو رہے تہے اور کہان انجام اسکا یہ ہوا کہ عین وقت بہت بڑی ناکامی سے پسپا ہوئے۔

اس لڑائی مین اسلامی لشکر کے مشہور امراء سے ظہیر الدین والی بیت المقدس اور امیر مجلی بن مروان اور شیخ جمال الدین ابو علی ابن رواحہ وغیرہم شہید ہوے اور تقریباً ڈیرہ سو سپاہی کام آے نصرانیون کے طرف کے دس ہزار آدمی باستثناء اون مقتولون کے جو کہ دریا کیطرف تہے مارے گئے جنمین بعض بعض نامی افسر بہی تہے علاوہ انکے نصرانیون کے ایک جم غفیر کو جو کہ سلطانی خیمہ کیطرف چلے گئے تہے قید کر لیا منجملہ اونکے تین عورتین بہی تہین جو کہ مردانہ لباس مین لڑ رہی تہین۔

دس ہزار عیسائی مارے گئے

ہان مالی نقصان البتہ مسلمانون کو نصرانیون کے بہ نسبت بہت زیادہ ہوا اسوجہ سے کہ جسوقت میمنہ سے لشکر دیار بکر ہزیمت پاکر بہاگا تو معمولی درجہ والون نے جو کہ خدمت کیلیئے مامور تہے اکثر مال و اسباب پر غارت اور لوٹ کے ہاتہ بڑہاے گو اس واقعہ کے بعد کسیقدر واپس لے لیا گیا۔

مالی نقصان مسلمانون زیادہ

سلطان کا یہ ارادہ ضرور تہا کہ لڑائی کا بازار اسوقت تک ضرور گرم رکہا جائے جب تک کہ فریقین مین سے کسیکو کامل ہزیمت نہو لیکن قلت جماعت اور لشکر کے ماندگی کیوجہ سے اپنے اس قصد کو پورا نکر سکا۔ اگر اسلامی لشکر زیادہ سے زیادہ بائیسوین کے صبح تک جفاکشی گوارا کر کے لڑتا رہتا تو بیشک نصرانی مورچہ چہوڑ کر بہاگ جاتے۔

اس واقعہ کے بعد عفونت ہوا کیوجہ سے ہمارا نامی سلطان علیل ہو گیا اسوجہ سے امراء اور سارے لشکر کی یہ راے ہوئی کہ بالفعل صلیبی لشکر کو تنہا چہوڑ کر مقام تبدیل کر دینا چاہیئے اسکے بعد چونکہ انکو ہمنے خاطر خواہ زک دی ہے اگر چلے گئے تو فبہا ورنہ بعد اصلاح مزاج پہر وہی لڑائی کا میدان ہوگا وہی ہم ہونگے۔ امرا نے بہی اس راے سے اتفاق کیا چنانچہ چوتہی رمضان کو مجبوراً

سلطان علالت کیوجہ سے خروبہ کیطرف روانہ ہوا

سلطان اہل عکا کو اپنی روانگی سے مطلع کرکے اس مقام سے خروبہ کے جانب روانہ ہوا۔

عیسائیون نے پہر عکا کا محاصرہ کرلیا

سلطان کے روانگی کے بعد صلیبی لشکر عکا کے چارو نطرف پہیل گیا اور بدستور سابق برّاً و بحراً اوسکا محاصرہ کرلیا۔ خندقین کہودنی شروع کردین وہس اندسورچہ بے خوف وخیال خطر قایم کرنے لگے۔ اسلامی ہرکارے روزانہ انکے ہر حرکات وسکنات وافعال سے سلطان کو مطلع کرتے ہین لیکن چونکہ وہ خود بوجہ علالت صاحب فراش ہو رہا ہے سنکر خاموش ہوجاتا ہے بعض امراء لشکر اپنے جوش کو ضبط نہین کرسکتے بیتاب ہو ہوکر کہتے ہین کہ ظل اللہ بہت نہین تو معدودے چند سپاہی آدمیون کو نصرانیون کے سر پر بہیجدینا چاہیے تاکہ وہ خندق ودمدمہ نہ بنا سکین سلطان کبہی تو انکے اس التجا کا جواب سکوت سے دیدیتا ہے اور کبہی صاف صاف کہدیتا ہے کہ ''اذا لم احضر معھم لا یفعلون شیئاً وربما کان من الشر اضعاف ما نرجوہ من الخیر'' (یعنی جب مین انکے ساتہہ نہ رہونگا تو یہ کچہہ نہ کرینگے اور اکثر یہی ہوگا کہ جس بہتری کی امید ہم کرینگے اس سے دوچند نقصان ہوجایگا) باوجودیکہ اہل عکا ان مین کیونت ستہریاہ کے کسی دروازہ سے نکلکر نصرانیون سے مڈبہیڑ ہو ملتے ہین دوچار دس پانچ ہاتہہ لڑکے واپس چلے جاتے ہین لیکن صلیبی لشکر اپنے کاروبار مین ایسا مصروف ہے کہ انکے حملون کی پرواہی نہین کرتا اسی اثنا مین نصف شوال گذرچکا ہوگا کہ ادہر تو ملک العادل سیف الدین ابوبکر ابن ایوب عساکر مصریہ کو ہمراہ لیے ہوے معہ الات حصار وحرب مقام خروبہ مین اسوقت داخل ہوا جبکہ سلطان کا مزاج صحیح ہوچلا تہا لیکن ضعف کا سلسلہ بدستور قایم تہا اور ادہر سے مصری

جنگی جہازون کا بیڑہ جسکا کمانڈر امیر ٹوٹو تھا سبہی جنگی کشتیون کو غارت کرتا ہوا
عکا پوہنچا۔

سلطان تندرست ہوگیا اور پہر لڑائی شروع ہوگئی

شروع ماہ محرم ۵۸۶ھ مین ہمارا سلطان بالکل تندرست و توانا ہوگیا
اسلامیونکو جسقدر اسکی تندرستی سے خوشی تہی اتنی ہی بدرجہا نصرانیون کو
قلق اور صدمہ تہا صفر کی کسی تاریخ مین سلطان شکار کہیلنے کے غرض سے اپنے
کیمپ سے باہر نکلگیا تہا نصرانیون کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو فوراً اپنے مورچون سے
عصر کیوقت نکلکر اسلامی یزک پر حملہ کیا پہلے تو تیر باری ہوتی رہی جب موقع
اسکا نرہا تو تلوار و نیزون سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ مسلمانون نے
باوجود قلت جماعت کمال استقلال سے مقابلہ کیا فریقین کے کثیر التعداد
سپاہی کام آئے لیکن نصرانیون کے مقتولون کی تعداد مسلمان شہیدون
سے زیادہ تہی۔ سات اٹھ بجے شب تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جب تاریکی نے اپنا
قدم اعتدال سے آگے بڑہایا تو فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر اپنے اپنے فرودگاہ مین واپس گئے

جسوقت ہمارا نامی سلطان شکارگاہ سے واپس ہوکر اپنے کیمپ
مین آیا اسکو اس واقعے نے اسقدر متشوش کردیا کہ اسکے دوسرے ہی روز
خروبہ سے معہ ان عسکر کے جوکہ بلاد شرقیہ دمشق و حمص و حماۃ وغیرہ سے
آگئے تہے کوچ کرکے عکا کے قریب پوہنچکر تل کیسان پر مقیم ہوا اور بدستور
نصرانیون سے جدال و قتال مین مصروف ہوگیا۔

فتح شقیف

انہین ایام مین جبکہ اسلامی اور صلیبی لڑائیون کا سلسلہ زور شور سے
مقام عکا مین چہڑا ہوا تہا اہل شقیف نے یوم یکشنبہ پندرہوین ربیع الاول
۵۸۶ھ مین مجبور ہوکر امان طلب کیا اور بخوشی خاطر شقیف چہوڑکر صور
کیطرف چلے گئے۔

عیسائیون کو ہزیمت ہوئی

اگرچہ صلیبی لشکر مور و ملخ سے تعداد مین زیادہ تھا لیکن اہل عکا کی
آتشباری کیوجہ سے شہر پناہ کے دیوارون تک نہین پہونچ سکتا تھا اسوجہ
سے بیسوین ربیع الاول ۵۸۶ھ کو ان لوگون نے لکڑیون کے تین برج
ساٹھہ ساٹھہ گز کے لمبے بنائے اور ہر برج مین پانچ پانچ طبقہ قایم کئے اور ہر طبقہ
مین ایک کافی تعداد آلات حرب اور لشکریونکی رکھا۔

ان برجون کو جو کہ ایسی چیزون سے رنگ دئے گئے تھے جسپر کہ
آتشباری کا اثر نہ پڑ سکتا تھا عکا کے تین طرف قایم کیا اور اسکے آڑ سے
حملہ کرتے ہوے آگے بڑھے اہل شہر اس سے بہت گھبرائے سب سے پہلے
جو کام انلوگون نے کیا وہ یہ تھا کہ سلطان کو اس کیفیت سے مطلع کر دیا
بعد اسکے ان برجون پر آتشباری کرنے مین مصروف ہوے۔

نصرانیون نے اپنے کل فوج کو دو حصون پر تقسیم کر دیا ہے ایک حصہ
تو سلطان کے مقابلہ مین لڑ رہا ہے اور دوسرا حصہ اہل عکا سے جدال
و قتال مین مصروف ہے اہل عکا ان برجون پر برابر آتشباری کر رہے ہین
سلطان بھی پیہم حملہ کر رہا ہے لیکن کسیکا کچھہ اثر نصرانیون پر نمایان نہین
ہوتا اطمینان کے ساتھہ یہ لوگ ان برجون کے ذریعہ سے آگے بڑھتے جاتے ہین
یہانتک کہ اٹھائیسوین ماہ مذکور کو مسیحی لشکر شہر پناہ کے فصیلون کے قریب
پہونچگیا اہل عکا کو اپنی ہلاکی اور ناکامی کا پورا پورا یقین ہو رہا تھا گلو خلاصی
کی تدبیرین سوچ رہے تھے کہ اسی اثنا مین ایک دمشقی نفاط تھا تو بہت
ہی کم سن لیکن فن آتشباری سے کما حقہ ماہر تھا تھوڑی سے دوائین لئے
ہوے امیر قراقوش حاکم عکا کیخدمت مین حاضر ہوا بعضون نے اسکو حقارت
کی آنکھون سے دیکھا اور بعضون نے یہ کہا کہ شاید یہی ہماری نجات کا باعث ہو

اسکی رای پر عمل کرنیسے اگر فایدہ نہوگا تو نقصان ہی کیا ہوگا تہوڑی دیر کے
بعد سبہون نے اس پچہلی رائے سے اتفاق کرلیا چنانچہ جسوقت یہ دوائین
بذریعہ منجنیق برجون پر پہینکی گئین نصرانی قہقہہ مارکر ہنس رہے تہے بعد تہوڑی
دیر کے ہانڈیان اگ سے بہری ہوئین سنیکے بعد دیگرے اون تینون
برجون پر پہینکی گئین - کہان تو نصرانی خوش ہو ہوکر کامیابی کے وسیع
میدان کو کمال تیزی سے طے کر رہے تہے اور اسلامی پریشانی کے
حالت مین دعائین مانگ رہے تہے جان ومال کو اپنے پیارے مذہب پر
تصدق کرنیکو امادہ ہورہے تہے اور کہان بعد چند لمحے کے غور سے دیکہا
گیا تو وہ تینون برج جو کہ شہرپناہ کے فصیلون کے قریب پہونچ گئے تہے
معہ الات حرب اور سپاہیون کے جلکر خاک سیاہ ہوگئے ہین لکڑیون
کی چٹخنے کی اوازون سے پہاڑیان گونج رہی ہین دہوان اسقدر فضاء
اسمان مین پہیلا ہوا ہے کہ ایک کو دوسرے کا صاف چہرہ نہین دکہائی دیتا
بدبو سے ہرکہ دمہ کا دماغ پریشان ہورہا ہے صلیبی لشکر پر مایوسی چہاگئی ہے
حسرت وافسوس کے انکہون سے اپنے بہائیونکو جلتا ہوا دیکہتے ہوئے واپس
ارہے ہین عساکر اسلامیہ سجدہ شکر ادا کرکے تکبیر وتہلیل مین مصروف ہین

ہم اس موقع پر یہ بہی بیان کردینا ضروری سمجہتے ہین کہ جسوقت یہ نفاط
سلطانی بارگاہ مین حاضر ہوا اسنے کسی انعام واکرام کو قبول نہ کیا اور یہی
کہتا رہا کہ انما عملتہ للہ تعالے ولا ارید الجزاء الا منہ (مینے یہ کام خاص اللہ کیلیے
کیا ہے اسکا اجر اوسی سے چاہتا ہون)

عساکر اسلامیہ شرقیہ کی امداد [illegible]

بعد اس واقعہ کے عساکر شرقیہ کی آمد شروع ہوگئی چنانچہ بائیسوین
ربیع الثانی ۵۸۶ھ کو عماد الدین زنگی صاحب سنجار ایک جرار لشکر لیئے ہوئے

آیا سلطان سے ملکر پہلا جو کام اسنے کیا وہ یہ تہا کہ نصرانیون کے زخم کہنہ کو اپنے تیز تلوار ونسے تازہ کر دیا اور ایک گروہ کو قتل کرکے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا اسکا خیمہ میسرہ کیطرف نہر کیجانب نصب کیا گیا۔ نوین جمادی الاول سنہ مذکور کو سنجرشاہ بن سیف الدین غازی والی جزیرہ ایک مرتب باقاعدہ فوج لئے ہوئے آیا اور عماد الدین زنگی کیطرح نصرانیون پر دو چار بیہم حملہ کرکے کامیابی کے ساتھہ واپس آیا حسب اشارہ سلطان اسکا خیمہ بہی میسرہ کیطرف عماد الدین زنگی کے خیمہ کے پاس نصب کیا گیا۔ بعد اسکے علاء الدین ابن عز الدین مسعود اپنی باپ کیطرف سے لشکر موصل کا کمانڈر ہوکر آیا۔ یہ بہی اپنی مردانگی دیکھلا کر ایک خیمہ مین جوکہ ملک الافضل اور ملک الظاہر کے خیمون کے درمیان مین نصب تہا مقیم ہوا۔

ایک عظیم الشان لڑائی اور موئی

بعد ان واقعات کے اسی مہینہ مین ایک ایسی عظیم الشان لڑائی اور ہوئی ہے جوکہ سابق لڑائیوں سے باعتبار خوفناک ہونیکے ہرگز کم نظر نہین آتی یہ تو اپکو ملوم ہی ہے کہ طرفین کا جوش ایک دوسرے کو ہر قتل لڑنے پر ادبہار رہا ہے کوئی وقت ایسا نہ گذرتا ہوگا کہ ایک دوسرے کے تاک مین نرہتے ہون باوجودیکہ لڑتے لڑتے شل ہوگئے ہین لیکن پہر بہی مقابلہ ہی پر آمادہ ہین غالبًا پندرہوین جمادی الاول کو ادہر نصرانیون نے اون اسلامی کشتیون اور جنگی جہازون کے بیڑہ کے مزاحمت کے غرض سے ایک مستعد کپتان کے کمان مین جنگی کشتیون کا ایک بیڑہ روانہ کیا جوکہ مصر سے عکا کیطرف ارہا تہا ادہر سلطان اس کیفیت سے مطلع ہوکر فورًا نصرانیون کے سر پر پہونچ گیا۔ بحرًا و برًا لڑائی

ہونے لگی فریقین نے ایک دوسری کی ایک ایک کشتی جسمین کچھہ فوجی سپاہی اور
الات حرب تھے گرفتار کرلی اور بقیہ اسلامی کشتیان صحیح و سالم عکا مین داخل
ہوگئین صلیبی اور اسلامی لشکر اپنے اپنے مورچہ مین واپس آیا۔
اس لڑائی مین بھی بہ نسبت مسلمانون کے نصاریٰ سے زیادہ چند زیادہ
کام آے اور مالی نقصان بھی انکا زیادہ ہوا۔۔۔

کیکادوس ارمنی کا خط

انھین ایام مین کیکادوس ارمنی والی قلعہ روم کا ایک خط سلطان
کے پاس آیا جس سے یہ امر معلوم ہوتا تھا کہ شہنشاہ جرمن دولاکھہ ساٹھہ ہزار
کی جمعیت سے خلیج قسطنطنیہ سے عبور کرکے بلاد اسلامیہ کیطرف بیت المقدس کے
لے لینے کے غرض سے روانہ ہوا ہے اسکے علاوہ شہنشاہ جرمنی کے اور مفصل
حالات بھی تحریر تھے لیکن اُس سے ہم بخیال اطالت کلام اعراض کرکے صرف
وہ وقایع تحریر کیا چاہتے ہین جنکو نفس ہمارے نامی ہیرو سے تعلق ہے۔

چند امرا و لشکر اسلامیہ شہنشاہ جرمنی کے جلوگیری کے غرض سے روانہ ہوئے

جسوقت سلطان کے نظر سے یہ خط گذرا اسیوقت اُسنے اصحاب شوریٰ
سے مشورہ کرکے سب سے پہلے ناصر الدین ابن تقی الدین والی منبج کو ایک
دستہ فوج لیکر شہنشاہ جرمنی کے جلوگیری کے غرض سے روانہ کیا بعد اسکے
عز الدین والی کفر طاب و مجد الدین والی بعلبک و سابق الدین حاکم شیزر
یکے بعد دیگرے روانہ کئے گئے ملک الظاہر بھی چند مختص دمیون کو لیکر بلاد
حلب کیطرف سرحدی مقامات کے حفاظت کے غرض سے چلا گیا۔

نصرانیون نے پھر حملہ کیا اور ناکام رہے

انلوگون کے روانگی کے بعد میمنہ مین عساکر مصریہ کو رکھا اور اسکا کماندر
ملک العادل کو مقرر کیا اور میسرہ کا کمان عماد الدین زنگی کے سپرد کیا گیا
شب چارشنبہ بیسوین جمادی الثانی ۵۸۶ھ کو نصرانی ان حالات
سے مطلع ہوے ساری رات بہر انتظام کرتے رہے صبح ہوتے ہی اپنے مورچہ سے

لشکر اسلامی لشکر کے میمنہ کیطرف بڑھے مصری فوج بھی اپنے آنے والے حریف کے جواب دینے کو تیار ہو گئی۔ پہلے تو دور سے تیر باری ہوتی رہی جب ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہو گئے تو تلواریں نیام سے نکل آئیں اور فریقین کے قسمت کا فیصلہ کرنے لگیں مصری لشکر تھوڑی دیر کے بعد اپنی ہیئت ترکیب کو توڑ کر دائیں بائیں منتشر ہو گیا اور نصرانی یہ سمجھکر کہ اسلامی گروہ کو شکست ہو گئی ملک العادل کے خیمہ تک بڑھ گئے جسوقت یہ طمعی نا عاقبت اندیش فوج لوٹنے میں مصروف ہوئی اُسوقت ایک طرف سے ملک العادل نے اپنے منتشر فوج کو مجتمع کر کے اور دوسرے طرف سے علاء الدین خرم شاہ بن عز الدین مسعود نے حملے شروع کر دئے چارونطرف سے نصرانی تلوار دشت گھیر گئے۔ انمیں سے شاید ہی کوئی جانبر ہوا ہو تو ہوا ہو ورنہ سب کے سب جو کہ دس ہزار سے زیادہ تھے اسی مقام پر مارے گئے۔

اس لڑائی میں چار عورتیں بھی شریک تھیں جنمیں سے دو تو ماری گئیں اور دو گرفتار ہوئیں۔

سلطان کے حلقہ خاص کے سپاہیوں نے اسمیں مطلقاً شرکت نہیں کی اور نہ میسرہ نے جسکا کمانڈر عماد الدین زنگی تھا اور نہ اربلی لشکر نے اس خونریزی میں کچھ حصہ لیا صرف میمنہ کے جانبازونکی یہ کارروائیاں تھیں جس سے فرانسیسیوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور انکے تعصب کی مشتعل آگ جس سے وہ چلے جاتے تھے فرد ہو چلی اگر لڑائی میں بقیہ اسلامی لشکر بھی شامل ہو کر کچھ حصہ لیتا اور زیادہ نہیں صرف بارہ گھنٹا اور لڑتا رہتا تو بے شبہ فرانسیسیونکو پھر کبھی لڑائی کا حوصلہ نہ ہوتا اور نہ وہ کبھی یروشلیم کے مقدس برج اور گنبد پر نظر اٹھا کر دیکھتے لیکن ہونیوالی بات اس کامیابی کے بعد اسلامیوں کے ہاتھ

خود بخود وار کرتے کرتے رک گئے اور آخری فیصلہ کو صبح ہونے پر موقوف رکھا۔

شہنشاہ جرمنی کا ماجرا

اکیسوین جمادی الثانی یوم پنجشنبہ کو حلب سے اس مضمون کا خط آیا کہ شہنشاہ جرمنی خلیج قسطنطنیہ سے عبور کرکے قلج ارسلان کے حدود مملکت سے گذرتا ہوا شہر طرسوس کے قریب نہر کے کنارے مقیم ہوا اتفاقات سے نہر مین نہاتے وقت ڈوب گیا اوسکے دولاکھ ساٹھ ہزار ہمراہیون مین سے اب صرف چالیس پچاس ہزار اوسکے قایم مقام لڑکے کا ساتھ دے رہے ہین اور باقی سب اس سے منحرف ہوکر جرمنی کیطرف اس غرض سے لوٹ گئے ہین کہ متوفی شہنشاہ جرمنی کے بھای کا ساتھ دین اور اسکو تخت نشین کرین شہنشاہ جرمنی کا لڑکا بقیہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لئے ہوے بیت المقدس سے اعراض کرکے عکا کیطرف جارہا تھا اثناء راہ مین جبلہ ولاذقیہ کیطرف ہوکر گذرا اسلامیون نے اونمین سے ایک کثیر التعداد نصرانیون کو گرفتار کرلیا ہے باقی ماندہ جرمنی سپاہی منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوے چلے جارہے ہین" اسلام پناہ سلطان اور اسلامی لشکر کو اس خبر سے بے اندازہ مسرت ہوی اس خیال مین اوچھل کود رہے تھے کہ فرانسیسی لڑای سے تنگ آہی رہے ہین اس خبر سے متوحش ہو کر لڑائیکا خوفناک میدان چھوڑکر بھاگ جائینگے عجب نہین کہ اونکا یہ خیال سچ ہوجاتا لیکن ان نصرانیون کے قدم اسوجہ سے نہ ڈگنے پائے کہ اس واقعہ کے دو دن کے بعد شاہ فرانس اور شاہ انگلینڈ کے بھیجے براہ دریا کئی پلٹنین اور بہت سا مال و اسباب لئے ہوئے آپونہچے نصرانیون کے تن مردہ مین روح آگئی حملہ کرنیکی تیاریان کرنے لگے۔

فرانس و انگلینڈ سے نصرانیون کو مدد پہنچی

ان واقعات کے بعد ہوا مین پھر عفونت آگئی وبا پھیلنے کے آثار نمایان

ہو چلے سلطان کی بہی طبیعت بدحظ ہوتی نظر آئی اسیوجہ سے اسنے ستائیسوین جمادی الثانی کو اس مقام سے خروبہ کیجانب روانہ ہوگیا بعد روانگی سلطان پہلے تو نصرانیون نے منجنیقین نصب کرنیکی کوشش کین لیکن اہل عکا کے سنگ بازی نے اسقدر مہلت ہی ندی اخر الامر ایک دہس تیار کیا اور بتدریج دہس کو اگے بڑہانے لگے جسوقت یہ دہس ایسے موقع پر پہنچ گیا جہانسے قلعکے فصیلون تک پتہر پہونچ سکتا تہا اوسی مقام پر منجنیقین قایم کرکے سنگ باری کرنے لگے ایک روز امیر کبیر بہاءالدین قراقوش گورنر عکا اور حسام الدین ابو الہیجا کمانڈر انچیف نے مشورہ کرکے شب کیوقت شہر پناہ کا دروازہ کہولکر معہ سوارہ وپیادون کے نصرانیون پر شب خون مارا ادہر نصرانی حملون کے جواب دینے مین مصروف ہوگئے منجنیقون کی حفاظت سے بالکل غافل ہوگئے اودہر اسلامی نفاطون نے منجنیقون کو جلا کر خاک کر دیا۔

اس واقعہ مین نصرانیون کیطرف کے صرف سات سو ادمی مارے گئے البتہ اس سے کچھ زیادہ ادمی قید کرلیے گئے اور منجملہ اون منجنیقون کے جسکو اسلامیون نے جلا دیا تہا ایک منجنیق بہت بڑی اور مستحکم تہی اسکو شاہ فرانس کے بہتیجے نے ایک ہزار پانچ سو دینار خرچ کرکے بنوایا تہا۔

اس واقعہ کے دو ہی ایک روز کے بعد بیروت سے حسب حکم سلطان ایک بڑی کشتی جسمین کہانے پینے کے سامان اور الات حرب بکثرت تہے روانہ ہوئی اہل کشتی نے جسوقت حدود بیروت سے باہر نکلے اسلامی لباس اوتار ڈالے کشتی پر صلیبی پہریرہ اوڑایا اور خود بہی فرانسیسیون کے لباس پہن لیے اسیوجہ سے کسینے اثناء راہ مین تعرض نہ کیا اور یہ کشتی کمال

تیزی سے صحیح و سالم رجب کے عشرہ اول مین عکا مین داخل ہوئی
شاہ فرانس کی بی بی ہی مذہبی جوش مین آکر ایک فرار جری لڑنے
والے سپاہی لیکر براہ دریا اسکندریہ کیطرف سے عکا کو آرہی تہی لیکن اہل مصر
نے اسکو گرفتار کر لیا اور کل مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا۔

ایک اور مصری کشتی عکا مین پونہچی

شعبان کے عشرہ وسط مین بہی ایک بڑی کشتی مصری جسمین
ہر قسم کے کہانے پینے کی چیزین تہین صحیح و سالم عکا مین داخل ہوئی
اہل عکا اس کشتی کے آنیسے اسقدر خوشش ہوئے کہ بعد اسکے پہر کسی چیز
نے انکو اس سے زیادہ خوشش نہین کیا ہوگا اس سے تو اہلوگ واقف
ہی ہو چکے ہین کہ شہنشاہ جرمنی کا لڑکا اپنی فوج کو ہمراہ لئے ہوئے عکا

شہنشاہ جرمنی اور مرکیش کی ملاقات

کیطرف جارہا ہے رفتہ رفتہ یہ جرمنی فوج اپنے نئے شہنشاہ کے ساتہہ
ساتہہ جسوقت طرابلس مین پونہچی مرکیش والی صور جو کہ اس مذہبی لڑائی
کا بانی تہا استقبال کیلئے پہلے ہی سے وہان موجود تہا اوسنے کمال خوشی
اور خندہ پیشانی سے جرمنی لشکر کا خیر مقدم کیا اور نئے شہنشاہ جرمنی
سے کچہہ صلاح و مشورے کرکے از سرنو ایک ایسا حیلہ اوٹہایا جس سے
کہ مسیحی دنیا مین شورش اور جوش دوچند ہوگیا۔ چونکہ مرکیش کو ملک المظفر
کی روانگی کی خبر معلوم تہی اسوجہ سے حلب اور حماۃ کو شمالی جانب چہوڑتے
ہوئے شعبان کے عشرہ آخرہ مین مسیحی دنیا کے یہ دونو نامی سردار صور
مین پونہچے باستثنار چند جان نثارون کے کل لشکر کو اوسی وارد ی
مین عکا کیطرف روانہ کردیا اور خود یہ دونو چہٹی رمضان تک صور مین
مقیم رہے ساتوین ماہ مذکور کو شہنشاہ جرمنی اکیلا مع اپنے جان نثارون
کے صور سے براہ دریا روانہ ہوکر تیسرے روز عکا مین پہنچ گیا۔

شہنشاہ جرمنی نے حملہ کیا اور ناکام رہا

شہنشاہ جرمنی نے کم سنی جوش جوانی یا مذہبی جوش کیوجہ سے
باوجود مخالفت آزادوسرے دن برگ اسلامیہ پر جو کہ مقام عیاضیہ مین مقیم
تہا حملہ کیا برگ نے تیر باری شروع کردی جب ایکدوسرے سے رو در رو
مقابل ہو گئے تو تلوار اور نیزون سے کام لینے لگے۔ شہنشاہ جرمنی کے
غرور جوانی کو اسلامی بہادرون نے اپنی تیز تلوار دنکے ذریعہ سے
چند ساعتون مین فرو کردیا۔

سات سو جرمنی مارے گئے

اس لڑائی مین اگر شہنشاہ جرمنی ایک گہنٹہ اور ٹہرا رہتا تو یقیناً
اسلامیون کے ہاتہون سے بچکر اپنے خیمہ تک نہ پونہچتا یہ بڑی خیر گذری کہ
بدحواسی کے عالم مین وہ بہاگ نکلا جانی نقصان سے اسلامی برگ
بالکل محفوظ رہے البتہ جرمنی سپاہی تقریباً چہہ سو کام آگئے اور تین سو کے
قریب زخمی ہوئے۔

نصرانیون نے برج کیش پر حملہ کیا اور ناکام رہے

اس واقعہ کے دو ہی چار روز کے بعد مسیحی کمانڈرون نے برج کیش کی
طرف قدم بڑہایا عجیب عجیب آلات حرب سے آتشباری اور گولہ باری کرتے
ہوے آگے بڑھے عکا والے ان لوگون کے حملون کا جواب خاموشی سے دیتے رہے
یہانتک کہ یہ شہر پناہ کے دیوارون کے قریب پونہچگئے۔ اسوقت امیر حسام الدین
لولو یکا یک دفعتہً مع اپنے جری لشکر کے شہر پناہ کا شمالی دروازہ کہولکر نکل آیا
اسلامیون کی چمکتی ہوئی تلوارون نے نصرانیون کے چہکے چہڑا دئے ایک
دوسرے پر منہہ کے بہل گرنے لگے تین گہنٹہ کے اندر ہی اندر وہ میدان جو کہ
شہر عکا اور نصرانیون کے مورچہ کے درمیان مین تہا خالی ہوگیا۔ مسلمانون
نے اونکے آلات عجیبہ کو تیل چہڑک چہڑک کر جلا دیا۔
جب روز اہل عکا کا قاصد اس فرحت افزا واقعہ کے گذارش کیلئے

غرض سے دربار سلطانی مین حاضر ہوا اوسی روز سابق الذکر اور مجد الدین اور ملک الظاہر وغیرہ جو کہ بقصد صلح گیری شہنشاہ جرمنی روانہ کیئے گئے تھے واپس آئے -

پھر لڑائی ہوئی اور نصرانیون کو شکست ہوئی

گیارہوین شوال ۵۸۶ھ یوم دوشنبہ کو جبکہ نصرانیون کی تعداد اور مسیحیون کے انیسے بڑھگئی تو بہت جوش مردانگی مین آکر اپنے مورچہ سے نکلا فوج کی ایک کافی تعداد کو اہل عکا کے مقابلہ مین پہنے دیا باقی ماندگان نے معدودے چند مورچہ اور خیمون کی حفاظت کو رہگئے اور باقی سب کے سب سلطانی لشکر کیطرف بڑھے -

اسلامی لشکر کے قلب کا کمانڈر ملک الافضل علی سلطان کا لڑکا ہے اور اسکے ساتھہ ملک الظافر بھی قلب ہی مین ہے اور ملک العادل میمنہ کا افسر اعلی ہے میسرہ کا کمان عماد الدین صاحب سنجار کر رہا ہے سلطان علالت کیوجہ سے نقل و حرکت نہین کر سکتا اسیوجہ سے ایک چھوٹے سے ٹیلہ پر ایک خیمہ نصب کیا گیا ہے جسمین ہمارا نامی سلطان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھہ رہا ہے -

مسیحی لشکر اپنے مورچہ سے نکلکر نہر کے شرقی جانب جا رہا تھا لیکن اسلامی تیر اندازون نے ایسی تیر باری کی کہ مجبوراً مسیحی لشکر شرقی جانب سے موڑ کر نہر غربی جانب تیزی سے بڑھا - اس لڑائی مین فریقین کف افسوس ملتے رہے - نصرانی تو اسوجہ سے کہ خندق اور مورچہ چھوڑ کر کیون حملہ کیا بیٹھے بٹھائے مفت کی مصیبت سر پر لی اور اسلامی اسوجہ سے پچھتا رہے تھے کہ انکا اصلی مقصد اس تیر باری سے نہ حاصل ہوا دور ہی دور کی لڑائی ہوتی رہی دست بدست لڑنیکی نوبت نہ آئی اور شام ہوگئی مسیحی لشکر اپنے مورچہ کیطرف

ہزیمت اوٹھاکر چلے گئے اور اسلامی لشکر اپنے فرودگاہ مین واپس آیا۔

تیسوین شوال کے شب کو اسلامی فوج ایک دستہ ادہر ادہر پہاڑون کے درون مین چہپ رہا صبح ہوتے ہی تہوڑے سے سپاہیون نے نصرانیون کے مورچہ کیطرف قدم بڑہایا۔ چارسو مسلح نصرانی سوارون نے پہلے تو تیر سے بعد اسکے نیزہ اور تلوارون سے آنے والے حریف کا خیر مقدم کیا۔ اسلامی گروہ نصرانیون کے حملون کے جواب دیتے ہوے پیچہے ہٹتے آتے تہے اور نصرانی سوارون کا دستہ آگے بڑھتا آتا تہا تاآنکہ اپنے مورچہ سے باہر آگئے اور انلوگون سے بہی تجاوز کر آے جوکہ پہلے سے انکی تاک مین بیٹھے ہوے تہے اسلامیون نے دفعتہً درون سے نکلکر حملہ کیا۔ ایک نصرانی بہی اُن چارسو سوارون مین سے جان بر نہوا۔

چارسو نصرانی سوار مارے گئے

اس واقعہ کے بعد پہر سنہ ایندہ کے ماہ جمادی الاول تک کوئی بڑی لڑائی نہین ہوئی جاڑے کی شدت نے لڑائی کا بازار سرد کر دیا۔ دریا کی شورش بڑھگئی نصرانیون نے مجبورًا اپنے جنگی جہازون کا بیڑہ معہ معمولی بار برداری کی کشتیون کے صور اور جزائر کیطرف روانہ کر دیا۔ راستہ دریا کا کہل گیا ہے عکا کے امرا کے قایم مقام دوسرے امیر روانہ کئے جاتے ہین

سردی کیوجہ سے لڑائی موقوف ہوگئی

ملک العادل جبل حیفا کے مقابل دریا کے کنارہ بنظر حفاظت ایندہ وروندگان عکا ٹہرا ہوا ہے۔ امیر حسام الدین ابوالہیجا لشکر عکا کا کمانڈر انچیف اسلامی کیمپ مین اگیا ہے اور بجاے اسکے سیف الدین علی ابن احمد مشطوب اور عزالدین بہیجے گئے ہین۔ مجاہدین اور عساکر سلطانی اور تیر نامی جبری جنرل اپنے اپنے بلاد کو حسب دستور لوٹے جاتے ہین چھبیسوین شوال کو عماد الدین صاحب سنجار اور اسکے دوسرے دن صاحب جزیرہ اور پہلی ذیقعدہ

کو علاء الدین نوین محرم سنہ ۵۸۷ھ کو ملک الظاہر تیسری صفر کو الملک المظفر
کے بعد دیگرے سلطان سے رخصت ہوکر اپنے اپنے دار الحکومت کو واپس
ہوئے سلطان معہ دستہ فوج جان نثاردن کے عکا کے باہر مقیم سے عکا
مین اس مرتبہ امراء دولت صلاحیہ پہلے کے بہ نسبت کم داخل کئے گئے
ہین اس سے پہلے ساتھ مختلف درجے کے افسر تھے تو اس مرتبہ معلوم نہین
کس وجہ سے صرف بیس ہی بھیجے گئے ہین -
جاڑہ کی فصل ختم ہوئے پر آگئی - دریا کا وہ زور شور نہ رہا - دونو
لشکر اپنے اپنے بلاد سے جوق جوق واپس آرہے ہین اسلامی لشکر مین
سب سے پہلے علم الدین سلیمان بعد اسکے عز الدین آیا - مسیحی کیمپ مین
شاہ فرانس ایک بیڑہ جنگی جہازون کا لئے ہوئے تیسوین ربیع الاول
سنہ ۵۸۷ھ کو عکا مین داخل ہوا - لڑائی کا سلسلہ شروع ہوگیا - سلطان
مقام شفر عم سے مراجعت کرکے عکا کے قریب آگیا - مسیحی لشکر جسوقت اپنے
مورچہ سے نکلکر اہل عکا پر حملہ کرتا سلطانی فوج بھی اونپر قتل و غارت کے
ہاتھ بڑھاتی - چوتھی جمادی الاول کو بہ نسبت اور دنون کے بہت بڑی لڑائی
ہوئی طرفین سے بکثرت سپاہی کام آئے - تیرہوین جمادی الاول سنہ مذکور
کو شاہ انگلینڈ (رچرڈ) ایک کثیر التعداد فوج لئے ہوئے عکا مین آیا -
مسیحی لشکر کی قوت اسکی آنیسے دوچند سہ چند بڑھگئی -
اثناء راہ مین ایک یہہ بڑا افسوسناک واقعہ پیش آیا جس سے کہ اہل عکا
کو علی الخصوص اور عام مسلمانون کو علی العموم صدمہ اور رنج پہونچا اور وہ یہ ہے
کہ جسوقت شاہ انگلینڈ جزیرہ قبرس سے نکلکر عکا کیطرف روانہ ہوا تھوڑی
دور چلکر مسلمانون کی ایک بڑی کشتی جسمین سات سو سپاہی اور سامان

جنگ دغلا تہا لگی - نصرانیون کے جنگی جہازون نے گولہ باری شروع کی -
یعقوب حلبی نے جوکہ اسلامی کشتی کا کپتان تہا اپنے کو مقابلہ سے مجبور سمجہکر کشتی
مین رخنہ کر دیا جس سے کل مال واسباب معہ اون لوگون کے جوکہ اس کشتی
پر تہے ڈوب گیا -

چودہوین جمادی الاول کو اسلامی بیڑک نے نصرانیون کے کیمپ
پر شبخون مارا - تقریباً دو سو نصرانیون کو قتل کیا اور پچاس آدمیون کو
گرفتار کرلا ئے ان قیدیون مین ایک کمسن بچہ بہی تہا جسکے واپس دینے
کا ماجرا جس سے ہمارے سلطان کی رحمدلی کامل طور سے ثابت ہوتی
ہے اس سے پہلے تحریر کر چکے ہین -

سولہوین ماہ مذکور کو نصرانیون نے عکا پر پہر حملہ کیا اس حملہ مین
انکو اپنی کامیابی کا پورا پورا یقین تہا - ان لوگون نے ایک مرتفع برج
بنایا تہا جسکا پہلا طبقہ لکڑی کا اور دوسرا رانگہ کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتہا
تانبا کا تہا اور ہر طبقہ مین ایک کافی تعداد فوج کی تہی - اس برج کے طبقات
سے گولہ باری کرتے ہوئے آگے بڑہے - اہل شہر نے ہر چند تدبیرین
کین لیکن کسی مین انکو کامیابی نہوئے - وہ وقت بہت قریب آگیا تہا
کہ اہل شہر امان طلب کرکے شہر نصرانیون کے سپرد کر دیتے لیکن اس
واقعہ مین بہی مسلمانون کی عزت خدا نے رکہہ لی - خود نصرانیون کے
ہاتہون اوس برج مین آگ لگ گئی صدہا ہزارہا آدمی جل گئے لاکہون
کا مال ضایع گیا -

انیسوین جمادی الاول کو صلیبی لشکر نے عکا پر حملہ کیا اہل عکا نے بہی
مستعدی سے جواب دینا شروع کیا سلطان کے ہمراہیون نے آتش

جنگ مشتعل دیکھکر ایک دل کی ہلا دینے والی آواز العبد اکبر شکر تلوارین کھینچ لین اور آن واحد مین نصرانیون کے مورچہ تک پونہچ گئے آٹھہ گھنٹہ کامل تلوار کی لڑائی ہوتی رہی کشتون سے پشتہ لگ گئے۔ حملہ کرنے والے نصرانیون نے جب اپنے خیمے کے محافظین کی ابتر حالت دیکھی تو اہل شہر پر حملہ کرنیسے اعراض کرکے اپنے مورچہ کیطرف متوجہ ہوئے۔ ان معدودے چند اسلامیون نے نصرانیون کے چھکے چھوڑا دئے۔ اپنی خون پینے والی تلوارونکے جوہر دیکھلاتے ہو بخیریت تمام شام ہوتے ہوتے اپنے کیمپ مین واپس آئے۔ اس لڑائی مین صرف دو مسلمان سپاہی شہید ہوئے اور نو یا دس آدمی زخمی ہوئے نصرانیون کیطرف کے دو ہزار آدمی کام آئے اور ایکہزار کے قریب مجروح ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد شاہ انگلینڈ (رچرڈ) گھبرا گیا لڑائی کے دوسرے ہی روز سلطان کیخدمت مین ایک قاصد روانہ کیا۔ یہ قاصد ملک العادل کے توسط سے سلطانی بارگاہ مین حاضر ہوا۔ سلطان نے شاہ انگلینڈ کا پیام تو غور سے سنا لیکن خلاف معمول یہ جواب دیا کہ قبل صلح ہونیکے ہم مل نہین سکتے کیونکہ بعد ملنے اور راہ و رسم پیدا ہونیکے دو بادشاہون کا لڑنا بہت ہی نا زیبا ہے۔

اٹھائیسوین جمادی الاول کو صلیبی لشکر کے کمانڈرون نے پہلے اپنے خیمون کی حفاظت کا پورا پورا اہتمام کیا بعد اسکے شام ہوتے ہی خندقون سے نکلکر شہر عکا کیطرف بڑھے۔ یزک اسلامی نے سلطان کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطانی جان نثارون نے کمرین باندھ لین کا طرفین سے لڑائی کا بازار گرم ہوگیا۔ صلیبی لشکر دریا کے شمالی جانب

سے باہر کر نہر کے جانب راست سے شہر پر حملہ کیا اہل شہر نے کمال استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔ نصرانیون نے اپنے وحشیانہ ظلم سے عکا کو تہ بالا کر دیا جسکو یہ گرفتار کرتے تھے روغن نفط چھڑک کر جلا دیتے تھے اور اسلامیون کے ہاتھ جو مسیحی پڑ جاتے تھے وہ بحفاظت تمام قیدخانہ پونہچا دیے جاتے تھے۔ اس لڑائی مین اہل عکا کے قریب ضعیف ہوگئے سبہون کے ہاتھ پاون پہول گئے اسکی وجہ ظاہری یہی تھی کہ سلطان اپنی پوری قوت سے نصرانیون پر حملہ نکر سکتا اور وہ باطمینان تمام اہل عکا پر حملے کر رہے تھے۔ گو اسی اثنا مین شاہ انگلینڈ علیل ہوگیا اور شاہ فرانس اسی لڑائی مین زخمی ہوا لیکن نصرانیون کا جوش پے در پے کامیابیون سے ساعتہً فساعتہً بڑہتا جاتا تہا۔ تیسوین جمادی الاول کو لشکر سنجار جسکا کمانڈر مجاہد الدین یرنقش تہا آیا سلطان نے میسرہ مین اسکو ٹہرایا بعد اسکے پہلی جمادی الثانی کو مصری لشکر بسر گروہی علم الدین کرجی اور علاء الدین صاحب موصل معہ اپنے فوج آئے یہ لوگ میمنہ کیطرف خیمہ زن ہوئے۔ دوسری جمادی الثانی سے شبانہ روزی لڑائی شروع ہوگئی کبہی گولہ باری سے فضاء آسمان دہوان دہار ہوجاتا تہا اور کبہی منجنیقون کی سنگ باری سے کان نہین دیے جاتے تھے کسی کسی وقت آتشباری کا بہی بازار گرم ہوجاتا تہا۔ صلیبی لشکر کے کمانیر بگلون اور ناقوسون کی آواز سے اپنے لشکر کو آگے بڑہاتے اور کبہی کبہی پیچھے ہٹاتے تھے اور اسلامی افسر پرجوش اور دل کی ہلا دینے والی تکبیر کی آوازون سے اپنے سپاہیون کو لڑا رہے تھے عکا کی شہر پناہ کی مضبوط دیوارین نصرانیون کی سنگ باری سے

ہل گئین اور اہل شہر انکے حملون کے جواب دیتے دیتے تہک گئے۔ جرأت و مردانگی تو یہ کہہ رہی تہی کہ میدان جنگ سے قدم ڈگمگنے نہ پائے۔ ناتوانی کی یہ کیفیت تہی کہ پاؤن مین لغزش آگئی تہی چہہ روز پورے لڑتے گذر گئے تہے کہ کسیکے منہ پر پانی تک نہ پڑا تہا آرام و سکون کا کیا ذکر ہے سپاہیون کی کمرین ایک لحظہ کو بہی نہ کہلی تہین اٹہوین ماہ مذکور کو اہل عکا کی ایک عرضداشت سلطان کیخدمت مین پہنچی جسکا خلاصہ یہ تہا کہ شبانہ روزی لڑائیون سے ہملوگ تنگ آرہے ہین آج سات روز سے کمر تک نہین کہولی گئی رات دن مین ایک لحظہ بہی آرام نہین کرسکتے عکا کی شہر پناہ کی شمالی دیوار بالکل کمزور ہوگئی ہے اگر اس لڑائی کا سلسلہ ایسا ہی قایم رہا تو یقینی عکا پر خدانخواستہ صلیبی نشان اڑا دیا جائیگا۔ ہملوگون کی ہمتین پست ہوگئی ہین ہاتہہ پاؤن ڈہیلے پڑگئے ہین آپ اسکا انتظام جہانتک ممکن ہو جلد کیجئے ورنہ عنقریب ہم عکا کو چہوڑ دینگے۔"

سلطان کو رات بہر اسی فکر و تشویش مین نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اسکا جواب لکہکر قاصد کو عکا کیطرف روانہ کیا اور خود اسی اندیشہ مین غلطان و پیچان رہا۔ کبہی اسکے عالی ذہن مین یہ امر پیدا ہو جاتا تہا کہ نصرانیون کو عکا دیکر صلح کرلینا چاہیئے لیکن غیرت اور عالی حوصلگی اس خیال کو آگے نہ بڑہنے دیتی تہی اور کبہی جوش مین آکے تلوار کہینچ لیتا تہا۔ اسی اثنا مین دسوین ماہ مذکور یوم جمعہ کو ملک العادل کے پاس نصرانیون کا ایک قاصد آیا اور کچہہ دیر تک باتین کرکے واپس گیا لیکن نتیجہ اسکا کچہہ نہ معلوم ہوا۔ گیارہوین تاریخ کو سیف الدین

مشطوب، شاہ فرانس کے پاس صلح کرنے اور امان طلب کرنیکے غرض
سے گیا شاہ فرانس نے کچھہ التفات نہ کیا سیف الدین مشطوب بیچارہ
بے نیل مرام واپس آیا۔ اہل شہر کو اس واقعہ سے اور زیادہ جو مدد متوقع
رہی سہی تہی وہ بہی جاتی رہی بارہوین تاریخ کو پہر ایک عریضہ اہل
عکا نے سلطان کی خدمت مین بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ "ہم لوگون نے
موت سے بیعت کرلی ہے جب تک دم مین دم باقی ہے برابر لڑتے
رہینگے جیتے جی عکا کو نہ چھوڑینگے اور نہ نصرانیون سے صلح کرینگے آپ جو
مناسب سمجہین انتظام کرین" سلطان کا چہرہ اس خط کے دیکھنے
سے بہت زیادہ پریشان ہوگیا۔ فکر و تردد کے آثار اوسکے بلند
پیشانی سے نمایان ہونے لگے ادہر یہ ایسی فکر و تشویش مین تہا کہ
اب انتظام کیا کیا جاے کیسے اہل شہر کی گلو خلاصی ہو باوجودیکہ
کل نصرانیون کے قیدی رہا کرنے اور بلاد ساحلیہ کے دینے کا وعدہ
اور صلیب اعظم کی واپسی کا اقرار کیا جاتا ہے لیکن یہ گروہ ناحق
شناس یوماً فیوماً سخت دل ہوتا جاتا ہے نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن
کا مضمون ہے اُدہر سیف الدین مشطوب نے بصلح و امان عکا نصرانیون
کے سپرد کر دیا۔

یہ پہلا واقعہ تہا جسمین کہ مسلمانون نے دبکر مصالحت کی اور دہوکہ
یا دہبان مین مارے گئے سیف الدین مشطوب نے علاوہ شہر عکا سپرد کرنیکے
دولاکہہ دینار اور پانچسو قیدی اور صلیب اعظم واپس کرنیکا وعدہ کیا تہا
اور چودہ ہزار دینار مرکیش صاحب صور کو دینے کا اقرار کیا تہا لیکن افسوس
ہے کہ جسوقت نصرانیون نے عکا پر قبضہ کرلیا مسلمانان عکا سے بدعہدی

کی چنانچہ سترہوین جمادی الثانی یوم جمعہ کو بعد دوپہر عکا کے بلند اور مستحکم اندار مینار و نیز صلیبی پہریرہ اوڑا گیا اور ستائیس رجب ۵۸۷ھ مین عصر کیوقت اُن بیگناہون کو جنہون نے کہ بصلح و امان عکا سپرد کر دیا تھا اور جو کہ تعداد مین تیئس ہزار سے زیادہ تھے کیسان اور عیاضیہ کے مابین بیکسی اور بے لبسی سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس ماجرائے عبرت افزا نے جسقدر صدمہ اسلام پناہ سلطان کو پہونچا یا ہوگا اُسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے کیا اسلامیون کے نصرانیون کے ساتھہ یہی برتاؤ تھے جبکہ وہ بصلح و امان کسی قلعہ یا شہر کو مسلمانون کے سپرد کر دیتے تھے نہین ہرگز نہین - پہر کیا ہم اس واقعہ کے نسبت نہین کہہ سکتے کہ یہہ عدیم النظیر ہے - صفحہ تاریخ پر اسکا نظیر ملنا ہمارے نزدیک محالات سے ہے -

سلطان نے اس واقعہ کے بعد صلیب اعظم اور مسیحی قیدیون کو دمشق کیجانب روانہ کر دیا اور خود مع اپنے جری لشکر کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا عسقلان کیطرف روانہ ہوا - ملک الافضل سیف الدین یازکوش - عز الدین جبر دیک وغیرہ اسلامی بزرگ کے کمانیر تھے انلوگون نے نصرانیون کے ساقہ پر حملہ کیا اور ایک گروہ کو قتل اور کثیر التعداد مسیحیون کو گرفتار کر لیا - شاہ انگلینڈ یہ واقعہ دیکھکر مقدمۃ الجیش کا کمان شاہ فرانس کے سپرد کر کے ساقہ مین آگیا جبکہ لڑائی کا بازار سرد ہو گیا تھا - شام ہوتے ہوتے حیفا کے قریب پونہچکر خیمہ زن ہوئے اور اسلامی لشکر ایک دوسرے قریہ مین جو کہ حیفا کے قریب تھا مقیم ہوا -

دوسرے دن نصرانی قیساریہ کیطرف روانہ ہوئے اُنہین کے ساتھہ ساتھہ اسلامی لشکر بہی چلا اثنا راہ مین محل و موقع دیکھکر حملہ بہی کرتا تھا جس نصرانی کو گرفتار کر لیتے تھے ان مین سے جو اسلام نہ قبول کرتا تھا اُنکو قید حیات سے آزاد کر دیتے تھے جسوقت کہ نصرانی قیساریہ کے قریب پونہچے مسلمانون نے سخت اور قوی حملہ کیا جس سے نصرانیون کے ہوش و حواس جاتے رہے ایسمین ایک دوسرے کو نہ پہچان سکتے تھے چار گہنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی اس لڑائی مین جسقدر اسلامیون کو کامیابی ہوئی اُسیقدر نصرانیون کو نقصان پونہچا۔ رات کو نصرانیون نے قیساریہ ہی مین قیام کیا اور اسلامی بہی اوسکے قریب ایک گانون مین مقیم ہوئے۔ رات کیوقت نصرانیون کا ایک گروہ اپنے کیمپ سے باہر نکلا اسلامی ترک نے جسوقت کہ یہ اپنے کیمپ سے اسیقدر فاصلہ پر آگئے تھے حملہ کیا ان نصرانیون مین سے بہت کم ایسے نصرانی ہونگے جو کہ قتل و قید سے بچ گئے ہون ورنہ ہمارا خیال یہ ہے کہ انہین سے کوئی بہی جانبر نہین ہوا۔

بعد اسکے قیساریہ سے ارسوف کیطرف روانہ ہوئے چونکہ اسلامی لشکر نصرانیون سے پہلے ارسوف مین پونہچگیا تھا اسوجہ سے اثنا راہ مین کسی قسم کا واقعہ نہین پیش آیا بلکہ جسوقت نصرانی لشکر ارسوف کے قریب پونہچا اسلامیون نے حملہ کیا پہلے حملہ مین تو انکو کامیابی ضرور ہوئی لیکن جبکہ نصرانیون نے مجتمع ہوکر اسلامی سواروں کے فوج پر حملہ کیا اُسوقت البتہ لڑائی نازک ہوگئی اسلامی سوارون کے تپ تپے کے ساتھہ پیادون کی فوج بہی میدان جنگ سے

سنہ موڑ کر بہاگی نصرانیون نے انکا تعاقب کیا جسوقت یہ منہزم گروہ قلب مین پہنچگیا جہانکہ خود دہمار اسلطان تہا نصرانی واپس آئے اس لڑائی مین مسلمانون کو جانی اور مالی نقصان بہ نسبت نصرانیون کے زیادہ پہونچا نصرانیون کے علاوہ کئی مشہور ادمیون سے کہ ذاعظیم مارا گیا اور اسلامی لشکر سے ایاز طویل جو کہ شجاعت و جرات مین بے نظیر تہا شہید ہوا - دو روز تک دونو فوجین ایک دوسرے کے مقابل مین مقیم رہین تیسرے روز نصرانی لشکر یوتا یافا پر پونہچکر قبضہ کر لیا اسوجہ سے کہ اسلامیون نے اسکو پہلے ہی سے خالی کر دیا تہا اور سلطان معہ اپنے جری فوج کے ارسوف سے کوچ کرکے رملہ مین پونہچا نماز عصر کی پڑھکر ارباب شورے کو طلب فرمایا سبہون نے باتفاق عسقلان کے ویران کرنیکی راے ظاہر کی اور وجہ یہ بیان کیگئی کہ اولاً واقعہ عکا سے نصرانیون کی قوت دوچند ہوگئی ہے ساتہہ ہی اسکے مال و اسباب حرب بہی اُنکے پاس کافی طور سے موجود ہے ثانیاً ابہی کل کا ذکر ہے کہ ارسوف مین کیا واقعہ پیش آیا تہا بہتر یہ ہو گا کہ نصرانیون کے آنیسے پہلے عسقلان ویران اور اوسکا قلعہ مسمار کر دیا جاے سلطان نے اس راے سے مخالفت ظاہر کی اوسکی غیرت و حمیت ایک آباد اور اسلامی شہر کو ویران کرنا پسند نہ کرتی تہی ارباب شورے انگیز بان ہو کر کہنے لگے ان اردت حفظہا فادخل انت مع بعض اولادک الکبار والا فما یدخلہا منا احد (اگر آپ اسکے محفوظ رکہنے کا ارادہ رکھتے ہین تو آپ معہ اپنے بڑے لڑکون کے عسقلان مین جائے ورنہ ہم مین سے کوئی اسمین نہ جاے گا) سلطان نے جب لوگون کی اسقدر ہمتین پست دیکہین تو چار ناچار اس راے سے اتفاق کر لیا اور رملہ سے عسقلان کیطرف روانہ ہوا -

کیا اونلوگون کے ذہن عالی مین یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ اگر سلطان
ارباب شورے کی راے سے اتفاق نکرتا اور عسقلان کی حفاظت پر تلا
رہتا تو ارباب شورے یا امراے لشکر اوسکی اطاعت نکرتے اور جیسا کہ
اونلوگون نے بعد از شورے بین کہا تہا ویسا ہی کرتے نہین ہرگز نہین
اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے مذہب کے مقتدا اون کا یہ خیال ہے کہ وقت
مشورہ ہر شخص راے دینے کا مختار ہے اور اسیطرح اپنی راے ظاہر
کرنیمین وہ ازاد سمجہا گیا ہے جسطرح اپنے افسر اور اولوالامر کے اطاعت
پر وہ مجبور مانا گیا ہے - غرضکہ سلطان اٹہارہوین[۱۸] ماہ شعبان سنہ مذکور
کو عسقلان مین پوہنچا اور انیسوین ماہ مذکور کو عسقلان کے قلعہ اور شہرپناہ
کے مسمار کیے جانیکا حکم صادر فرمایا اور خود بذاتہ عسقلان کی شاندار عمارتون
اور مستحکم بنیادون کے توڑنیمین مصروف ہوا -

نصرانیون کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو یافا سے عسقلان کیطرف
نہ بڑہے - مرکیس جو کہ کروسیڈ کا بانی مبانی تہا اور بعد کامیابی عکا فرنگیون
سے علیحدہ ہوکر صور چلا گیا تہا اوسنے شاہ انگلینڈ کو ملامتانہ خط لکہا اور
بزور یہ ظاہر کیا کہ اگر مین موجود ہوتا تو عسقلان ہرگز ہاتہ سے نہ جانے پاتا
عسقلان کا ویران کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ سلطان مین اوسکے بچانیکی قوت
نہ تہی - تمنے بہت بڑی غلطی کی تم ہرگز اتنی بڑی فوج کی افسری نہین
کرسکتے ''

عسقلان کے ویران ہونیکے بعد دوسری رمضان سنہ مذکور کو سلطان
رملہ کیطرف واپس آیا اور اوسکے قلعہ اور کلیسا لد کو مسمار کرادیا - اس اثناء
مین کہ سلطان ان شہرونکے ویران کرنیمین مصروف تہا ملک العادل

ابوبکر بن ایوب نصرانیون کے مقابلہ مین تہا وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت دیکہکر دو چار حملے کر گزرتا تہا - انہین ایام مین ایکروز شاہ انگلینڈ چند دستہ فوج لیکر مسلمانون پر حملہ کیا - باوجودیکہ اسلامیون کی تعداد جب پر شاہ انگلینڈ نے حملہ کیا تہا نصرانیون کے نسبت کم تہی لیکن اسلامیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا عجب نہ تہا کہ شاہ انگلینڈ گرفتار ہو جاتا لیکن خوبی قسمت سے بچ گیا - اس لڑائی مین نصرانی بہت زیادہ کام آئے مسلمانون کیطرف سے صرف دس سپاہی شہید ہوئے -

سلطان رملہ کو ویران کرکے قدس شریف مین داخل ہوا انتظامات ضروری سے فارغ ہوکر اٹہوین رمضان کو اپنے کیمپ مین واپس آیا چونکہ صلیبی لشکر یافا کی تعمیر مین مصروف تہا اسیوجہ سے سلطان اپنے کیمپ سے کوچ کرکے تیرہوین رمضان کو نطرون مین داخل ہوا اسی مقام مین شاہ انگلینڈ کا قاصد صلح کا پیام لیکر آیا - اس قاصد کو سلطان نے جو کچہہ جواب دیا ہو اوسکا حال معلوم نہین ہوسکتا البتہ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہ قاصد یہانسے رخصت ہوکر ملک العادل ابوبکر بن ایوب کیخدمت مین حاضر ہوا اور چند روز تک شاہ انگلینڈ اور ملک العادل سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا آخر الامر یہ بات قرار پائی کہ شاہ انگلینڈ کی بہن کا نکاح ملک العادل کے ساتہہ کردیا جاسے قدس شریف اور وہ بلاد ساحلیہ جوکہ سلطان کے قبضہ مین ہین ملک العادل کے مقبوضات مین شمار کئے جائین اور عکا اور وہ بلاد جبلیہ جنپر نصرانیون کا قبضہ ہے شاہ انگلینڈ کے بہن کو دیدیے جائین ملک العادل تو اس بات پر راضی ہی تہا سلطان کو اس ماجرے سے آگاہ کیا پہلے

توسلطان کو یہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اس سے پہلے شاہ انگلینڈ چھ مہینہ کی مہلت چاہتا تہا لیکن بنظر مصلحت وقت لڑائی موقوف نہ کی گئی اسکے بعد ہی صلح کے پیام بہیجے جب اُسمین بہی اُسکو ناکامی ہوئی تو مصالحت کی صورت بہ قرار دی بہرکیف سرسری نظر سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نامہ و پیام مین کچھ خطرہ ضرور ہے لیکن بعد کو ملک العادل نے اصرار نے سلطان کو اس شرط پر راضی ہی کردیا۔

غالباً ہمارے بیدار مغز ناظرین شاہ انگلینڈ کی یہ چالاکی سمجھ گئے ہونگے اور ضرور اس امر کا بہی یقین کرتے ہونگے کہ شاہ انگلینڈ نے یہان بہی اسلامی دنیا پر فریب و دغا کا بزدلانہ حملہ کرنا چاہا تہا چنانچہ جسوقت سلطان بہی اس امر پر راضی ہوگیا اور عقد و صلح کا زمانہ قریب آگیا تو شاہ انگلینڈ نے یہ کہلا بہیجا کہ "روساے روحانیہ ملت نصاریٰ اور پیشوایان مذہب مسیحی اس راے سے اتفاق نہین کرتے ہین مین اس امر کو پوپ سے دریافت کرتا ہون اگر اوسنے اجازت دی تو نور اعلیٰ نور ورنہ مین اپنی بہنجی سے ملک العادل کا عقد کردونگا اور صلح حسب قرارداد و شرط کرلونگا" کیا آپلوگون کے ذہن پر اسکے اس کلام سے اسکے چالاکی کا نقش نہ مرتسم ہوا ہوگا اور آپلوگون نے یہ نہ سمجھ لیا ہوگا کہ شاہ انگلینڈ مہلت نہ ملنے کی وجہ سے یہ چال چلا تہا۔ ہمارے اس دعوی کی شہادت کامل طور سے خود شاہ انگلینڈ اور فرانسیسون کا قصد دے رہا ہے انلوگون نے مسلمانون کو تو صلح کے خیال مین مشغول کردیا اور خود بیت المقدس پر حملہ کرنیکی تیاریان کرنے لگے۔

ہمارا اسلام پناہ سلطان اپنے جری لشکر کو نظرون مین چھوڑ کر

تنہا معہ دستہ فوج جان نثاردن کے رملہ کیطرف واپس آیا اور تقریبًا
بیس روز تک مقیم رہا لیکن نصرانیون نے اپنے کیمپ سے حرکت نہ کی یہان
مدت قیام مین فریقین سے وقتاً فوقتاً اکثر لڑائیان بہی ہوئین جنمین ہر مرتبہ
مسلمانون ہی کے ہاتہہ میدان رہا۔

ان واقعات کے بعد سیحی لشکر نو بقصد یروشلیم (بیت المقدس)
یافا سے رملہ کیطرف روانہ ہوا اور ہمارا سلطان تیسری ذی قعدہ کو رملہ
سے روانہ ہوکر چوتہی کو نطرون مین داخل ہوا۔ اثناء راہ مین جسوقت نصرانی
یافا سے نکلے اسلامی لشکر سے اونکا مقابلہ ہوگیا۔ پہر دن چڑھے سے تقریبًا
شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ صلیبی لشکر نے پہلے حملہ
مین مسلمانون کی صف اول کو منتشر کردیا تہا لیکن چند ہی لمحے کے بعد مسلمانون
نے اونکو اپنی برق افشان تلوار و نسے گہیر لیا اور کمال تیزی سے اونکے جان
وتن کا فیصلہ کرنے لگے۔ نصرانی لشکر لڑائی کے خوفناک میدان سے ایسی
بدحواسی سے بہاگا کہ ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتا تہا۔ مدتون انکے دلون پر لڑائی کا
خوف اسقدر غالب رہا کہ اونکے بدحواس اونکو اسلامی لشکر کا نام لینا کافی تہا گو
اس لڑائی کی ظاہری حالت تو یہی کہہ رہی تہی کہ یہ لڑائی دوچار دن مین تو تمام نہ ہوگی
البتہ ہفتہ عشرہ کے بعد اس سلسلہ کا منقطع ہونا یقینی ہے لیکن اوسوقت مین
جبکہ چارونطرف لڑائی کی گہٹائین چہائی ہوئی تہین قدرتی بجلیان کوندنے
لگین اور کسیقدر ترشح بہی ہونے لگا۔ اسیوجہ سے حملہ کرنیوالون کے ہاتہہ
کشت وخونریزی سے رک گئے اور لڑائی کا بازار سرد ہوگیا۔

ذی قعدہ کا مہینہ ختم ہوگیا تہا بارش شروع ہوگئی تہی آفتاب مین وہ
تیزی باقی نہ تہی بلکہ دودو چارچار دن ابر ہی کے سیاہ دامن مین چہپا رہتا

تہا۔ لشکری رات دن کی لڑائی سے تہک گئے تہے مسلح ہونیکے نام سے اوکتاتے تہے ساون کی ٹہنڈی ہواؤن سے آنکہین بند ہوئی جاتی تہین سلطان نے حسب دستور لشکریون کو رضائین دیکر رخصت کیا اور خود معہ ارباب شوریٰ اور دستہ فوج جان نثارون کے بیت المقدس مین پونہچکر قمامہ کے متصل دار الاقصیٰ مین مقیم ہوا۔ ایکے دوسرے یا تیسرے روز مصری لشکر بہی جسکا کمانیر امیر ابو لہیجا سمین تہا اسی مقدس شہر مین داخل ہوا مسیحی لشکر تیسری ذی حجہ کو بقصد بیت المقدس رملہ سے روانہ ہوکر نطرون مین آیا۔ اس مقام پر بہی یہ لشکر بزک اسلامیہ سے مڈبہیڑ ہوگیا۔ مسلمانون نے نصرانیون کے پچاس یا اس سے کچہہ زیادہ نامی جنرلون کو گرفتار کرلیا اور اسیقدر نصرانی مارے گئے۔

سلطان نے سب سے پہلے بیت المقدس مین پونہچکر یہ کام کیا کہ اوسکے شہرپناہ کی دیوارون کو مضبوط اور اوسکی مضبوط فصیلون کو ازسر نو درست کرادیا۔ شہرپناہ کے فصیلون کے باہر ایک عمیق خندق بنوادی چونکہ ان سب کامون مین ہمارا سلطان بنفسہ شریک تہا۔ ضرورت کی چیزین خود اوٹہاکر لاتا تہا اسیوجہ سے جو کام ایک ہفتہ مین درست ہوسکتا وہ ایک دن مین تمام ہوگیا۔

بیسوین ذی حجہ کو صلیبی لشکر نطرون سے رملہ کے جانب اسوجہ سے واپس ہوا کہ جب تک یہ ساحل سے قریب تہے اوسوقت تک اونکے آدمی در رسد ذعلہ وغیرہ انکے کیمپ تک بخریت پونہچ جاتا تہا جیون جیون یہ ساحل سے دور ہوتے جاتے تہے اسلامیون کو انکے مال و اسباب کے لوٹنے کا موقع ملتا جاتا تہا۔ اگرچہ شاہ انگلینڈ کے کہنے سے ایک فرانسیسی فرقے نے بیت المقدس کا

نقشہ پیش کیا شاہ انگلینڈ دیر تک غور کی آنکھون سے فکر کی عالنک لگا کر دیکھتا رہا ایک لمحے کے بعد سر اوٹھا کر کہنے لگا کہ "یہ وادی جو کہ یروشلیم کو چارون طرف سے باستثنائ شمالی جانب گھیرے ہوے ہے کسقدر عمیق ہے اور راستہ اسکا کیسا ہے" فرانسیسی افسر نے جواب دیا کہ "یہ وادی نہایت ہی وسیع ہے راستہ دشوار گزار ہے یہ بالکل ناممکن قیاس ہے کہ صلاح الدین کی موجودگی مین یروشلیم ہمارے قبضہ مین آجائے ہملوگ اگر یروشلیم کا شمالی جانب سے محاصرہ کرینگے تو اوسکے دوسرے اطراف غیر محصور رہجائینگے اسطرف سے اسلامیون تک بخوبی ہر قسم کی مدد پونہچ سکتی ہے اور اگر یہ انتظام کیا جائے کہ ہم مین سے کچھہ لوگ وادی کیطرف سے حملہ کرین اور کچھہ یروشلیم کا محاصرہ شمالی جانب سے کرین تو ہم مین سے ایک دوسرے کو مدد نہ پونہچا سکینگے علاوہ اسکے اسلامی لشکر جسوقت یروشلیم کے جس دروازہ سے قصد کریگا نکلکر ہمکو اپنی تیز تلوارونکی ٹھنڈی ہوا اون سے ہمیشہ کیلئے موت کی خواب غفلت مین سلا دیگا۔ قطع نظر اس سے صلاح الدین نے یروشلیم کے مقدس شہر کو پورے طور سے محفوظ و مضبوط کرلیا ہے،، شاہ انگلینڈ یہ باتین سنکر تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور اہل شورے بھی بے حس و حرکت بت کیطرح بیٹھے رہے آخرکار شاہ انگلینڈ ہی نے نظرون سے رملہ کیجانب واپس چلنے کی رائے ظاہر کی سب کے سب اپنی تمناؤن کا خون کرکے رملہ کیطرف واپس ہوے۔

ماہ محرم ۵۸۸ھ مین نصرانیون نے عسقلان کی تعمیر شروع کی جبکہ ہمارا نامی سلطان اندنون بیت المقدس مین تھا۔ شاہ انگلینڈ نے اسی اثنا مین اسلامی یزک پر حملہ کیا فریقین جی توڑکر لڑتے پانچ گھنٹہ کامل

لڑائی کے بعد شاہ انگلینڈ کو شکست فاش ہوئی لڑائی کا میدان مسلمانون کے ہاتھہ رہا۔

انہین ایام مین جبکہ ہمارا سلطان قدس شریف مین مقیم تہا اکثر فوج کے دستہ وقتاً فوقتاً نصرانیون پر شبخون مارتے رہے کبہی اونکے ایک گروہ کو قید کرلاتے تہے اور کبہی اونکے رسد و غلہ کو لوٹ لیتے تہے ایکمرتبہ فارس الدین میمون قصری نے جوکہ خدام سلطانی کا سرگروہ تہا نصرانیون کے ایک بڑے قافلہ پر حملہ کیا دو سو اسی میون کو گرفتار کرلایا اور اندازہ سے زیادہ مال غنیمت لوٹ لایا۔

چوتہی ربیع الاول ۵۸۸ھ کو جمعہ کے دن نماز عصر کی پڑہکر ملک العادل ملک ہنری کے ساتہہ جوکہ شاہ انگلینڈ کی سفارت لیکر آیا تہا قدس شریف سے نصرانیون کے کیمپ کیطرف شرائط صلح کے مقرر کرنیکے غرض سے روانہ ہوا لیکن اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ جب سردار ملک العادل اور ملک ہنری مسیحی کیمپ مین پہنچے اوسیدن شاہ انگلینڈ یافا کیطرف روانہ ہوگیا تہا اسیوجہ سے ملک العادل سولہوین ربیع الاول کو بیروت ہوتا ہوا قدس شریف مین داخل ہوا۔

پہلی جمادی الاول یوم پنجشنبہ کو سیف الدین مشطوب والی عکا نصرانیون کے پنجہ غضب سے معلوم نہین کسطرح سے نجات پاکر قدس شریف مین سلطان کیخدمتمین حاضر ہوا۔ اسکے ہمراہ چار یا پانچ اسلامی افسر اور بہی تہے جوکہ اسکے ساتہہ معرکہ عکا مین اتفاق وقت سے گرفتار ہوگئے تہے۔

ان صلیبی لڑائیون کو دیکہتے دیکہتے آپلوگ ضرور یہ سمجہہ گئے ہونگے

کہ مسیحی لشکر اور اوسکے کمانیر اکثر موقع اور وقت کے منتظر رہتے ہین چنانچہ جسوقت مسیحی کمانیر اسلامی لشکر کی روانگی سے مطلع ہوئے فوراً انوین جمادی الاول کو قلعہ دارم (دارون) پر حملہ کیا۔ علم الدین قیصر اگرچہ اسکے ہمراہ معدودے چند ادمی تھے لیکن خوب خوب دندان شکن جواب دیتا رہا ہے۔ دو روز متواتر لڑائی کے بعد علم الدین قیصر والی قلعہ معہ اون مسلمانون کے جوکہ اسوقت قلعہ مین موجود رہتے تیسرے روز رات کیوقت قلعہ کے شمالی دروازہ سے نکلکر اسلامی کیمپ کیطرف روانہ ہوا ہان قبل روانگی میگزین مین اگ لگادی تہی اور الات حرب کو ضایع کردیا تہا صبح ہوتے ہی صلیبی افسرون نے قلعہ دارون پر قبضہ کرلیا۔

مجدل یابا سے نصرانی ناکام واپس ہوے

اس معرکہ کے بعد ہی نصرانیون نے مجدل یابا پر بہی حملہ کیا لیکن یہان پہنچنے انکو کسیقدر نقصان اوٹہاکر حسرت اور افسوس کی انکھون سے مجدل یابا کو دیکھتے ہوئے واپس انا پڑا۔

نصرانیون نے یروشلیم کا قصد کیا

تیئسوین جمادی الاول یوم شنبہ کو صلیبی لشکر یروشلیم کے قصد سے روانہ ہوکر صافیہ کے ٹیلہ پر مقیم ہوئے۔ دو روز تک یہان ٹہرے رہے جب اسطرف سے حملہ کرنیکا موقع نہ دیکہا تو مجبورانہ چہبیسوین ماہ مذکور کو قدس شریف کے شمالی جانب نطرون کیطرف چلے گئے۔ ہمارا نامی اسلام پناہ سلطان اندنون بیت المقدس ہی مین تہا عساکر اسلامیہ ہنوز اپنے اپنے شہرون سے واپس نہین ہوئے تہے ملک الافضل اور ملک العادل ایک ضرورت سے بلاد جنزیہ کو گئے ہوئے تہے یہی سبب تہا کہ نصرانیون کو بیت المقدس پر حملہ کرنیکی جرأت ہوئی لیکن اس طمع خام اور خیالی پلاؤ کا جو کچھ نتیجہ ہوگا وہ آپ لوگون پر عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہے۔ سلطان کے مبارک کانون تک

جون ہی نصرانیون کی اس نقل و حرکت کی آواز پونہچی فوراً اُسنے شہر کے ہر برج پر ایک ایک امیر تجربہ کار مقرر کر دیا اسلامیون نے پے در پے شبخون مارنے شروع کر دیے کوئی رات ایسی نہ گزرتی تہی جسمین سو دو سو نصرانی نہ مارے جاتے تہے چارنا چار مسیحی کمانیر بیت نوبہ سے قصبہ قلونیہ مین چلے آئے جو کہ قدس شریف سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانسیس لشکر نے مصری قافلہ پر حملہ کیا

نوین جمادی الثانی کو فرانسیسی لشکر نے مصری قافلہ پر جسکا امیر قافلہ پر فلک الدین سلیمان ملک العادل کا علاتی بہائی ہے شبخون مارا جسوقتکہ یہ قافلہ قدس شریف کے قریب اطراف خلیل مین پونہچگیا تہا نصرانیون کو اس واقعہ مین کچہہ فایدہ نہ پونہچا اسکا سبب یہ ہوا کہ جسوقت نصرانیون نے قافلہ پر حملہ کیا جو لوگ کہ قافلہ کے آگے آگے تہے وہ لڑنے مین مصروف ہوگئے اور وہی لوگ اس واقعہ مین کام آے اور اونہین مین سے بعض قید ہی ہوگئے باقی سارا قافلہ جسوقت کہ فریقین دست بدست لڑ رہے تہے جبل خلیل پر چڑہ گیا اور یہی اُنکے نجات کا باعث ہوا۔

نصرانی یروشلم پر حملہ کی تیاری میں مصروف ہوئے

سولہوین جمادی الثانی سے نصرانی قدس شریف پر حملہ کرنیکی تیاریان کرنے لگے انتقام ناجایز کا جوش ہر نصرانی کے دلمین بہرا ہوا تہا مصنوعی مذہبی جوش مین کبہی کبہی جیخ بہی اوٹہا کرتے تہے کمسریٹ کا پورا پورا انتظام تہا کافی ذخیرہ غلہ کا موجود تہا غرضکہ کسی چیز کی کمی نہ تہی کمی تہی تو صرف سچے جوش اور صداقت آگین مذہب کی۔ انکے لشکر کا ایک دالیم جسمین تقریباً پچیس ہزار سوار تہے راستہ کی حفاظت کی غرض سے کیمپ سے چار کوس کے فاصلہ پر پہرہ رہا تہا اور ایک حصہ فوج کا جسکا کمانیر کنند ہنری ہے صور اور طرابلس کیطرف مسلمانون کے راستہ روکنے

امراء اور رؤساء شہر کی بد دلی

اور نیزک کا منصبی کام انجام دینے کے غرض سے چلا جارہا ہے باقی صلیبی
لشکر جوکہ تعداد اً بیس بائیس لاکھ سے ہرگز کم نہ تھا بیت المقدس اور
قلونیہ کے درمیان پڑا ہوا ہے ہمارا ناجی سلطان بھی ارض مقدس کی
حفاظت مین عرق ریزی سے کام لے رہا ہے۔ بیت المقدس کے باہر
جسقدر چشمے اور چاہ تھے سبہون کا پانی خراب اور غیر قابل استعمال
کردیا ہے پتھریلی زمین ہونیکی وجہ سے کسی جدید خندق کہودنیکی
ضرورت نہین معلوم ہوئی اسلامیون کے دلمین جوش اور جوش کے
ساتھہ واقعہ عکا سے کسیقدر خوف بہی ہے لطف یہ ہے کہ اس جوش
اور خوف مین انتقام کی دہیمی آواز بہی سنائی دیتی ہے۔ انیسوین [19] جمادی
الثانی کو سلطان نے امراء لشکر کو رات کیوقت نماز عشا کے بعد ایک
جلسہ خاص مین جمع کیا پہلے مورخ کتاب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ
نے حفظ بلاد اسلامیہ اور جہاد کی فضیلت کو مدلل اور مبرہن ایک طویل
خطبہ مین بیان کیا بعد اسکے سلطان نے اپنی ولولہ خیز تقریر سے سامعین مین
ایک سچا جوش پیدا کر دیا سب سے پہلے سیف الدین مشطوب نے لبیک
کہکر اپنی مستعدی ظاہر کی بعد اسکے گو اور امراء لشکر نے بہی مشطوب کی
اس رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن اہلوگونکو یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ جوش
دودہ کا سا ابال تہا دفعۃً پیدا ہوا اور فوراً فرو ہوگیا جیسا کہ آگے چلکر ان
کو امراء اور رؤساء قدس شریف کے طرز عمل سے معلوم ہوگا فجر ہوتے
ہوتے سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ امراء لشکر اور رؤساء شہر سانحہ عکا
سے ایسے بردا شتہ خاطر ہو رہے ہین کہ جیکے ذکر سے ہمارے ناظرین
بد دل ہو جائینگے علاوہ اسکے اسلامیون پر بہی اوس سے خوف آتا ہے

سلطان کا استقلال

اہل شہر اور عام طور سے کل افسر عساکر اسلامیہ اسی امر پر تلے ہوئے
تہے کہ بیت المقدس چہوڑکر لفرانیون سے مقابلہ کیا جائے اور سلطان
کی پر جوش حمیت اور سچی ہمدردی و غیرت یہ کہہ رہی تہی کہ ہرچہ بادا
باد جیتے جی قدس شریف نہ چہوڑنا چاہیے جان جائے تو جائے
لیکن بیت المقدس کی مقدس زمین ہاتہ سے نہ جائے اور نہ اسکے
بلند اور منور میناروں پر ندانخواستہ شرکی صلیبی پہریرہ اوڑنے
پائے اگر آج مین ان عوام کالانعام کی موافقت کے خیال سے قدس
شریف چہوڑ دونگا تو کلہ اپنے منعم حقیقی کو بسنے کہ ایک صدی کے بعد
اس مقدس زمین کو مقدس بندون کے قبضہ مین دیا ہے کیا منہہ
دکہلاون گا اوسکے سچے رسول کو کیا جواب دونگا ہائے یہ مقدس شہر
اور سچی افسوس یہ نورانی دیوارین اور پاک بندون کی خونریزی
بیت المقدس کی منور مینارین اور صلیبی شرکی پہریرہ - اے خدایہ
کیا ہوگیا تیرے اس ناچیز بندہ سے کیا خطا ہوئی تیری بے نیازی کا
یہ وقت نہین ہے مجہکو کسی کی پروا نہین ہے اور نہ کسی کی مدد کی ضرورت
ہے مجہکو تیرے ہی لطف و احسان پر بہروسہ ہے تیری بندہ پروری سے
کچہہ بعید نہین ہے تو ذرہ پرور غریب نواز ہے تیرے ہی امداد سے
بیت المقدس کی بلند پہاڑیان وحدانیت و رسالت کی دلپسند روشنی
سے منور ہو رہی ہین تیرے ہی آفتاب فیض کی یہ روشنی ہے جس سے
مسجد اقصی کی شاندار مینارین چمک رہی ہین مجہکو کامل یقین ہے کہ
تو اپنے سچے دین کی تائید کریگا ایسی مقدس زمین پر صلیبی قومین ہرگز
قابض نہ ہونے پائینگی یہ اہل شہر اور امراء لشکر کے ایمان کی ضعیف ہونگی

علامت ہے جو کہ وہ نصرانیون کی کثرت سے پریشان ہو کر قدس شریف کے چھوڑنیکی عزیمت رکھتے ہین مجھسے ہرگز یہ نہوگا کہ جیتے جی بیت المقدس کو چھوڑ دون اور ایسی بڑی نعمت کو تیرے فضل وکرم کے حامی ہوتے ہاتھہ سے دیدون خداوندا تو خوب نیک جانتا ہے کہ مین نیکنامی کی غرض سے یہ کام نہین کرتا بلکہ محض تیرے پیارے اسلام کے توسیع اور اس مقدس مکان کو پاک رکھنے کے غرض سے یہ پاپڑ بیل رہا ہون -

انت حسبی و نعم الوکیل

سلطان اسی خیال مین ڈوبا ہوا تہا ہنوز اسکے زبان سے اخری فقرہ پورا ہونے پایا تہا کہ عزالدین جبر دیک کی ایک رپورٹ ائی جس سے یہ بات ظاہر ہو رہی تہی کہ مسیحی لشکر سردست اپنے مورچے سے ہٹ کر ایک دوسرے ٹیلہ پر خیمہ زن ہوا ہے شنبہ کی صبحکو ایک دوسری رپورٹ آئی کہ نصرانی یروشلیم پر حملہ کرنیکے بارہ مین مختلف الرائے ہو رہے ہین عجب نہین صبح شام مین نصرانی اپنا سا مونہ لیکر واپس چلے جائین سلطان کے قوی دلمین تو پہلے ہی سے اطمینان بہرا ہوا تہا اسکے اوس خوشنما چہرہ سے بہی جسپر کہ صرف اہل شہر اور امراء کی مخالفت کیوجہ سے کیقدر فکر کے اثار ظاہر ہو رہے تہے بشاشت ظاہر ہونے لگی - اس دوسری رپورٹ کے پہونچنے کے بعد سب سے پہلے جو کام اس اسلام دوست پادشاہ نے کیا وہ یہ تہا کہ صدقات تقسیم کئے دوگانہ شکریہ ادا کرکے امراء ورؤساء شہر ولشکر کو اس رپورٹ سے مطلع کیا انلوگون کے بہی پژمردہ چہرون سے خوف کی زردی دور ہونے لگی رفتہ رفتہ جوش مسرت واطمینان کی دلپسند سرخی نمایان ہو چلی آپسمین تسلی آمود الفاظ سے ایک دوسرے کی

مزاج پرسی کرنے لگے وہ کس مپرسی کی حالت جو کہ اس سے چند لمحہ پیشتر تہی اس رپورٹ کے شایع ہوتے ہی رفع ہوتی جاتی ہے غرضکہ یہ کیفیت تو اسلامی گروہ کی ہے جسکو اہلوگ اپنے انکہوں سے ابہی دیکہہ رہے ہین ب اے نصرانیون کی کیمپ کی بہی سیر کر لیجیے اور انکی اس عالی حوصلگی بلند خیالی جوانمردی کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہ صلیبی لشکر بیت المقدس کے قریب پونہچکر کس بے اطمینانی سے واپس جارہا ہے -

بیروشلیم سے نصرانیون کا ناکام واپس جانا

جسوقت یہ مسیحی لشکر جسکے کمانیر شاہ فرانس شاہ انگلینڈ و مجیر وغیرہ ملوک نصاریٰ تہے بیت المقدس کے قریب پونہچکر کسیقدر پانی کی عدم موجودگی سے پریشان ہونے لگا کسینے یہ رائے ظاہر کی کہ یروشلیم پر حملہ کرنا لاحاصل ہے ٹہنڈے ٹہنڈے واپس چلا جانا چاہیئے کوئی یہ کہنے لگا کہ یہ رائے بالکل عمل کرنیکے قابل نہین ہے کیا ہملوگ ان معدود چند ملحدون (مسلمانون) کیلئے کافی نہونگے اور ان ناپاکون کو یروشلیم کی مقدس زمین سے نہ نکال سکینگے شاہ انگلینڈ کی یہ رائے تہی کہ چونکہ پانی چشمون کا خراب کردیا گیا ہے دوسرے مقام سے پانی لانا دقت سے خالی نہین ہے اسوجہ سے یروشلیم پر حملہ کرنیسے دست کش ہوکے واپس چلنا چاہیئے شاہ فرانس یہ کہہ رہا تہا کہ کل لشکر تین حصون پر منقسم کیا جاے ایک حصہ تو نہر تعوع سے پانی لایا کرے لشکر کا دوسرا والیم خیمون اور لشکر کے پہلے حصہ کی حفاظت کرے باقی رہا تیسرا گروہ وہ یروشلیم پر حملہ آور ہو - اگرچہ یہ راے بہ نسبت اور ونکے مناسب ضرور تہی لیکن اس کسے بہی لوگون نے اختلاف کیا تہوڑی دیر تک اپسمین بہی رد و بحث ہوتی رہی بالآخر الامر کل نصرانیون نے تین سو مسیحیون کو تمام

کیلئے منتخب کیا ان تین سو آدمیوں نے بارہ آدمیوں کو اور ان بارہ آدمیوں
نے تین آدمیوں کو منحصر علیہ مقرر کیا - یہ تینوں منحصر علیہ رات بھر غور و فکر کرتے
رہے صبح ہوتے ہی واپسی کا حکم دیدیا چنانچہ اکیسویں[۲۱] جمادی الثانی
سنہ مذکور کو اپنی امیدوں کا خون اور تمناؤں کا خاتمہ کر کے رملہ کیجانب
واپس ہوئے ۔

نصرانیوں کیطرف سے صلح کے پیغام

اسکے بعد نصرانیوں کیطرف سے پھر صلح کے پیغام آنے لگے کبھی نو
شاہ انگلینڈ قدس شریف کا کلیۃً مانگتا تھا اور کبھی قدس شریف
کے قلعہ میں بیس آدمیوں کی رہنے کی اجازت چاہتا تھا کبھی عسقلان
وغیرہ کی خواہش ظاہر کرتا تھا اور کبھی متنازعہ فیہا بلاد کو نصفا نصف
تقسیم کرنے پر راضی ہوتا تھا غرضکہ جو پہلو صلح کا اختیار کرتا تھا وہ
اسکے حق میں مفید ہوتا تھا اور ہر مرتبہ عاجزانہ خوشامدانہ الفاظ میں
لکھا تھا ہمارا نامی سلطان ان مراسلات کے جواب میں وہی الفاظ اور مضامین تحریر
کرتا تھا جو کہ مجلس شوریٰ میں پہلے ہی روز طے ہو چکے تھے۔

سلطان نے یافا پر حملہ کیا

ان مراسلات کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا تھا کہ لڑائی پھر چھڑ گئی
پھر کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا - وجہ اسکی یہ تھی کہ نصرانیوں نے
جبکہ وہ بیت المقدس سے ناکامی کے ساتھ واپس ہوئے تو راستہ
کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کو غارت کرنا اور راہ چلنے والوں کو لوٹنا
شروع کر دیا سلطان ان واقعات سے مطلع ہو کر اسکے انسداد کیطرف
تو متوجہ نہوا کیونکہ صلیبی فوجیں منزلوں دور جا چکی تھیں البتہ پندرھویں[۱۵]
رجب سنہ مذکور یوم شنبہ کو صبح کی نماز پڑھکر یافا کیطرف روانہ ہوا
ظہر کا وقت تمام نہ ہونے پایا تھا کہ اسلامی فوجیں یافا کے قریب

پونہچگئین چارشنبہ کے صبح سے لڑائی شروع ہوگیی تمام دن یہی کیفیت
رہی کہ جسوقت ہماری فوجین آگے بڑھتی تہین اہل یافا قلعہ کی فصیلو
سے آتشباری کرتے تہے شام ہوتے ہی فریقین لڑائی سے خود بخود
رک گئے رات کو کسی قسم کی کسیطرف سے کوئی چہیڑ چہاڑ نہین ہوئی گو فریقین
کے پرجوش دلون سے اسکی امید نہین کیجاتی تہی سترہوین رجب
کی صبح نہ ہونے پائی تہی کہ اہل شہر اسلامیون پر گولہ باری کرنے
لگے انلوگون نے اپنے فریق مخالف کے حملون کے جوابات اسوقت
تک نہین دئے جب تک کہ ضروریات اور نماز سے فارغ نہین ہوئے
اس اثناء مین مسلمانون کی چند جانین ضرور تلف ہوئین لیکن جبکہ انلوگون
نے نماز اور ضروریات سے فارغ ہوکر یافا پر حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین ملک الظاہر
نے جو کہ ہمارے میمنہ کا کمانیر تہا شہر پناہ کی شمالی فصیل پر قبضہ کرلیا قلعہ
کی شرقی دیوار جسپر اہل قلعہ کو بیحد ناز تہا اسکو سنگ باری نے مضمحل کردیا
اٹہارہوین ۱۸ ماہ مذکور کو اہل شہر نے صلح کا پیام بہیجا سلطان نے
صلح کرنیکا اسی شرط سے اقرار کیا جسسے اس سے پہلے اہل قدس کے ساتھ عہد
پیمان کیا تہا انیسوین ۱۹ ماہ مذکور سے پہر لڑائی شروع ہوئی - یہ تو آپکو
معلوم ہی ہوچکا ہے کہ شمالی فصیل پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا ہے شرقی
جانب کی دیوار مضمحل ہوگئی ہے مسلمانون نے انہین دونو جانب سے حملہ کیا
اور اڑتالیس ۴۸ گہنٹہ سخت لڑائی کے بعد شہر پر اسلامی فوجون نے
قبضہ کرلیا اہل قلعہ نے بہی بعد دوپہر اپنے پطرس کو معہ چند امراء کے سلطان
کیخدمت مین روانہ کیا یہ لوگ ہمارے کیمپ مین نہ پونہچنے پائے تہے کہ شاہ
انگلینڈ اہل یافا کے اعانت کیلئے آپونہچا اسوجہ سے وہ لوگ جو کہ امان

مانگنے کے غرض سے اسلامی دربار مین آرہے تھے واپس گئے اور پہر تہوڑی
دیر کیلئے لڑائی کا بازار گرم ہوگیا انجام اس لڑائی کا یہ ہوا کہ سلطان کی
طبیعت بد خط ہوجانیکے وجہ سے مسلمانون کو یافا سے دست کشی کرنی پڑی
نصرانی پہر بدستور یافا پر قابض ہوگئین اور سلطان معہ اپنے
فوج ظفر موج کے رملہ کیطرف روانہ ہوا۔

بعد اسکے عساکر اسلامیہ اطراف و جوانب سے جوق جوق آنے
لگے اسیوجہ سے شاہ انگلینڈ گہبرا کر پہر صلح کا خواستگار ہوا اور اس
مرتبہ خلاف معمول اون شرائط سے جنسے کہ صلح کی امید نہ کیجا سکتی تہی اعراض
کرکے ایسے شرائط لکہے جس سے کہ خواہ مخواہ فریقین مین صلح ہوگئی چنانچہ بیسوین
یا بائیسوین ماہ شعبان ۵۸۸ھ یوم دوشنبہ یا چارشنبہ کو صلحنامہ پر فریقین
کی دستخطین ہوگئین اور عام طور سے اعلان کردیا گیا کہ رعایاے اسلامیہ و مسیحیہ
سے جس کا جی جہان چاہے تجارۃً سیاحۃً آئے جائے اب کسی قسم کا خوف
و خطر نہین ہے۔

جہان تک ہمارا ذہن رسا ہوسکتا ہے ہم اپنے اسلام دوست
سلطان کے نورانی چہرہ کو دیکھکر کہہ سکتے ہین کہ یہ صلح اوسکی طبعی خواہش سے
نہین ہوئی اور نہ صلح کرنیکی اوسکی مرضی تہی۔ کیونکہ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ اوسنے
کسی موقع پر لانزول عن الجہاد حتی نخرجہم من الساحل او یاتینا الموت۔
(ہم جہاد سے درگذر نکرینگے جب تک کہ نصرانیون کو ساحل سے باہر نہ کرینگے

لہ منجملہ شرائط صلح یہ شرطین بہی تہین کہ عسقلان کے آباد کرنیکا کسیکو اختیار نہوگا یافا بدستور ویران
رہیگا تلہ بیت المقدس شریف مین صرف زیارت کے غرض سے نصرانی آسکتے ہین۔

یا یہ کہ ہماری موت آجاے) ضرور اپنی مبارک زبان سے فرمایا تہا لیکن چونکہ علم الہی مین اقتضاء وقت کے اعتبار سے یہی مصلحت تہی کہ سلطان مجبوراً صلح کرنے پر امادہ ہو جاے اور مصالحت کے تہوڑے ہی دنون بعد ایسے عالم مین سیر کرنیکو پہونچ جاے جہانکہ نہ کفر والحاد کے تیز جہونکون کا اندیشہ ہے اور نہ اسلامی بلاد پر نصرانیون کے قبضہ کا کہٹکا ہے اور نہ خود اسلامیون کو تکالیف شرعی کے پابند ہونیکی ضرورت ہے غرضکہ اسلامیون (خدا کے تابعدارون) کیلئے وہان ہر طرحکے ارام وراحت کے اسباب موجود ہین ورنہ ضرور یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ قبل مصالحت اثناء لڑائی مین اگر ایسے ناصر اسلام اسلام پناہ سلطان کے انتقال کا جانکاہ حادثہ پیش اجاتا تو عجب نہ تہا کہ وہی خطرے اس سچے دین کے پیش نظر ہو جاتے جن خطرات کی ہماری مخالف قومین امید کرتی تہین اور اب بہی (خدا اُنکو ناکام ہی رکہے) اُسکی تمنا رکہتی ہین ـ خیر یہ تو ایک جداگانہ بحث ہے اسوقت اس قصہ کے چہیڑنیکا موقع بہی نہین ہے آپلوگ تہوڑی دیر کیلئے ہمارا ساتہہ اور دیجیے اور چند ساعت ہمہ تن گوش ہو کر بقیہ ماجرا سُن لیجیے ـ کہ "

مصالحت کے بعد ہمارے نامی ہیرو فاتح بیت المقدس نے اسلامی فوجون کو روانہ کرنا شروع کر دیا چنانچہ سب سے پہلے غرہ رمضان المبارک کو لشکر اربل اور اسکے دوسرے روز موصل اور سنجار اور حصین کی فوجین رخصت کیگئین بعد اسکے کسی تاریخ مین ملک العادل کرک کیجانب اور ملک الظاہر حلب کیطرف اور ملک الافضل دمشق کو روانہ ہوے اور خود پیر فتح نصیب سلطان چوتہی رمضان یوم یکشنبہ کو قدس شریف مین داخل ہوا ماہ مبارک اسے اسی مقدس شہر مین ختم کیا اس سال سفر حج کا اسنے ضرور عزم

بالجزم کر لیا تھا چنانچہ اپنے دیوان خاص کو فہرست تیار کرنیکا حکم دیچکا تھا
لیکن اتفاق وقت سے وہ اپنے اس ارادے کو اس سال پورا نکرسکا اور شیال
اینده کی موت نے جہلت ندی پہلی شوال کو نصرانیون کا بقیہ لشکر اور
شاہ انگلینڈ معہ اپنے جنگی جہازون کے بیڑہ کے روانہ ہوا اور چھٹی ماہ
مذکور یوم پنجشنبہ کو ہمارا سلطان قدس شریف سے رخصت ہوکر نابلس
سبصطیہ - بیروت اسلامی شہرونکی خوشنما شاندار فصلین دیکھتا ہوا
پچیسوین یا چھبیسوین شوال یوم چارشنبہ یا پنجشنبہ کو دمشق مین داخل ہوا
اہل دمشق کو جسقدر مسرت ایسے عادل غازی فتح نصیب بادشاہ کے
آنیسے ہوئی ہوگی اسکا اہلوگ اچھی طرح سے اندازہ کرسکتے ہین -

ہان البتہ ہم اسی موقع پر یہ بیان کیئے دیتے ہین کہ ہمارے سلطان
نے اُنہین ایام مین جبکہ وہ قدس شریف مین تھا بیمارستان (دار الشفاء)
سرائے - مدرسہ کے بنیادی پتھر اپنے مبارک ہاتھون سے رکھے تھے اور
انہین عمارات کے تکمیل کیلیئے قاضی[1] ابن شداد کو کہ جسکو کبھی وہ اپنے ساتھ
سے جدا نکرتا تھا قدس شریف مین چھوڑ آیا تھا -

ستائیسوین شوال یوم جمعہ کو سلطان نے دربار عام کیا اہل
علم و امرائے شہر جمع ہوئے شعراء نے قصیدے پڑھے لوگون نے مبارکبادی
دین ہر کہ ومہ نے اپنے عدل گستر بادشاہ سے مصافحہ و معانقہ کیا یوم چارشنبہ
سترھوین ذی قعدہ کو ملک العادل بھی کرک کے حالات دیکھکر دمشق مین

[1] قاضی ابن شداد کی کنیت ابو المحاسن تھی اور نام یوسف تھا رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد بن عتاب
اسدی قاضی حلب کا لڑکا تھا ابن شداد کے نام سے مشہور اور بہاء الدین کے لقب سے معروف تھا چونکہ
انکا باپ انکے صغرسنی مین مرگیا تھا اور انہون نے اپنے مامون کے گھر مین پرورش پائی اسوجہ سے بنی شداد کیطرف
منسوب ہوکر ابن شداد کے نام سے مشہور ہوئے - ۵۳۹ھ مقام موصل مین پیدا ہوئے یوم چارشنبہ چودھوین
[illegible]
صفر ۶۳۲ھ مقام حلب مین انتقال کیا سلطان اسکو بیحد عزیز رکھتا تھا اسکی علمی کی اسکو کوا نہ تھی ... بیوجہ سے

آپونہچا دو چند مسرت بڑھگئی سیر و شکار مین سب کے سب معروف ہوگئے مصر کی عزیمت کو سلطان نے بہولا دیا یوم شنبہ بارہوین صفر ۵۸۹ھ کو ابن شداد بہی حسب طلب سلطان دمشق مین داخل ہوا پندرہوین صفر یوم جمعہ کو ہمارے اسلام دوست سلطان نے حجاج کا استقبال چار میل سے کیا یہ آخری سواری تہی کہ جسکے بعد پہر ہمارے سلطان کو سوار ہونیکی نوبت نہین آئی۔

شب شنبہ کو شام ہی سے سلطان کی طبیعت کچہہ کچہہ بدحظ تہی صبح ہوتے ہوتے خاصے طور سے تپ موجود ہوگئی اگرچہ تپ کے آثار اوسکے نورانی چہرہ سے ظاہر ہورہے تہے لیکن اوسنے اسدن اپنی زبان سے اسکا اظہار تک نہ کیا ملک الافضل۔ قاضی فاضل۔ ابن شداد وغیرہ سلطان کی خدمت سے تقریباً ظہر کے وقت واپس آئے یہ پہلا دن تہا کہ دسترخوان پر ہمارا فتح نصیب سلطان نہین دیکہلائی دیا بلکہ بجائے اوسکے ملک الافضل اوسکا بڑا لڑکا بیٹہا نظر آرہا ہے۔ علالت کے چوتہے روز فصد لیگئی مرض کا زائل ہونا تو درکنار ضعف اسقدر بڑھگیا کہ نقل و حرکت سے مجبور ہوگیا رطوبت فاضلہ کے ساتہہ اصلی رطوبت بہی خارج ہوگئی جیون جیون حرارت عزیزیہ گہٹتی جاتی تہی غریبی حرارت بڑہتی جاتی تہی تا آنکہ نوین روز غشی و غفلت کی ایک نئی شکایت اور پیدا ہوگئی کہانا پینا بالکل چہوٹ گیا دسوین روز دو بار عمل دیا گیا بظاہر اس سے مرض مین خفت ضرور محسوس ہوی لیکن بعد کو طبیعت اور زیادہ بے لطف ہوگئی۔ ملک الافضل حسب صلاح و مشورہ روساء ملت بدو حاضرینہ امراء و نوابین سے بیعت لینے لگا چہبیسوین ماہ مذکور یوم شنبہ سے اوسکے

بلند و شاندار پیشانی پر ٹھنڈے پسینہ کے قطرات نمایاں ہو چلے جسقدر
پسینہ بڑھتا جاتا تھا اسیقدر قوت گھٹتی جاتی تھی ضعف کا یہہ حال تھا کہ
نزع کی نوبت پہنچی ستائیسوین صفر ۵۸۹ھ یوم چارشنبہ کے صبح کو جسوقت قاری
قرآن آیہ کریمہ انہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت پر پہنچا ہمارا باخدا سلطان
بہی یہی مبارک و پاک کلمات کہتا ہوا عالم بقا کیطرف روانہ ہوگیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

ملک الافضل تو عزاداری کے خیال سے ایوان خاص مین بیٹہا اور
خطیب دولعی[1] نے قدس سرہ کو نہلایا اور بعد ظہر کے جنازہ نکالا گیا قاضی محی الدین
معروف بہ ابن الزکی نے نماز پڑھائی عصر کے قریب دفن کیے گئے۔

ثم انقضت تلک السنون واھلہا[2]
فکانہا وکانہم احلام

---

[1] ضیاء الدین ابو القاسم عبد الملک بن یزید بن یاسین بن قائد بن جمیل التغلبی الارتقی الدولعی شافعی المذہب جامع مسجد دمشق کا خطیب تہا ۵۰۷ھ ہجری مین پیدا ہوا اور بارہوین ربیع الاول ۵۹۸ھ ہجری مین انتقال کیا۔

[2] بعد ازان یہ سن (زمانہ) اور اہل زمانہ ایسے گذر گئے کہ گویا وہ زمانہ اور اہل زمانہ خواب سے تہے۔

تمت

الاسلام

الہ آباد

یہہ مبارک ماہواری رسالہ جنوری ۹۷ء سے مطبع الرشید الہ آباد سے شایع ہوتا ہے اسلام کا دوست - مسلمانون کا رہنما - اسلامی خبرون کا میگزین - اسلامی خوبیون کا دوربین مسلمانون کی ترقی کا آلہ - اتفاق کا پیدا کرنیوالا - اسلامی تاریخ کا مقتدر حصہ اسلام کا نور نظر - مسلمانون کا لخت جگر غیر قومون کے بیجا اعتراضات کا مستعد مجیب دنیائے اسلام کا اچھا شیر - اسلام کی آنکھہ کا تارا - مسلمانون کا پیارا یہہ ماہوار رسالہ **الاسلام** اسم بامسمی ہے اسکے ایک حصہ مین تاریخ **امام ابن خلدون** مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہوتا ہے دوسرے حصہ مین ایک مستقل رسالہ مسمی بہ **تبیین الکلام فی احکام الاسلام** ہے جسمین خاص اسلام کی خوبیان اور اہم اور دقیق سوال حل کئے جاتے ہین ان دونو کتابونکی صفحہ بندی جدا گانہ ہوتی ہے تاکہ ہر سال دو نادر و نایاب کتابین ناظرین الاسلام کے پاس ہو جائین تیسرے حصہ مین اسلامی دنیا کی دلچسپ خبرین ہوتی ہین - قیمت باوجود ان سب خوبیون کے کچھہ بھی نہین صرف ایک روپیہ عـ سالانہ معہ محصول ڈاک ہے - بذریعہ ارسال منی آرڈر یا ویلیو پیبل طلب فرمائی نمونہ کا پرچہ ار کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے - **والسلام**

المشتہر

حامد حسین مالک مطبع الرشید الہ آباد